پاکستانی معیشت کی کیفیت

بینک دولت پاکستان کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی دوسری سہ ماہی رپورٹ

برائے مالی سال 19-2018ء

بینک دولت پاکستان

اظہارِ تشکر

تجزیہ کار:

ابواب	
1۔ عمومی جائزہ	وقاص احمد
2۔ حقیقی شعبہ	وقاص احمد، جاوید اقبال، خرم اشفاق بلوچ، سحر مسعود، طلحہ ندیم
3۔ مہنگائی اور زری پالیسی	اسما خالد، فاطمہ خالق، عمر خان بلوچ، امجد علی، عمر مشہود، صباحت
4۔ مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ	محمد مظہر خان، محمد ادریس، منصور سلیم، حرا غفار
5۔ بیرونی شعبہ	محمد عمر، سید علی رضا مہدی، جنید کمال، سرمد الٰہی
خصوصی سیکشن	
1۔ پاک چین اقتصادی راہداری کے تناظر میں انسانی استعداد کی اہمیت	اسما خالد، احمد مبین
2۔ بجلی کے شعبے میں سرکاری انٹرپرائزز کے مالی بوجھ کا جائزہ	اسما خالد، صباحت
منتظم مطبوعہ:	وقاص احمد
ڈائریکٹر:	عمر فاروق ثاقب

مطبوعات جائزہ کمیٹیاں:

انتظامیہ کی مطبوعات جائزہ کمیٹی	سعید احمد (چیئرمین)، عنایت حسین، سید عرفان علی، محمد علی ملک، سید ثمر حسنین، محمد علی چوہدری، محمد جاوید اسماعیل، محمد فاروق عاربی، اور عمر فاروق ثاقب
بورڈ کی مطبوعات جائزہ کمیٹی	اردشیر خورشید مارکر (چیئرمین)، زبیر سومرو، اور اعظم فاروق

آراء اور تبصروں پر شعبہ ہائے تحقیق، زری پالیسی، شماریات؛ اور نقل و حمل کی فراہمی پر دفتر کارپوریٹ سیکریٹری اور شعبۂ بیرونی تعلقات کا بھی شکریہ۔

تبصروں اور سوالات کے لیے quarterly.report@sbp.org.pk

ترجمہ ٹیم

نگراں

سہیل انجم

مترجمین

شجاعت علی

منصور احمد

فیضان رحیم

تزئین و آرائش

فیضان رحیم

فہرست | صفحہ نمبر

1	**عمومی جائزہ**	**1**
1.1	اقتصادی جائزہ	1
1.2	خلاصہ	3
1.3	معاشی منظر نامہ	7
2	**حقیقی شعبہ**	**9**
2.1	عمومی جائزہ	9
2.2	زراعت	11
2.3	بڑے پیمانے کی اشیا سازی	16
2.4	خدمات	25
3	**مہنگائی اور زری پالیسی**	**29**
3.1	عمومی جائزہ	29
3.2	حکومتی قرض گیری	32
3.3	سیالیت کا انتظام	35
3.4	سرکاری شعبے کی انٹرپرائزز کو قرضہ اور اجناسی مالکاری	36
3.5	نجی شعبے کا قرضہ	40
3.6	مہنگائی	45
4	**مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ**	**49**
4.1	عمومی جائزہ	49
4.2	محاصل	51
4.3	اخراجات	55
4.4	صوبائی مالیاتی سرگرمیاں	56
4.5	سرکاری قرضہ	57

5	**بیرونی شعبہ**	**65**
5.1	عمومی جائزہ	65
5.2	جاری کھاتہ	68
5.3	مالی کھاتہ	70
5.4	زرِمبادلہ کے ذخائر اور شرحِ مبادلہ	73
5.5	تجارتی کھاتہ	74
6	**خصوصی سیکشن 1:** پاک چین اقتصادی راہداری کے تناظر میں انسانی استعداد کی اہمیت	**87**
7	**خصوصی سیکشن 2:** بجلی کے شعبے میں سرکاری انٹرپرائزز کے مالی بوجھ کا جائزہ	**99**
	ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح	113
	فرہنگ	117
	باکس 2.1: مالیاتی تبدیلی سے نمٹنے کے لیے اختراعی زراعت	15
	باکس 2.2: دواؤں کی قیمتوں کے تعین کی پالیسی اور دواسازی کا شعبہ	24
	باکس 3.1: بینکاری نظام کے استحکام کے لیے شعبہ توانائی کے قرضوں کے مضمرات	37

1 عمومی جائزہ

1.1 اقتصادی جائزہ

مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی کے آغاز پر دسمبر 2017ء سے کیے جانے والے معاشی استحکام کے اقدامات کے اثرات ظاہر ہونا شروع ہوگئے ہیں۔ خاص طور پر زری پالیسی کی سختی، شرح مبادلہ میں ردّوبدل، پی ایس ڈی پی کے اخراجات میں کمی اور ضوابطی اقدامات کا ملکی معاشی سرگرمی پر اثر مرتب ہوا ہے۔ اس کی عکاسی بڑے پیمانے پر اشیا سازی کی نمو، درآمدات میں کمی اور نجی شعبے کے قرضے کے معینہ سرمایہ کاری جز میں اعتدال سے ہوتی ہے۔ خریف کی اہم فصلوں کی پست کارکردگی نے اس سست روی میں اضافہ کیا ہے۔ تاہم مہنگائی بڑھتی رہی جس کا بنیادی سبب لاگتی عوامل اور زیرِ سطح طلب کا کسی قدر برقرار رہنا تھا۔

جدول 1.1: معاشی اظہاریے

	م س18ء	پہلی ششماہی م س18ء	پہلی ششماہی م س19ء
		شرح نمو (فیصد)	
بڑے پیمانے کی اشیاسازی[الف]	5.0	6.6	-1.5
صارف اشاریہ قیمت (مدتی اوسط سال بسال)[الف،1]	3.9	3.8	6.0
نجی قرضہ (بہاؤ)[ب]	14.9	5.7	9.5
زری رسد (بہاؤ)[ب]	9.7	2.3	3.6
برآمدات[الف]	13.7	10.9	1.9
درآمدات[الف]	14.9	18.0	-2.6
ایف بی آر ٹیکس محاصل (ارب روپے)[ج]	3,844.0	1,722	1,795
شرح مبادلہ (+اضافہ/-کمی فیصد)[ب]	-13.7	-5.0	-12.5
		ملین امریکی ڈالر	
اسٹیٹ بینک کے زرِمبادلہ کے سیال ذخائر (ختم مدت)[ب]	9,789	14,107	7, 199
کارکنوں کی ترسیلاتِ زر[ب]	19,623	9,745	11,030
پاکستان میں بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری[ب]	3,092	1,633	1,319
جاری کھاتے کا توازن[ب]	-18,989	-8,353	-7,615
مالیاتی توازن (جی ڈی پی کا فیصد)[د]	-6.6	-2.2	-2.7

اعداد و شمار کے ماخذ: [الف] پاکستان دفترِ شماریات؛ [ب] اسٹیٹ بینک، [ج] فیڈرل بورڈ آف ریونیو؛ اور [د] وزارتِ خزانہ؛

[1] سہ ماہی کے لیے صارف اشاریہ قیمت کے اشاریے میں سال بسال اوسط نمو۔

خاص طور پر مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں سال بسال بنیاد پر مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت مسلسل 17 سہ ماہیوں کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی۔ اس بلندی کا بڑا سبب مہنگائی کا بنیادی غیر غذائی غیر توانائی جز تھا جو اس وقت تیزی اختیار کر گیا جب شرح مبادلہ کی کمی کی منتقلی اور تیل کی بلند قیمت کے دورِ ثانی کے اثرات نے اس کی پہلے ہی بلند سطح کو بلند تر کر دیا۔ مزید یہ کہ مالیاتی خسارے کی مسلسل بلند سطح ملکی طلب کو قابو کرنے کی کوششوں کو ناکام بناتی رہی۔

حقیقت یہ ہے کہ مالی سال 19ء کے آغاز سے ترقیاتی اخراجات میں بھاری کمی کے باوجود مالیاتی خسارہ بلند ہی رہا۔ محاصل کی وصولی کم ہوئی اور جاریہ اخراجات خاصے بڑھ گئے۔ بڑھتی ہوئی شرح سود اور شرح مبادلہ کی کمی مؤخر الذکر میں تیزی سے اضافے میں کردار ادا کررہی ہیں جبکہ معاشی سرگرمی کی سست روی نے اول الذکر کو نقصان پہنچایا گو کہ بلند مہنگائی اور شرح مبادلہ کے رَدّوبدل کی وجہ سے کچھ تلافی ہوگئی۔ اس کے نتیجے میں بجٹ خسارے کی مالکاری کا بوجھ زیادہ تر مرکزی بینک سے لیے جانے والے قرض پر پڑا کیونکہ حکومت نے بیرونی قرضوں کو محدود کیا۔

بیرونی شعبے میں شرح مبادلہ کی کمی اور دیگر ضوابطی اقدامات کے نتیجے میں مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران جاری کھاتے کے خسارے میں کچھ بہتری آئی۔ اگرچہ اشیا اور خدمات کی تجارت کا توازن پچھلے سال کی سطح پر منجمد رہا تاہم کارکنوں کی ترسیلاتِ زر میں تیزی سے اضافے نے جاری کھاتے کے خسارے کو کم کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا اور اس میں 8.8 فیصد (سال بسال) کی بہتری آئی۔[1] تاہم ریاستی قرضے کے اجرا کی عدم موجودگی، کم قلیل مدت قرض، بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری میں کمی اور ایکویٹی سرمایہ کاری کے مسلسل اخراج کی بنا پر خالص رقوم کی آمد پچھلے سال سے کم رہی۔ چنانچہ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر 2.7 ارب ڈالر کم ہوگئے اور ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر 12.5 فیصد گھٹ گئی۔

معیشت کے ارتقاپذیر حالات، جن میں اہم ترین مالیاتی اور جاری کھاتے کے خساروں کی بلند سطح ہے، کا جائزہ لیا جائے تو یہ عیاں ہے کہ ساختی مسائل سے نمٹنے کے اقدامات درکار ہیں۔ پیداواریت بہتر بنانے اور برآمدات بڑھانے کے لیے انسانی سرمائے اور ٹیکنالوجی میں سرمایہ کاری کی ضرورت ہے۔ یہ حکمتِ عملی طویل مدت ہے لیکن کلی عاملی پیداواریت (total factor productivity) پر اس کا اثر بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اس سے نہ صرف بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری پاکستان میں آئے گی بلکہ دور رس سفارتی کوششوں سے ہنرمند کارکنوں کو بیرونِ ملک بھی بھیجا جاسکے گا۔ دونوں صورتوں میں بیرونی رقوم آئیں گی جن کی بہت ضرورت ہے۔ اسی طرح حکومت اور اسٹیٹ بینک دونوں کی مالی شمولیت کو بہتر بنانے پر مسلسل توجہ ایس ایم ایز اور سستی ہاؤسنگ کے شعبے کی اعانت کے تناظر میں آمدنی کی بہتر تقسیم اور زری پالیسی کی اثرانگیزی میں بہتری پر منتج ہوسکتی ہے۔ آخر میں، محاصل سے متعلقہ اقدامات پر حکومتی کی توجہ بروقت ہے۔ تاہم ٹیکس محاصل اکٹھا کرنے کے لیے انکم ٹیکس کے نظام میں ودہولڈنگ شکل پر ضرورت سے زیادہ انحصار کو کم کرنے کی ضرورت ہے۔ جب تک ساختی ہیئت قلبی کے لیے اقدامات نہیں کیے جاتے، پاکستان کی معیشت مختصر دورانیے کے کاروباری چکروں میں پھنسی رہے گی۔

[1] جاری کھاتے کا خسارہ جنوری 2019ء میں مزید بہتر ہوگیا۔ مجموعی بنیاد پر جولائی تا جنوری مالی سال 19ء کے دوران اس میں 16.8 فیصد کمی آئی۔

1.2 خلاصہ

حقیقی شعبہ

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں معاشی سرگرمیاں محدود رہیں۔ اس کے شواہد صنعتی شعبے کی کارکردگی کے زوال سے ملتے ہیں جو خصوصاً مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں کمی اور شعبہ زراعت میں اہم فصلوں کی پست پیداوار سے ظاہر ہے۔ اجناس اور اشیا پیدا کرنے والے دونوں شعبوں میں سست روی وسیع البنیاد ہے اور شعبہ خدمات کو بھی متاثر کررہی ہے۔

صنعتی شعبہ سرکاری اور نجی صَرف دونوں میں سست روی کے نتائج بھگت رہا ہے۔ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاسازی 1.5 فیصد کم ہوگئی جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں 6.6 فیصد کی بھرپور نمو ہوئی تھی۔ اشیاسازی کی سست روی مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں زیادہ نمایاں تھی جس میں یہ شعبہ مالی سال 18ء کی دوسری سہ ماہی کی 3.7 فیصد نمو کی نسبت 2.4 فیصد کم ہوا۔ پی ایس ڈی پی کے اخراجات میں یکدم کمی اور جائیداد کی منڈی کی غیر یقینی کیفیت سیمنٹ اور فولاد کے شعبوں پر اثرانداز ہورہی ہیں جبکہ چینی کی پست پیداوار اور جمع شدہ ذخائر کو آف لوڈ نہ کرسکنے کی بنا پر غذائی شعبے کی نمو ماند پڑ گئی ہے۔ ٹیکسٹائل کے شعبے کی ناقص کارکردگی سے ملکی طلب میں کچھ اعتدال کی نشاندہی ہوتی ہے۔ گاڑیوں کے شعبے کی نمو مثبت لیکن پہلی ششماہی میں گذشتہ سال کی سطح سے کافی کم رہی۔ اس رجحان کو کاروں کی قیمت اور قرض کی لاگت میں بھاری اضافے کے ساتھ دیہات میں ٹریکٹروں اور موٹر سائیکلوں کی طلب میں کمی سے منسوب کیا جاتا ہے۔ تاہم اس امر کو خارج از امکان نہیں قرار دیا جاسکتا کہ نان ٹیکس فائلرز کے کار خریدنے پر پابندی، جو حال ہی میں ضمنی فنانس (دوسری ترمیم) ایکٹ 2019ء میں ختم کردی گئی ہے، اس زوال کا سبب بنی۔

شعبہ زراعت میں مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران خریف کی اہم فصلوں کی پیداوار میں وسیع البنیاد کمی ہوئی جس کی بڑی وجہ پانی کی قلت تھی۔ سب سے زیادہ کپاس کی پیداوار متاثر ہوئی کیونکہ سرکاری تخمینوں کے مطابق[2] اس کی پیداوار اپنے ہدف سے 25 فیصد کم رہی۔ ربیع کے آغاز پر پانی کی قلت اور بلند قیمت کی وجہ سے کھاد کا کم استعمال گندم کے زیرِ کاشت رقبے میں کمی پر منتج ہوا۔ زیادہ رقبہ دستیاب ہونے کی بنا پر کاشت کاروں کا رجحان تاریخی طور پر اسے چھوٹی فصلوں کے لیے استعمال کرنے کی جانب رہا ہے۔ مزید یہ کہ قرضوں کی تقسیم جیسے پیشگوئی پر مبنی اظہاریے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ گلہ بانی کے شعبے کی نمو زیادہ ترجوں کی توں رہے گی۔

شعبہ خدمات کی کارکردگی میں بھی اعتدال دیکھا جارہا ہے جیسا کہ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے محدود دستیاب اعدادوشمار سے ظاہر ہے۔ اجناس پیدا کرنے والے شعبوں کی زوال پذیر کارکردگی کے ہمراہ درآمدات کی سست رفتاری نے تھوک کے جز کو متاثر کیا ہے۔ اسی

[2] پاکستان کاٹن کراپ اسیسمنٹ کمیٹی۔

طرح کمرشل گاڑیوں کی فروخت اور پیٹرولیم کی فروخت میں کمی کا رجحان یہ ظاہر کرتا ہے کہ ٹرانسپورٹ کے شعبے میں بھی اعتدال آیا ہے۔ آخر میں، اگرچہ مالیات کے جز میں امانتوں اور بینکوں کی نفع آوری میں اضافہ دیکھا گیا تاہم اثاثہ جات کے معیار میں کچھ بگاڑ آیا کیونکہ سال بسال بنیاد پر غیر فعال قرضے بڑھ گئے جبکہ چینی کے شعبے کا انفیکشن تناسب تیزی سے بگڑا۔

مہنگائی اور زری پالیسی

بڑھتے ہوئے مہنگائی کے دباؤ، جڑواں خساروں کی بلند سطح اور زرِ مبادلہ کے پست ذخائر کی شکل میں معاشی مشکلات کی بنا پر زری پالیسی کمیٹی نے نومبر 2018ء میں پالیسی ریٹ کو مزید 150 بیسس پوائنٹ بڑھادیا۔

مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران اوسط عمومی مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت بڑھ کر 6.5 فیصد ہوگئی جو مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی، جب خام تیل کی عالمی قیمتیں 100 ڈالر فی بیرل کے لگ بھگ تھیں، سے اب تک بلند ترین سہ ماہی مہنگائی ہے جبکہ مہنگائی میں اضافہ اس کے بنیادی جز (غیر غذائی غیر توانائی) میں زیادہ نمایاں ہے۔[3] حکومت کی جانب سے صرف قدرتی گیس کی قیمت میں اضافہ مہنگائی میں تقریباً 1.0 فیصدی درجے کے اضافے کا سبب بنا۔ اس کے علاوہ صارف اشاریہ قیمت کے غیر غذائی غیر توانائی جز میں قیمتوں پر دباؤ مہنگائی پر شرح مبادلہ میں کمی کی منتقلی کی بنا پر مزید بڑھ گیا۔ دوسری جانب غذائی مہنگائی مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران دھیمی رہی اور تلف پذیر اشیا کے نرخوں میں نمایاں کمی دیکھی گئی جس سے سگریٹ، گوشت اور چکن کی قیمتوں میں دوہندسی اضافے کا اثر زائل ہوگیا۔

جہاں تک نجی شعبے کے قرضے کا تعلق ہے، مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران 570.4 ارب روپے کا اضافہ دیکھنے میں آیا جبکہ پچھلے سال کی اسی مدت میں یہ رقم 296.3 ارب روپے بڑھی تھی۔ اس رجحان کا بڑا سبب روپے کی قدر میں کمی کی بنا پر درآمد شدہ خام مال کی بڑھتی ہوئی لاگت اور توانائی کی بلند قیمتیں نیز غیر فروخت شدہ ذخائر (پیٹرولیم مصنوعات، فولاد، گاڑیوں، کھاد، الیکٹرانکس اور چینی کے شعبوں میں) کی بلند سطح کی وجہ سے سیالیت کے مسائل کے ہمراہ شعبہ توانائی میں گردشی قرضہ ہے۔ اگرچہ غیر اشیاساز کاروباری اداروں نے مزید توسیع کم کردی ہے تاہم بعض صنعتیں جیسے بجلی، سیمنٹ اور ٹیکسٹائل استعداد بڑھانے کے لیے بدستور قرضے لیتے رہے۔

چونکہ میزانیے کی بیشتر قرض گیری کی مالکاری اسٹیٹ بینک نے کی اس لیے کمرشل بینکوں کے پاس نجی شعبے کی قرض کی ضروریات کی تکمیل کے لیے وافر سیالیت موجود تھی اور انہوں نے بعض اوقات م س 19ء کی دوسری سہ ماہی میں کائبور سے کم شرحوں پر بھی اضافی

[3] مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں سال بسال بنیاد پر 8.2 فیصد بڑھ گیا۔

قرضے دیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بیشتر حکومتی قرضہ اب قلیل مدت میں ہے اور ہر نیلامی میں بہت سی میعادوں کی تکمیل ہوتی ہے۔ کمرشل بینک زری پالیسی کے آئندہ فیصلوں کے قریب پالیسی ریٹ میں مزید اضافے کی توقع کرتے ہوئے ان عرصیتوں کے مکمل اجرائے ثانی سے گریزاں تھے۔ ان حرکیات نے سرکاری قرضے کے انتظام کو دشوار بنادیا جبکہ حکومت کے لیے از سرِ نو تعین نرخ کے خطرات پیدا کیے۔

مجموعی لحاظ سے میزانیہ قرض گیری اور نجی شعبے کے قرضے دونوں کا نمایاں طور پر بڑھنا مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں میں بھاری اضافے پر منتج ہوا۔ اس اضافے نے معیشت کی بیرونی کیفیت کمزور ہونے کی وجہ سے خالص بیرونی اثاثوں میں آنے والی کمی کی تلافی کر دی۔ نتیجے کے طور پر مالی سال19ء کی پہلی ششماہی کے دوران زرِ بنیاد کی نمو 3.1 فیصد تک پہنچ گئی جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں 0.3 فیصد تھی۔

مالیاتی شعبہ

مالی سال19ء کی دوسری سہ ماہی میں محاصل کی پیداوار کی نمو مزید معتدل ہوئی۔ اس کے ہمراہ جاریہ اخراجات میں مسلسل اضافے کا نتیجہ مالیاتی اظہاریوں کے وسیع البنیاد بگاڑ کی شکل میں نکلا۔ مثال کے طور پر مجموعی مالیاتی خسارہ بڑھ کر جی ڈی پی کے 2.7 فیصد تک پہنچ گیا جبکہ پچھلے برس کی اسی مدت میں 2.2 فیصد تھا۔ اسی طرح جاریہ اخراجات میں یکدم نمو محاصل کے خسارے میں نمایاں اضافے کا باعث بنی جو مالی سال19ء کی پہلی ششماہی میں بڑھ کر جی ڈی پی کا 1.7 فیصد ہو گیا جبکہ گذشتہ برس 0.5 فیصد تھا۔ ساتھ ہی مالی سال19ء کی پہلی ششماہی میں بنیادی خسارہ بڑھ کر جی ڈی پی کا 0.4 فیصد ہو گیا جبکہ پچھلے سال 0.1 فیصد تھا۔

محاصل کی وصولی میں کمی کا سبب ٹیکس محاصل کی نمو میں سست رفتاری اور نان ٹیکس محاصل میں کمی ہے۔ اگرچہ ٹیکس محاصل میں سست روی کی بڑی وجہ بلاواسطہ اور سیلز ٹیکسوں کی منجمد نمو ہے تاہم شرح مبادلہ کی نمو جزوی طور پر امپورٹ اسٹیج ٹیکسوں کے ذریعے محاصل بڑھانے میں معاون ثابت ہوئی۔ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں نان ٹیکس محاصل خاصے کم ہوئے جس کی بنیادی وجہ واجبات کی نو قدر پیمائی کے باعث اسٹیٹ بینک کا پست منافع تھا۔

مالی سال19ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران اخراجات کی نمو مزید سست ہوئی جس کا بڑا سبب ترقیاتی اخراجات میں بھاری کٹوتی ہے۔ ترقیاتی اخراجات وفاقی اور صوبائی دونوں سطح پر کم ہوئے جبکہ بلند سودی ادائیگیوں اور دفاعی مصارف کی بنا پر وفاقی سطح پر جاریہ اخراجات کی نمو

زیادہ تھی۔ خاص طور پر ملکی قرضے پر سودی ادائیگیوں کی نمو مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران شرح سود میں اضافے کی بنا پر ملکی قرضے کے نرخ کے از سر نو تعین کا نتیجہ تھی۔ اس دوران پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کی وجہ سے بیرونی قرضے کی واپسی بھی بڑھ گئی۔

بیرونی شعبہ

بلند جاری کھاتے کا خسارہ زیادہ تر فروختنی اشیا کے تجارتی خسارے کی 5.0 فیصد نمو کا نتیجہ تھا جس نے خدمات کے کھاتے اور کارکنوں کی ترسیلات میں نمایاں بہتری کا اثر جزواً زائل کر دیا۔ بیشتر عرصے کے دوران تیل کی بلند قیمتیں اس بڑھتے ہوئے تجارتی خسارے میں اہم عنصر تھیں کیونکہ انہوں نے چھ ماہ کی توانائی کی درآمدی ادائیگیاں 26.7 فیصد بڑھا کر 8.0 ارب ڈالر تک پہنچا دیں جو تاریخ کی بلند ترین سطح ہے۔ بلند قیمتوں نے خام تیل اور پیٹرولیم مصنوعات دونوں کی درآمدات کے حجم میں کمی کا اثر مکمل طور پر زائل کر دیا اور مذکورہ مدت کے دوران ایل این جی درآمدات کو بڑھانے میں غالب کردار ادا کیا۔

مجموعی بنیاد پر توانائی کی درآمدی ادائیگیوں نے مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران غیر توانائی درآمدی ادائیگیوں میں کمی کا اثر یکسر زائل کر دیا۔ ترقیاتی اخراجات میں خاصی کٹوتی اور معاشی سرگرمی میں عمومی سست روی نے تعمیرات سے متعلق درآمدی اشیا جیسے لوہے اور فولاد اور تعمیراتی مشینری کے لیے ملک کی طلب کم کر دی۔ پام آئل کی پست بین الاقوامی قیمتوں اور سی پیک سے متعلق بجلی کی پیداوار اور برقی مشینری کی درآمدات میں متوقع کمی سے بھی مدد ملی۔ مزید برآں، ضوابطی اقدامات اور روپے کی قیمت میں کمی نے متعدد غیر ضروری صارفی درآمدات مثلاً سی بی یو کاروں اور خشک اور تازہ پھلوں کی کمی میں کردار ادا کیا۔

برآمدات کی صورتِ حال بھی دشوار ہے۔ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں مجموعی وصولیاں 11.8 ارب ڈالر پر رکی ہوئی ہیں یعنی مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی کے 11.3 فیصد کے مقابلے میں 0.1 فیصد نمو ہوئی۔ اہم یورپی منڈیوں جیسے جرمنی اور فرانس میں معاشی سست روی تشویشناک ہے کیونکہ یہ ان ممالک میں شامل ہیں جہاں پاکستان کی ٹیکسٹائل برآمدات سب سے زیادہ جاتی ہیں۔ اگرچہ یورپی یونین کو پاکستان کی ٹیکسٹائل برآمدات حجم کے لحاظ سے بڑھیں تاہم برآمد کنندگان کو پست تر اکائی قیمتیں ملیں جس کا سبب بنگلہ دیش اور چین سے مسابقت تھی۔ چین سے مسابقت نے پاکستان کے غیر باسمتی چاول کی افریقی منڈیوں کو برآمدات کم کرنے میں بھی کردار ادا کیا اور مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران درج کردہ باسمتی کی برآمدات میں بلحاظ حجم ہونے والی بھرپور نمو کا اثر زائل کر دیا۔ اس دوران چینی اور گندم پر برآمدی زراعانت (بالترتیب پہلی اور دوسری سہ ماہی میں) نے دونوں اجناس کی گرتی ہوئی برآمدات کم کرنے میں اپنا حصہ ڈالا۔

فروختنی اشیا کے تجارتی خسارے کے کچھ حصے کا خدمات کے خسارے میں 16.8 فیصد کمی سے ازالہ ہوگیا جس میں فریٹ کی پست تر درآمد اور بیرون ملک جانے والے افراد کی جانب سے زر مبادلہ کی خریداری میں بھاری کمی نے اہم کردار ادا کیا۔ م س19ء کی پہلی ششماہی کے دوران کارکنوں کی ترسیلات میں بھرپور نمو درج کی گئی جس میں امریکہ، برطانیہ اور ملائیشیا نمایاں رہے۔ ان معیشتوں میں مسلسل بھرپور نمو کے ساتھ کرسپانڈنٹ بینکاری (برطانیہ میں) پر پچھلی پابندیوں کا خاتمہ دونوں معیشتوں سے بلند تر ترسیلاتِ زر کی آمد کا باعث بنا۔

1.3 معاشی منظر نامہ

جدول 1.2: کلیدی معاشی اہداف اور پیشگوئیاں

	م س18ء	م س19ء	
		ہدف[1]	اسٹیٹ بینک کی پیشگوئیاں
		فیصد نمو	
حقیقی جی ڈی پی	5.2	6.2	3.5 - 4.0
صارف اشاریہ قیمت (اوسط)	3.9	6.0	6.5 - 7.5
		ارب ڈالر	
ترسیلاتِ زر	19.6	21.2	20.5 - 21.5
برآمدات (ایف او بی)	24.8	27.9	25.5 - 27.0
درآمدات (ایف او بی)	56.0	58.5	54.0 - 56.0
		فیصد جی ڈی پی	
مالیاتی خسارہ	6.6	4.9	6.0 - 7.0
جاری کھاتے کا خسارہ	6.1	4.0	4.5 - 5.5

اعدادوشمار کا ماخذ: [1] وزارت خزانہ اور منصوبہ بندی کمیشن

مالی سال 19ء کے دوران حقیقی جی ڈی پی نمو کے خاصے کم ہونے کا امکان ہے جس کی بڑی وجہ شعبہ زراعت کی نمو کی سست روی اور معاشی استحکام کی خاطر کیے گئے اقدامات ہیں۔ یہ امر مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں مزید کمی سے ہم آہنگ ہے۔ مزید برآں، چونکہ سرکاری ترقیاتی اخراجات، جو نجی شعبے کی صنعتی سرگرمیوں کے لیے کلیدی محرک ہوتے ہیں، کے جلد بڑھنے کا امکان نہیں اس لیے اشیا سازی کی سرگرمیوں کے پورے سال کے امکانات روشن معلوم نہیں ہوتے۔ علاوہ ازیں سخت زری پالیسی اور شرح مبادلہ میں کمی کی منتقلی کی وجہ سے نجی صَرف کم رہے گی کیونکہ اس کے نتیجے میں توانائی کی قیمتیں اور قوزی مہنگائی بڑھ گئی ہے۔ مزید یہ کہ آئندہ گندم کی فصل کے امکانات نمو کے اعتبار سے کم ہیں۔ یہ تمام پہلو آئندہ مہینوں کے دوران بھی خدمات کے شعبے کو محدود کریں گے۔ چنانچہ اسٹیٹ بینک نے مالی سال 19ء کے دوران حقیقی جی ڈی پی نمو کی پیش گوئی کو 0.5 فیصد گھٹا کر 4.0-3.5 فیصد کر دیا ہے (**جدول 1.2**)۔

جہاں تک قیمتوں کے دباؤ کا تعلق ہے، مالی سال 19ء کی دوسری ششماہی کے دوران مہنگائی کے بلند رہنے کی توقع ہے۔ اس کی وجہ حال میں شرح مبادلہ کو کئی بار گھٹائے جانے کے دور ثانی کے اثرات، گیس اور بجلی کے نرخوں میں اضافہ اور اسٹیٹ بینک سے بلند میزانیہ قرض گیری ہے۔ تاہم پالیسی ریٹ میں اضافے کا موخر طلبی دباؤ کو قابو میں رکھنے میں اہم کردار ادا کرے گا۔ ان خطرات کے پیش نظر اسٹیٹ بینک نے پورے سال کے لیے اوسط مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت کی پیشگوئی کو بدستور 7.5-6.5 فیصد پر رکھا ہوا ہے۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا، بنیادی خسارہ مزید بڑھ گیا ہے جبکہ مالیاتی صورتِ حال کو بہتر بنانے کے لیے ترقیاتی اخراجات میں بھاری کمی کی گئی ہے۔ پہلی ششماہی کے دوران جاریہ اخراجات کی نمو پچھلے سال کی 13.5 فیصد کے مقابلے میں بڑھ کر 17.3 فیصد ہو جانے کے باعث یہ صورتِ حال زیادہ دشوار ہو گئی ہے۔ اس کے برعکس محاصل کی وصولی اسی مدت میں 2.4 فیصد کم ہو گئی ہے جبکہ گذشتہ برس 19.8 فیصد نمو ہوئی تھی۔ چونکہ آئندہ مہینوں میں حکومتی اخراجات کو کم کرنے کی گنجائش محدود ہے اس لیے مالی سال 19ء میں مجموعی مالیاتی کیفیت کا تعین کرنے میں محاصل کی نمو اہم کردار ادا کرے گی۔ پچھلے چار برسوں میں دوسری ششماہی کے دوران محاصل کی وصولی کی کارکردگی کو دیکھتے ہوئے اسٹیٹ بینک پیشگوئی کرتا ہے کہ مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کے 0.5 فیصد کے مساوی مزید بگاڑ آئے گا اور وہ تقریباً اسی سطح پر پہنچ جائے گا جس پر مالی سال 18ء میں تھا۔

جہاں تک بیرونی شعبے کا تعلق ہے، اگرچہ جاری کھاتے کے خسارے میں مالی سال 19ء کے پہلے سات ماہ کے دوران 1.7 ارب ڈالر کی بہتری آئی ہے تاہم یہ اب بھی 8.4 ارب ڈالر ہے جو بلند سطح ہے۔ آئندہ مہینوں کے دوران کچھ بہتری متوقع ہے کیونکہ معتدل ہوتی ہوئی ملکی طلب اور مالی سال 19ء کے آغاز کے مقابلے میں تیل کی قدرے پست عالمی قیمت کی بنا پر درآمدات کے مزید کم ہونے کا امکان ہے۔[4] تاہم بعض ممالک میں جہاں برآمدات جاتی ہیں کم ہوتی ہوئی طلب کے باعث فروختنی اشیا کی برآمدات امکان ہے کہ ہدف پورا نہ کر سکیں گی۔ اس کے ہمراہ بین الاقوامی میدان میں مسابقتی دباؤ اور متنوع و بلند قدر اضافی کی مصنوعات، جو مخصوص تجارتی معاہدوں کے تحت برآمدی کوٹے کو موثر طور پر استعمال کر سکتی ہیں، کے فقدان سے یہ مسئلہ مزید گمبھیر ہو گیا ہے۔

اس دوران بیرونی مالکاری کے محاذ پر حکومت کی کوششیں سعودی عرب، متحدہ عرب امارات اور چین سے دوطرفہ رقوم کی آمد کی شکل میں ثمر آور ہونا شروع ہو گئی ہیں۔ ان میں سے کچھ رقوم آچکی ہیں جبکہ بقیہ مالی سال 19ء کی دوسری ششماہی میں آنی ہیں۔ سعودی عرب کی تیل کی موخر ادائیگی کی سہولتوں نے ان رقوم سے مالی سال 19ء میں بیرونی مالکاری کا خسارہ پورا کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے اور زرِ مبادلہ کے ذخائر پر دباؤ اور بازار مبادلہ میں تغیر پذیری کم ہوئی ہے۔

[4] برینٹ کروڈ کی عالمی قیمت جولائی 2019ء میں 77 ڈالر فی بیرل تھی۔ دسمبر 2019ء میں یہ گر کر 62 ڈالر فی بیرل ہو گئی۔ عالمی بینک کی پیش گوئی کے مطابق تیل کی بین الاقوامی قیمت 2019ء اور 2020ء کے دوران اوسطاً 67 ڈالر فی بیرل رہے گی۔

2 حقیقی شعبہ

2.1 عمومی جائزہ

دستیاب معاشی اظہاریوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ کلّی معاشی تبدیلیوں نے ملک کی مجموعی طلب میں اعتدال پیدا کرنا شروع کر دیا ہے۔ یہ سست روی زیادہ تر صارفی پائیدار اشیا اور تعمیرات سے منسلک صنعتوں کی وجہ سے آئی ہے۔ نتیجتاً بڑے پیمانے کی اشیا سازی (ایل ایس ایم) مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی کی 6.6 فیصد سال بسال نمو کی نسبت مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں 1.5 فیصد کم ہوگئی ہے۔ مزید برآں، یہ کمی مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی (0.6 فیصد) کے مقابلے میں دوسری سہ ماہی میں زیادہ نمایاں (2.4 فیصد) ہے۔ پانی کی قلّت، کھاد کی بلند قیمتوں اور خریف کی اہم فصلوں کی پیداوار میں کمی کے حوالے سے شعبہ زراعت کو بدستور مسائل کا سامنا رہا۔ صنعتی اور زرعی شعبوں میں یہ تبدیلیاں شعبہ خدمات پر بھی اثر انداز ہو رہی ہیں تاہم حقیقی صورتِ حال مالی سال 19ء کے آخر تک ہی واضح ہو گی جب متعلقہ اعداد و شمار دستیاب ہوں گے۔

کئی عوامل نے مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی سست روی میں کردار ادا کیا۔ پچھلے برس (i) سی پیک کی سرگرمیوں، (ii) پی ایس ڈی پی کے بلند اخراجات، (iii) نجی شعبے میں تعمیرات کی سرگرمیوں اور (iv) صارفی خرچ نے صنعتی کارکردگی کو مضبوط بنایا تھا۔ تاہم مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران دو اوّل الذکر اور دو آخر الذکر عناصر میں کمی پست پیداوار پر منتج ہوئی۔[1] یہ کیفیت تعمیرات سے منسلک صنعتوں میں زیادہ نمایاں تھی۔ جب تعمیراتی سامان کی قیمت اور مالکاری کی لاگت بڑھی تو ہاؤسنگ کی طلب معتدل ہوگئی۔ علاوہ ازیں اضافی ٹیکس کے اقدامات نے رئیل اسٹیٹ مارکیٹ کو مزید محدود کر دیا۔

بعض شعبہ جاتی مسائل نے بھی بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی کمی میں کردار ادا کیا۔ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کی بنا پر گاڑیوں کی قیمتوں میں کئی بار اضافہ ہوا۔ جب ملکی طلب کو کم کرنے کے لیے پیدا کردہ معاشی سست روی کا اثر ہونا شروع ہوا تو قیمتوں کے بارے میں حساس خریدار خصوصاً پائیدار اشیا کی خریداری سے گریز کرنے لگے۔ علاوہ ازیں کاروں کی خریداری کے حوالے سے انکم ٹیکس کے نان فائلرز پر بعض پابندیوں نے گاڑیوں کی طلب کو مزید گھٹا دیا۔ دوا سازی ایک اور صنعت ہے جسے ضوابطی قیمتوں میں ردّوبدل میں تاخیر کی وجہ سے نقصان ہوا۔ نرخوں کا یہ مسئلہ مقامی کرنسی کی کمزوری کے علاوہ تھا جس نے درآمدات پر منحصر

---

[1] پی ایس ڈی پی، جو تعمیراتی سرگرمیوں کا اہم اظہاریہ ہوتا ہے، مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی کے 519.8 ارب روپے کے مقابلے میں مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں یکدم گھٹ کر 328.2 ارب روپے رہ گیا۔

شعبے کی تکالیف میں اضافہ کیا (دیکھیے **باکس 2.2**)۔ اسی طرح گنے کی کم پیداوار اور پچھلے برس کے ذخائر نے چینی کی صنعت کے امکانات کو متاثر کیا۔

شعبہ زراعت میں اس موسم خریف کے دوران فصلوں کی پیداوار میں کمی دیکھی گئی۔ خاص طور پر گذشتہ سال کی نسبت کپاس میں 1.1 ملین گانٹھوں، گنے میں 13 ملین ٹن اور چاول میں 0.3 ملین ٹن کی کمی درج کی گئی۔ اگرچہ طلبی انتظام کی پالیسیوں نے اشیا سازی کی سرگرمیوں کو متاثر کیا تاہم زراعت کو شعبہ جاتی مسائل کا سامنا رہا۔ پانی کی قلّت سب سے بڑا مسئلہ رہا جس کے نتیجے میں اہم فصلوں کے زیرِ کاشت رقبے میں کمی آئی۔[2] پانی کی قلت کے علاوہ کھاد اور دیگر خام مال کی بلند قیمتوں نے مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں صورتِ حال کو مزید پیچیدہ کر دیا۔ نتیجتاً گندم (ربیع کی واحد بڑی فصل اور سال کی سب سے بڑی فصل) کی بوائی متاثر ہوئی۔

مالی سال 19ء میں شعبہ زراعت کی مجموعی نمو کا تعین کرنے میں گلہ بانی اور چھوٹی فصلوں کی کارکردگی کی بہت اہمیت ہوگی۔ تاریخی اعدادوشمار سے ثابت ہوتا ہے کہ جب بڑی فصلیں اچھی نہ ہو رہی ہوں تو چھوٹی فصلوں کی پیداوار میں بہتر نمو ہوتی ہے۔ اگر یہ بات درست ہے تو چھوٹی فصلوں بشمول چارے کی بہتر کارکردگی کی توقع کی جاسکتی ہے۔ اس کے اسباب یہ ہوسکتے ہیں کہ کاشت کاری کے لیے زیادہ خالی رقبہ دستیاب ہوتا ہے اور بیشتر چھوٹی فصلیں پانی کی بچت کے طور طریقوں سے بخوبی ہم آہنگ ہو جاتی ہیں۔ چونکہ چارے کی بہتر پیداوار کی توقع ہے اس لیے مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران حکومتی اقدامات کے تاخیر سے اثر[3] اور قرضے کے زیادہ استعمال کی وجہ سے گلہ بانی متوقع طور پر مالی سال 19ء کے دوران اپنی نمو کی رفتار برقرار رکھے گی۔

اجناس پیدا کرنے والے شعبوں کی کمزور کارکردگی بھی شعبہ خدمات پر منفی اثر مرتب کرنے کا رجحان رکھتی ہے۔ اس حوالے سے خریف کی فصلوں کی پیداوار میں کمی اور درآمدات کی سست روی کی بنا پر تھوک اور خردہ فروشی کے کاروبار جیسے اجزا کی کارکردگی متاثر ہوسکتی ہے۔ مزید برآں، سست پڑتی ہوئی معاشی سرگرمی کے ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات جیسے اجزا کے لیے بھی منفی مضمرات ہیں۔ مالی

[2] مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران پچھلے برس کی نسبت ملک میں نہری پانی کی دستیابی 2.3 فیصد کم رہی۔ خصوصاً دوسری سہ ماہی میں صورتِ حال زیادہ بگڑ گئی اور 6.3 فیصد سال بسال کمی آئی۔

[3] مالی سال 18ء کے دوران موکھر کی بیماری کی روک تھام اور جانوروں صحت کو بہتر بنانے کے لیے 726 ملین روپے کی لاگت سے نیشنل پروگریسیو کنٹرول آف فٹ اینڈ ماؤتھ ڈزیز جاری کیا گیا۔ اس پروگرام کا مقصد ملک میں تشخیصی استعداد کو بڑھانا اور مویشیوں کی ایک بڑی بیماری کا خاتمہ کرنا تھا۔ حکومت اور نجی فرموں نے گوشت اور لحمی مصنوعات کی آئندہ برآمدات کے لیے چین اور روس کی منڈیوں سے بھی رابطہ کیا۔ جہاں تک مرغی کے گوشت کا تعلق ہے، مالی سال 18ء میں متحدہ عرب امارات کی جانب سے پاکستان کی درآمدات پر پابندی اٹھانا ایک اور موقع ہے جس سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران ٹرانسپورٹ کے شعبے میں کمرشل گاڑیوں کی پست طلب اور پیٹرولیم کی مصنوعات کی کم فروخت سے بھی اس نقطہ نظر کو تقویت ملتی ہے۔

2.2 زراعت

خریف کی اہم فصلوں کے دوسرے تخمینوں سے مالی سال 19ء میں مالی سال 18ء کی نسبت خریف کی تینوں فصلوں کی پست پیداوار کے ابتدائی تخمینوں کو تقویت ملتی ہے۔ کپاس 9.2 فیصد، چاول 3.9 فیصد اور گنا 15.9 فیصد کم ہوا۔ اگرچہ چاول اور گنے کی پیداوار 'سالانہ منصوبہ مالی سال 19ء' میں طے کردہ اہداف سے تجاوز کر گئی تاہم پچھلے سال کی سطح سے گرنا مالی سال 19ء میں فصلوں کے شعبوں کی نمو پر بہت اثر ڈالے گا۔

سال کی سب سے بڑی فصل گندم کا زیرِ کاشت رقبہ تخمینے کے مطابق 2.9 فیصد کم ہوگا۔ رقبے میں یہ کمی سب سے زیادہ سندھ میں ریکارڈ کی گئی جہاں تمام صوبوں میں سب سے زیادہ اوسط یافت ہوتی ہے۔ اس زوال کی بڑی وجہ پانی کی ناکافی دستیابی ہے کیونکہ کاشت کاروں کو سارے سال پانی کی کمی سے دوچار رہنا پڑا۔

ربیع - خام مال کی صورتِ حال

خریف کے بعد جب کاشت کاروں کو پانی کی کمی کا سامنا ہوا تو ربیع کے ابتدائی مہینوں میں صورتِ حال زیادہ سنگین ہوگئی۔ پانی کی قلّت کے علاوہ گندم کی بوائی کے تمام مہینوں کے دوران کھاد کا استعمال گھٹ گیا اور قرضے کے استعمال کی رفتار میں کمی آئی۔

شکل 2.1: کھاد کا استعمال اور اوسط قیمتیں- دوسری سہ ماہی

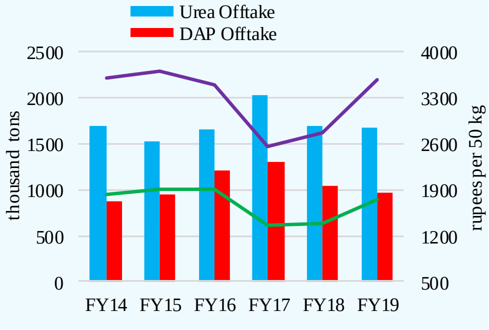

Data source: National Fertilizer Development Center

ربیع کے موسم کے بوائی کے مہینوں میں نہری پانی کی دستیابی کے حوالے سے دشواریاں برقرار رہیں۔ مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران آب پاشی 16 ملین ایکڑ فٹ تھی جو نہ صرف گذشتہ سال سے 6.3 فیصد کم ہے بلکہ پچھلے پانچ برسوں کی دوسری سہ ماہی کی اوسط سے بھی نیچے ہے۔

پانی کی کم دستیابی گندم کے زیرِ کاشت رقبے میں کمی پر منتج ہوئی۔ ربیع کے موسم کی پہلی نصف مدت (دوسری سہ ماہی) میں فی ہیکٹر فصل کی یافت بھی غذائی اجزا کی استعمال میں 6.8 فیصد کمی کی بنا پر متاثر

ہوسکتی ہے۔ کھاد کے استعمال میں کمی گندم کی فصل کے زیر کاشت رقبے میں کمی سے زیادہ نمایاں ہے۔ اس کی وضاحت اسی مدت کے دوران کھاد کی قیمتوں میں 16.7 فیصد اضافے سے ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ ڈی اے پی، جو بوائی کے دوران استعمال ہونے والی لازمی درآمد شدہ کھاد ہے، کے استعمال میں کمی زیادہ نمایاں تھی کیونکہ اس کی قیمت میں اضافے کا سبب بین الاقوامی نرخوں میں اضافے اور روپے کی قدر میں کمی کا امتزاج تھا (**شکل 2.1**)۔[4]

فصلوں کے شعبے کی کمزور کارکردگی کے ساتھ ساتھ زرعی قرضے کی تقسیم بھی مالی سال 18ء کی دوسری سہ ماہی کے 39.4 فیصد سے گھٹ کر مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں 14.2 فیصد ہوگئی۔ جزوار تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ سہ ماہی کے دوران تمام فصلوں کے لیے قرضوں کی تقسیم خام مال کی بلند تر قیمتوں کے باوجود اسی سطح پر تھی۔ دوسری جانب گلہ بانی کے لیے قرضے کی تقسیم میں بھرپور نمو نظر آتی رہی جس میں بڑا حصہ جاری سرمائے کے قرضوں کا تھا۔ گلہ بانی کے قرضوں کی نمو سے شرح سود میں اضافے کے باوجود اس شعبے میں مثبت دلچسپی ظاہر ہوتی ہے (**جدول 2.1**)۔

جدول 2.1: زرعی قرضے کی تقسیم (ارب روپے)

	پہلی سہ ماہی		دوسری سہ ماہی		پہلی ششماہی	
	م س18ء	م س19ء	م س18ء	م س19ء	م س18ء	م س19ء
فارمی شعبہ						
الف۔ پیداوار	57.6	82.4	128.7	148.6	186.3	231.0
تمام فصلیں	38.5	40.1	70.6	70.5	109.1	110.6
کارپوریٹ فارمنگ	2.6	26.7	37.2	49.2	39.8	75.9
ب۔ ترقیاتی	3.3	6.0	7.8	11.5	11.1	17.5
ٹریکٹر	1.1	1.0	1.5	1.2	2.6	2.2
ج۔ مجموعی فارمی شعبہ (الف+ب)	60.9	88.4	136.5	160.1	197.4	248.5
غیر فارمی شعبہ						
گلہ بانی/ڈیری						
جاری سرمایہ	34.6	56.7	66.8	75.9	101.4	132.6
معینہ سرمایہ کاری	6.6	4.8	8.7	5.5	15.3	10.3
پولٹری						
جاری سرمایہ	24.3	25.9	29.9	35.6	54.2	61.5
معینہ سرمایہ کاری	0.4	0.7	0.5	0.6	0.9	1.2
دیگر	29.1	35.7	33.6	37.5	62.7	73.2
د۔ مجموعی غیر فارمی شعبہ	95.0	123.7	139.5	155.1	234.5	278.8
مجموعی زراعت (ج+د)	155.9	212.1	276.0	315.2	431.9	527.3

اعداد و شمار کا ماخذ: شعبہ زرعی قرضہ اور خرد مالکاری، بینک دولت پاکستان

گندم

پہلے سے موجود خاصے ذخائر کی موجودگی میں حکومت نے گندم کی بوائی کے رقبے کا ہدف کم کر دیا۔ تازہ ترین تخمینوں سے پتہ چلتا ہے کہ بوائی کا رقبہ اس ہدف سے کم ہے۔ گندم کے زیر کاشت رقبے میں کمی سندھ میں زیادہ نمایاں تھی جہاں پانی کی حالیہ قلّت پنجاب کے مقابلے میں زیادہ شدید تھی۔ پنجاب میں تو کاشت کار آب پاشی کے لیے زیر زمین پانی سے استفادہ کر سکتے ہیں لیکن سندھ میں زیر زمین پانی زیادہ ترنمکین اور زرعی استعمال کے لیے ناموزوں ہے (**جدول 2.2**)۔

[4] مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں پچھلے برس کی اسی مدت کی نسبت ڈی اے پی کی ملکی قیمتیں 29.7 فیصد بڑھ گئیں۔

نتیجتاً ہدف کے مطابق گندم کی پیداوار کے حصول کا انحصار زیادہ تر فصل کی یافت پر ہوگا۔ 25.6 ملین ٹن کٹائی حاصل کرنے کے لیے فی ہیکٹر 2972 کلو گرام پیداواریت درکار ہوگی جس کے لیے پچھلے سال کے مقابلے میں 3.2 فیصد نمو چاہیے۔ گنے کی موخر چل کاری اور خریف کے اہم علاقوں میں چاول کی دیر سے کٹائی کی بنا پر گندم کی بوائی میں تاخیر کے پیش نظر اتنی یافت کا حصول مشکل ہوگا۔

جدول 2.2: گندم کی فصل

	رقبہ (000 ہیکٹر)			پیداوار (000 ٹن)		
	م س18ء	م س19ءہ	م س19ءع	م س18ء	م س19ءہ	تین سالہ اوسط
پنجاب	6515	6515	6564	19607	19510	19867
سندھ	1170	1150	1046	3582	3800	3776
بلوچستان	761	768	687	1383	1362	1383
خیبر پختونخوا	394	400	286	935	900	913
پاکستان	**8839**	**8833**	**8583**	**25507**	**25572**	**25938**

اعداد و شمار کا ماخذ: وزارت قومی غذائی تحفظ اور تحقیق

پہلے سے موجود ذخائر کے پیش نظر طے شدہ ہدف حاصل کر لیا گیا تو گندم مزید ایک اور سال جمع رہے گی۔ گندم کی پست عالمی قیمتوں کی بنا پر حکومتی اعانت کے بغیر ہو سکتا ہے کہ برآمدات پھر قابل عمل نہ ہوں۔ یہی امر گندم کی برآمد کے اعداد و شمار سے بھی عیاں ہے جن میں دوسری سہ ماہی کے دوران برآمدات کم ہونے کے ساتھ ذخائر کے خالی ہونے کا عمل بھی سست ہے۔ دوسری جانب ملکی منڈی میں زائد گندم نے مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں ملکی قیمتوں کو دباؤ میں رکھا (شکل 2.2)۔

شکل 2.2: گندم کی ملکی اور عالمی قیمتیں

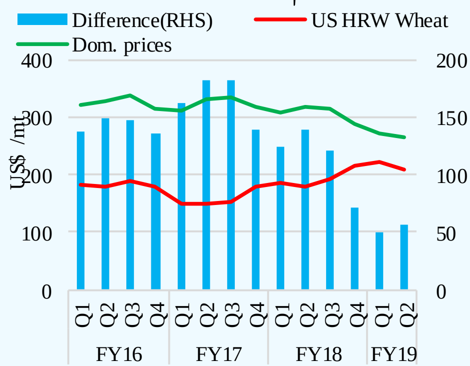

Data source: Pakistan Bureau of Statistics and World

چھوٹی فصلیں

منقولی شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب بڑی فصلوں کی پیداوار کم ہوتی ہے تو چھوٹی فصلوں کی کارکردگی بہتر ہو جاتی ہے۔ رواں سال بڑی فصلوں کی پست کارکردگی چھوٹی فصلوں کو نئی زندگی بخش سکتی ہے کیونکہ کم ہونے والا رقبہ چھوٹی فصلوں کے لیے استعمال ہو سکتا ہے۔ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران ملکی بازار میں بیشتر تلف پذیر غذائی

جدول 2.3: چھوٹی فصلوں اور تلف پذیر غذائی اشیا کے صارف اشاریہ قیمت نرخ (روپے فی کلو گرام)

	م س18ء شش1	م س19ء شش1	فیصد تبدیلی
چنا	119	121	1.6
دال (مسور)	121	106	-12.6
آلو	40	31	-23.0
پیاز	61	34	-43.5
ٹماٹر	74	58	-21.9
سورج مکھی	45	48	6.9
مرچ	91	87	-4.8
ماش	181	146	-19.0
مونگ	121	116	-4.5

اعداد و شمار کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

اشیا کی کم قیمتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مفروضے میں وزن ہے (جدول 2.3)۔[5]

چنے کی پیداوار جو مالی سال 18ء کے بڑے ہدف تک نہیں پہنچ سکی مالی سال 19ء میں زراعت کے موجودہ حالات کی بنا پر توقع ہے کہ بہتر ہو جائے گی۔ دالوں کی پیداوار متوقع طور پر بڑھے گی کیونکہ بلند قیمتوں اور بلند درآمدی حجم سے بڑھتی ہوئی طلب اور اس بنا پر بلند تر منافع آوری کی نشاندہی ہوتی ہے[6] (شکل 2.3)۔

شکل 2.3 : دالوں کی پیداوار

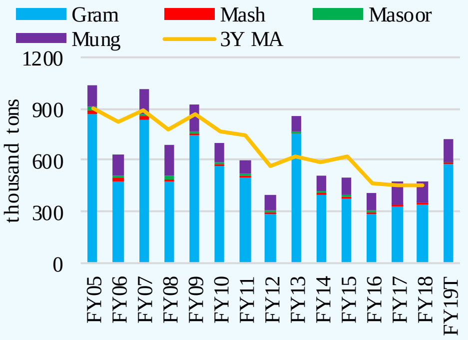

Data source: Pakistan Bureau of Statistics and MNFSR. T:Target

توقع ہے کہ صوبائی سطح پر خصوصاً پنجاب میں ترغیبات اور اعانتی اسکیموں کی بنا پر روغنی بیجوں (کینولا، سورج مکھی اور تلی/سرسوں) کی کاشت کا رجحان بڑھتا رہے گا (شکل 2.4)۔[7] روغنی بیجوں کے لیے ان پالیسیوں پر توجہ بعض درآمدی ضروریات کو بھی کسی قدر پورا کرنے میں مددگار ہوگی۔

شکل 2.4: روغنی بیجوں کی پیداوار

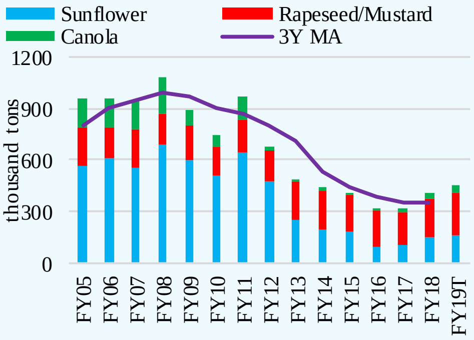

Data source: Pakistan Bureau of Statistics, Pakistan Oilseed Development Board, and MNFSR. T: Target

مزید برآں، دالوں اور روغنی بیجوں کی کاشت کی ترغیب دینے اور پیداوار بڑھانے کے لیے موثر اور طویل مدت پالیسی اقدامات کی ضرورت ہے۔ ہدف کے مطابق پیداوار کو یقینی بنانے کے لیے اچھے معیار کے بلند یافت کے بیجوں[8] کی فراہمی ضروری ہے۔ تاہم چونکہ پاکستان کو بڑھتے ہوئے ماحولیاتی تبدیلی کے خطرات کا سامنا ہے اس لیے فصلوں کی یافت بڑھانے کے لیے دیہی معاشیات کے بہتر طور طریقے درکار ہیں (باکس 2.1)۔

باکس 2.1: ماحولیاتی تبدیلی سے نمٹنے کے لیے اختراعی زراعت

[5] تفصیلات کے لیے دیکھیے تیسرا باب۔

[6] دالوں کی درآمدات میں مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران 48.8 فیصد کی سال بسال نمو ہوئی اور 0.51 ملین ٹن ذخیرہ جمع ہوا۔

[7] 18-2017ء کے ربیع میں جب کسانوں کو موسم سے پہلے فی ایکڑ نقدی کی ترغیبات دینے کا وعدہ کیا گیا تو کینولا اور روغنی بیجوں کا زیرِ کاشت رقبہ بڑھ گیا خصوصاً پنجاب میں۔

[8] ربیع 19-2018ء کے لیے چنے کے بیجوں کی ضرورت 39892 میٹرک ٹن تھی جبکہ مجموعی دستیابی 324 میٹرک ٹن تھی جو کل ضروریات کا صرف 0.81 فیصد پورا کر رہی تھی۔

طویل مدت ماحولیاتی خطرے کے اشاریے[1] کے مطابق پاکستان دنیا کے ان دس ممالک میں شامل ہے جہاں ماحولیاتی تبدیلی سے سب سے زیادہ خطرہ درپیش ہے۔ شعبہ زراعت قلیل مدت تغیر پذیری اور طویل مدت ماحولیاتی تبدیلیوں سے متاثر ہوتا ہے۔ تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی زیادہ حراروں کی طلب پر منتج ہوگی اور ساتھ ہی شہروں کی طرف نقل مکانی کی رفتار بڑھے گی۔ ان حالات میں ماحولیاتی تبدیلی کے مطابق ڈھلنا ضروری ہے چنانچہ زراعت میں اس کا مطلب ہے فارم مینجمنٹ کے طور طریقوں پر توجہ دی جائے، کھاد کا مناسب استعمال ہو اور حرارت/خشک سالی کی مزاحمت کرنے والے بیج استعمال کیے جائیں۔ ماحولیاتی اعتبار سے اختراعی زراعت یا کلائمیٹ اسمارٹ ایگری کلچر دنیا بھر میں استعمال کیا جانے والا ایک طریقہ ہے جس میں زراعت کی پیداواریت اور آمدنی بڑھانے پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے ماحولیاتی تبدیلیوں اور خطرات سے بچاؤ کی صلاحیت پیدا کی جاتی ہے۔

ماحولیاتی تبدیلی کا اظہار: ماحولیاتی تبدیلی کے نتیجے میں ملک کے نیم بنجر علاقوں میں بارش میں طویل مدت کمی ہوئی ہے۔ نومبر 2018ء میں پاکستان کے محکمہ موسمیات نے سندھ اور بلوچستان میں معمول سے کم بارشوں کی وجہ سے خشک سالی کے بارے میں انتباہ جاری کیا۔ یہ سال کا دوسرا انتباہ تھا۔ اکتوبر تا جنوری مالی سال 19ء میں آب پاشی کا بہاؤ پانچ سالہ اوسط سے 20 فیصد کم رہا۔ پانی کی قلت اور کمی بیشی کے بارے میں اسٹیٹ بینک کی پچھلی رپورٹوں میں بھی زور دیا گیا ہے۔ ملک کا اوسط درجہ حرارت گذشتہ 30 برسوں میں 0.5 درجہ سیلسیئس بڑھ گیا ہے۔ 2060ء تک پاکستان کا اوسط درجہ حرارت متوقع طور پر 1.4 تا 3.7 درجہ سیلسیئس بڑھنے کی توقع ہے جو عالمی اوسط سے زیادہ ہے۔[2] ماحول کی تبدیلیوں اور تغیر پذیری کا اظہار بارشوں کی کمی بیشی، بلند درجہ حرارت اور پانی کی کم دستیابی کی شکل میں ہو رہا ہے۔

معاشی خطرات: اقوام متحدہ کے ادارۂ خوراک وزراعت کے انٹرنیشنل ماڈل فار پالیسی انالسس آف ایگری کلچر کموڈٹیز اینڈ ٹریڈ (IMPACT) نے حساب لگایا ہے کہ 2020-2050ء کے دوران ماحولیاتی تبدیلی کی صورت میں اور اس کے بغیر پاکستان میں تجارت، یافت، زیر کاشت رقبے اور گلہ بانی کے کیا منظر نامے ہوں گے اور ان کے درمیان فیصدی فرق کیا ہوگا۔[3] جو فصلیں خطرے سے دوچار ہیں ان میں گندم، مکئی، گنا اور چنا شامل ہیں جن پر سب سے زیادہ منفی اثر ہے اور جن کی پیداوار کم ہونے کا امکان ہے۔ ماحولیاتی تبدیلی کی صورت میں کوئی تبدیلی نہ ہونے کے مقابلے میں 2050ء میں گندم کا رقبہ 2.5 فیصد کم ہونے کا امکان ہے۔ علاوہ ازیں فصلی ماڈلز کی پیش گوئیوں سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ بنجر، نیم بنجر اور مرطوب علاقوں میں بلند درجہ حرارت کی وجہ سے پیداوار کم ہوگی۔[4] گندم کے بوائی کے موسم پر درجہ حرارت کی تبدیلیاں پہلے ہی اثر انداز ہو چکی ہیں جس کے نتیجے میں بوائی میں تاخیر ہو رہی ہے۔[5]

ماحولیاتی اعتبار سے اختراعی زراعت کے طریقے اور رکاوٹیں: ماحولیاتی تبدیلی اور خطرات سے نمٹنے اور پیداوار بڑھانے کی غرض سے ماحولیاتی اعتبار سے اختراعی زراعت میں تمام فصلوں کے لیے پانی کی بچت اور کیڑے مکوڑوں سے بچاؤ سے لے کر حرارت/خشک سالی کی مزاحمت کرنے والے بیجوں کے استعمال تک متعدد تکنیکیں اختیار کی جاتی ہیں۔ کئی طریقے جیسے دھان کو گیلا اور خشک کرنا (alternative wet and drying) مسلسل پانی دیے جانے کے مقابلے میں کم از کم تین آب پاشیوں کی بچت پر منتج ہوتے ہیں۔ اسی طرح زمین جوتنے کے عمل کے بغیر کاشت کرنے کے نظام مروج ہیں جن میں چاول کے بعد زمین کو جوتے بغیر گندم بویا جاتا ہے۔

پاکستان کے لیے ادارۂ خوراک وزراعت کی تحقیق میں ماحولیاتی اعتبار سے اختراعی زراعت کے طریقوں کو اختیار کرنے میں تین رکاوٹوں کو اجاگر کیا گیا ہے جن پر قابو پانا ضروری ہے:

- معلومات اور آگاہی کے فقدان کی بنا پر کئی اختراعی اور پیداوار بڑھانے والے طریقوں کو اختیار نہیں کیا جارہا۔ محکمہ ہائے زراعت کی جانب سے دی جانے والی سہولت کاری ابھی تک کم ہے اور بیشتر کاشت کار ابھی تک جدید زرعی کیمیائی بیجوں کی اقسام اور کھاد کے مناسب استعمال سے آگاہ نہیں۔ پنجاب میں 2014ء کے دوران ایک سروے میں شامل گھرانوں میں سے صرف 27 فیصد کا محکمہ زراعت کے کسی سہولت کار سے رابطہ ہوا۔[6]
- ڈرپ اری گیشن اور بلند یافت کے بیجوں جیسی اختراعی ٹیکنالوجی کے لیے مالکاری کی مصنوعات اور قرضوں کا فقدان ہے جس کے نتیجے میں کئی طریقے اور مناسب معیار کے بیجوں کا استعمال کم ہے خواہ دستیاب ہوں۔
- بیشتر فصلوں جیسے کپاس، چاول، مکئی وغیرہ کے لیے حرارت اور خشک سالی کی مزاحمت کرنے والے بیج موجود نہیں۔ ان بیجوں کی بروقت بوائی سے پیداوار کا نقصان 90 فیصد تک کم ہو سکتا ہے۔[7] فی الوقت زرعی جی ڈی پی کا صرف 0.2 فیصد تحقیق پر صَرف کیا جارہا ہے[8] چنانچہ بیجوں کی اقسام پر تحقیق کا فقدان ایک اہم رکاوٹ ہے۔

حوالہ جات:

[1]ماخذ: https://germanwatch.org/en/16046

[2]ماحولیاتی خطرات اور غذائی تحفظ کا تجزیہ: پاکستان کے لیے خصوصی رپورٹ (اسلام آباد، دسمبر 2018ء) ۔ عالمی ادارۂ خوراک وزراعت

[3]سی آئی اے ٹی؛ عالمی بینک۔ 2017ء۔ پاکستان میں ماحولیاتی اعتبار سے اختراعی زراعت۔ واشگٹن ڈی سی۔ 28ص۔

[4]سلطانہ، ایچ۔ علی، این آئی محسن، اور اے ایم خان۔ 2009ء۔ ماحولیاتی تبدیلی کے منظر ناموں میں پاکستان کے مختلف ماحولیاتی علاقوں میں گندم کی پیداوار کی زدپذیری اور مطابقت پذیری۔ کلائمیٹ چینج، 94: 123-142

[5 & 6]سی آئی اے ٹی؛ عالمی ادارۂ خوراک وزراعت۔ 2018ء۔ پنجاب، پاکستان میں ماحولیاتی اعتبار سے اختراعی زراعت۔ روم، 36ص۔

[7]ٹیسفائی وغیر ہم۔ 2017ء۔ جنوبی ایشیا میں ماحولیاتی تبدیلی کا اثر اور مزاحم حرارت مکئی کے ممکنہ فوائد۔

[8]پاکستان: زرعی تحقیق وترقی اظہاریوں کی فیکٹ شیٹ۔ 2015ء۔ http://ebrary.ifpri.org/

2.3 بڑے پیمانے کی اشیاسازی

جیسا کہ مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی کی 6.6 فیصد نمو کے مقابلے میں مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران 1.5 فیصد کی کمی سے ظاہر ہے، اشیاسازی کی سرگرمیاں مزید کم ہو گئیں۔ پی ایس ڈی پی خرچ میں کمی اور شعبہ جاتی مسائل کا صنعتی شعبے پر بہت اثر پڑا۔ سرکاری ترقی کے اخراجات نجی سرمایہ کاری کی اعانت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس طرح مالیاتی خسارہ گھٹانے کے اقدامات کا صنعتی شعبے پر گہرا اثر مرتب ہوا خصوصاً تعمیرات سے منسلک سرگرمیوں میں (**جدول 2.4**)۔

شرح سود میں اضافے کے نتیجے میں مالی لاگت بڑھ گئی۔ اس دوران مقامی کرنسی کی قدر میں کمی درآمدات پر انحصار کرنے والے صنعتی شعبے کے لیے بڑا دھچکا ثابت ہوئی جس کے نتیجے میں مقامی طور پر تیار کردہ بیشتر صنعتی اشیا خصوصاً گاڑیوں کی قیمتیں بڑھ گئیں۔ صارفین کے نقطہ نظر سے قرض کی بلند لاگت نے بلند ملکی صَرف کی پچھلی سطح کو معتدل کر دیا۔

جدول2.4: بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں سال بسال نمو

فیصد

	وزن	پہلی ششماہی		پہلی سہ ماہی		دوسری سہ ماہی	
		م س18ء	م س19ء	م س18ء	م س19ء	م س18ء	م س19ء
بڑے پیمانے کی اشیاسازی	70.3	6.6	-1.5	9.8	-0.6	3.7	-2.4
ٹیکسٹائل	20.9	0.7	-0.2	1.0	-0.2	0.5	-0.1
سوتی دھاگہ	13	0.1	0	0.1	0.0	0.1	0.0
سوتی کپڑا	7.2	0	0.1	0.0	0.1	0.1	0.2
پٹ سن کی اشیا	0.3	62.7	-8	98.1	-8.1	39.9	-8.0
غذا	12.4	-0.4	-3.9	10.9	1.5	-8.1	-8.4
چینی	3.5	-37.3	-37.2	NA	NA	-37.3	-37.2
سگریٹیں	2.1	69.8	6.8	92.0	4.4	52.3	9.1
نباتی گھی	1.1	8.2	0.7	11.5	2.6	5.3	-1.1
پکانے کا تیل	2.2	5	-1.2	3.5	4.7	6.5	-6.5
میٹھے مشروبات	0.9	-2.6	-0.8	2.6	-5.7	-11.2	8.7
پیٹرولیم مصنوعات	5.5	8.1	-4.9	13.6	-5.4	2.8	-4.4
فولاد	5.4	37.1	-7.6	47.0	-2.9	28.1	-12.4
غیر دھاتی معدنیات	5.4	10.2	-1.2	12.3	0.1	8.5	-2.4
سیمنٹ	5.3	10.3	-1.6	12.4	0.1	8.5	-3.1
گاڑیاں	4.6	21.8	-3.6	29.1	-1.1	15.1	-6.2
جیپیں اور کاریں	2.8	27	2.3	31.4	4.7	22.8	-0.2
کھاد	4.4	-9.8	6.5	-5.8	-4.8	-14.0	19.2
دواسازی	3.6	5.1	-10	1.9	-4.8	8.1	-14.4
کاغذ	2.3	10.1	-2.1	9.6	3.9	10.5	-7.6
الیکٹرانکس	2	92.9	29.4	76.7	16.5	101.0	40.1
کیمیکلز	1.7	1.5	-3.2	6.0	-7.5	-3.0	1.5
کاسٹک سوڈا	0.4	16.6	5.3	18.1	17.2	15.2	-5.3
چرمی مصنوعات	0.9	-2	-2	-0.3	0.5	-3.6	-4.3

اعداد و شمار کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

سیمنٹ

تعمیرات سے منسلک دیگر صنعتوں کی طرح سیمنٹ کی پیداوار بھی مالی سال19ء کی پہلی ششماہی میں 1.6 فیصد کم ہوگئی جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں 10.3 فیصد بڑھی تھی۔

دوسری جانب تاہم مالی سال19ء کی پہلی ششماہی کے لیے آل پاکستان سیمنٹ مینوفیکچررز ایسوسی ایشن (اے پی سی ایم اے) کے اعداد و شمار میں سیمنٹ کی فروخت میں 3.9 فیصد کی نمو ظاہر ہوتی ہے جس کی بڑی وجہ روڑی کی برآمد ہے۔[9] فروخت کے اعداد و شمار کے تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیمنٹ کی مجموعی فروخت کی نمو میں برآمدات نے نمایاں کردار ادا کیا۔ چونکہ مالی سال19ء کی پہلی ششماہی کے دوران سیمنٹ کے شعبے کے لیے ملکی حالات ناسازگار تھے اس لیے پیداکنندگان نے اپنی مصنوعات کے لیے نئی برآمدی منڈیوں سے رجوع کیا جس کے حوصلہ افزا نتائج برآمد ہوئے۔ مقامی کرنسی کی قدر میں کمی سے بھی برآمدات میں بحالی کو مدد ملی اور سیمنٹ کی برآمدات زیادہ قابل عمل ہوگئیں (**شکل 2.5**)۔

فولاد

مالی سال19ء کی پہلی ششماہی کے دوران فولاد کی پیداوار 7.6 فیصد گھٹ گئی جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں 37.1 فیصد کی متاثر کن نمو ہوئی تھی۔ دیگر تعمیراتی صنعتوں کی طرح یہ کارکردگی بھی مذکورہ بالا معاشی عوامل سے منسوب کی جاسکتی ہے۔

[9] اس میں پچھلے سال کا ذخیرہ بھی شامل ہے۔

ایک اضافی عنصر جو مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران فولاد کی صنعت پر اثر انداز ہوا بین الاقوامی قیمتوں کی حرکیات کا تھا۔ اس وقت عالمی معیشت امریکہ اور چین کی تجارتی کشیدگی کی زد میں ہے جس نے فولاد کی عالمی منڈی میں تغیر پذیری پیدا کی۔[10] فطری طور پر بین الاقوامی منڈی میں فولاد کی قیمتوں میں غیر یقینی کیفیت کے فولاد کی ملکی صنعت کے لیے منفی مضمرات ہیں۔

شکل 2.5 : سیمنٹ کی فروخت کی نمو میں حصہ۔ پہلی ششماہی

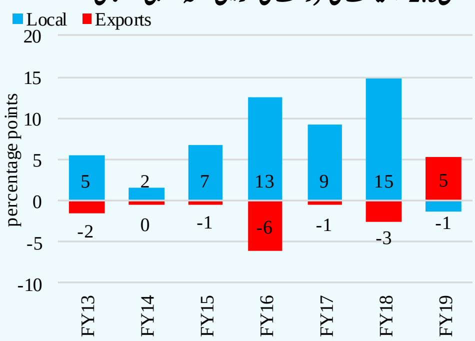

Data source: All Pakistan Cement Manufactures Association

درآمدی اعدادوشمار سے ظاہر ہے کہ درآمد شدہ اسکریپ مصنوعات، جو مقامی صنعت اپنے پیداواری عمل میں استعمال کرتی ہے، کی قیمت مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں 8.9 فیصد بڑھ گئی۔ اس کے برخلاف درآمد شدہ تیار مصنوعات کی قیمت محض 1.0 فیصد بڑھی۔ اس منظرنامے میں مقامی صنعت کے لیے درآمد شدہ مصنوعات سے جو نسبتاً سستی تھیں مقابلہ کرنا دشوار تھا۔ جب توانائی (جو اہم عامل ہے) کی قیمتیں بھی بڑھیں تو یہ مسئلہ سنگین ہوگیا۔ اس پس منظر میں اسکریپ مصنوعات کا حجم تیار شدہ اشیا کے مقابلے میں یکدم گر گیا (**شکل 2.6**)۔

مذکورہ بالا عوامل کی بنا پر فولاد کی سلاخوں اور چادروں کے لیے تھوک قیمت اشاریہ میں مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران 23.4 فیصد کی تیز نمو دیکھی گئی جبکہ پچھلے سال 12.9 فیصد نمو ہوئی تھی۔ اس سے ملکی فولاد کے لیے نجی شعبے کی طلب مزید کم ہوگئی۔ اس دوران صنعت کے مجموعی مارجن میں بھی کمی آرہی ہے۔ 2017ء کی سازگار صورتِ حال کے بعد بیرون ملک سے مسابقت میں اضافے کے ہمراہ ملکی معاشی سست روی خصوصاً تعمیراتی صنعتوں میں، اچھا شگون نہیں۔

شکل 2.6: فولاد کی قیمت اور روپے کی قدر میں کمی۔ پہلی ششماہی

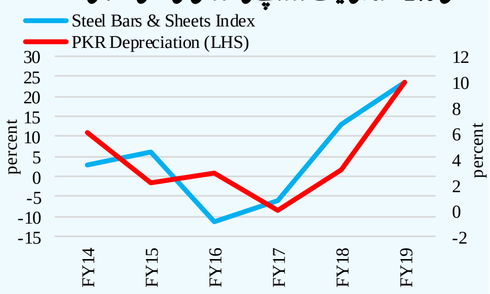

Data source: Pakistan Bureau of Statistics and State Bank of Pakistan

گاڑیاں

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران گاڑیوں کی پیداوار میں 3.6 فیصد کی کمی متعدد عوامل سے منسوب کی جاسکتی ہے۔ اوّل، کرنسی خصوصاً جاپانی ین کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کی وجہ سے گاڑیوں کی قیمت میں اضافہ ہوا۔ گاڑیوں کے اسمبلرز نے

[10] یہ عارضی صورتِ حال معلوم ہوتی ہے کیونکہ دونوں ملکوں کے درمیان ابھرتی ہوئی تجارتی جنگ کے ممکنہ تصفیے سے مارکیٹ مستحکم ہوجائے گی۔

قدر میں کمی کا اثر صارف کو منتقل کر دیا۔ مثال کے طور پر 2018ء میں کاروں کی قیمتیں 18.4 فیصد بڑھ گئیں جبکہ پچھلے سال 4.8 فیصد کی معمولی نمو ہوئی تھی۔

دوم، پالیسی ریٹ بڑھنے کی بنا پر مالکاری کی لاگت میں اضافے کا بھی گاڑیوں کی طلب پر اثر مرتب ہوا۔ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں کار مالکاری 9 ارب روپے کم ہو کر 11.7 ارب روپے رہ گئی جس سے 43.5 فیصد سال بسال کمی ظاہر ہوتی ہے۔ **جدول 2.5** میں ایک عام صارف کے لیے قیمت میں اضافے اور شرح سود کا اثر دکھایا گیا ہے۔ ایک اوسط صارف کے لیے ماہانہ مالکاری لاگت 10476 روپے بڑھ گئی جو کم وسائل کے حامل صارف کے لیے زیادہ ثابت ہوئی۔

جدول 2.5: عام کار مالکاری میں اضافہ

	م س18ء پہلی ششماہی	م س19ء پہلی ششماہی
کار کی قیمت (دسمبر)[1]	1,500,000	1,776,000
فوری ادائیگی[2]	300,000	355,200
فنانس رقم	1,200,000	1,420,800
شرح سود (کائبور+4)	10.3	14.4
شرح سود / ماہانہ	10,280	17,076
بلند مالی لاگت کی بنا پر اثر		6,796
اصل زر کی ادائیگی / ماہانہ[3]	20,000	23,680
کار کی قیمت میں اضافے کی بنا پر اثر		3,680
مجموعی اثر / ماہانہ		**10,476**

مفروضات

[1] عام کار کی قیمت۔ 2018ء میں قیمت میں 18.4 فیصد اضافہ۔

[2] فوری ادائیگی گاڑی کی قیمت کا 20 فیصد ہے

[3] واپسی کی مدت 5 سال

اعداد و شمار کا ماخذ: مصنف کا حساب

سوم، فائلر اور نان فائلر کے مسئلے کے حوالے سے غیر یقینی کیفیت نے مارکیٹ کو غیر مستحکم کر دیا ہے۔ ٹھوس اعداد و شمار کی عدم موجودگی میں کاروں کی طلب پر نان فائلرز پر پابندی کے اثر کو نرخوں اور شرح سود میں اضافے کے اثر سے الگ کرنے کا کوئی براہ راست طریقہ نہیں ہے۔ تاہم کچھ امور سے اشارہ ملتا ہے۔ بکنگ اور ڈلیوری کے درمیان وقت میں نمایاں کمی دیکھی گئی ہے۔ مزید برآں، گرے مارکیٹ میں فوری ڈلیوی کے لیے ریٹ پریمیم (اپنا پیسہ) انتظار کے وقت میں کمی کے ساتھ ساتھ خاصا کم ہوا۔ بالواسطہ طور پر ہی سہی تاہم یہ دو عوامل نان فائلرز کو کاریں خریدنے سے باز رکھنے کے اثر کا اظہار کرتے ہیں۔[11]

ٹریکٹروں اور موٹر بائیکس کی خریداری، جو زیادہ تر دیہات میں ہوتی ہے، میں مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران بالترتیب 20.4 فیصد اور 2.8 فیصد کی کمی دیکھنے میں آئی جبکہ ایک سال قبل 52.9 فیصد اور 18.8 فیصد کا نمایاں اضافہ ہوا تھا (**جدول 2.6**)۔ ان زمروں میں کمی دیہی معیشت کی کیفیت کی عکاسی کرتی ہے جسے اس سال خریف کی کم پیداوار سے ضرر پہنچا ہے۔ کاروں اور جیپوں کی طرح قیمتوں

[11] اس رپورٹ کے طباعت کے لیے جاتے وقت حکومت نے نان فائلرز کے لیے کچھ پابندیاں نرم کر دی تھیں جبکہ لیویز بڑھا دی تھیں۔ اس اقدام سے مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں گاڑیوں کی طلب بحال ہونے کی توقع ہے خصوصاً گاڑیوں کی درآمدی پالیسی کو کاملاً نافذ کرنے میں حکومت کی سنجیدگی کے بعد۔

جدول 2.6: پہلی ششماہی میں گاڑیوں کے شعبے کی پیداوار (یونٹس)

	م س16ء	م س17ء	م س18ء	م س19ء	نمو (فیصد) م س18ء	نمو (فیصد) م س19ء
تمام کاریں	72,847	79,803	96,284	103,883	20.7	7.9
800 سی سی سے کم کی کاریں	19,102	18,270	23,489	22,298	28.6	-5.1
800 تا 1000 سی سی کی کاریں	12,354	17,002	25,654	29,108	50.9	13.5
1000 سی سی سے زائد کی کاریں	41,391	44,531	47,141	52,477	5.9	11.3
اسپورٹس یوٹیلٹی وہیکلز	454	221	7,034	3,926	3082.8	-44.2
لائٹ کمرشل وہیکلز	41,090	22,967	26,404	22,198	15.0	-15.9
ٹرک	2,326	3,806	4,514	3,751	18.6	-16.9
بسیں	499	669	409	515	-38.9	25.9
ٹریکٹر	13,064	21,336	32,614	25,969	52.9	-20.4
موٹر بائیکس	657,283	792,094	940,985	914,860	18.8	-2.8

اعداد و شمار کا ماخذ: پاما

میں اضافے نے طلب کو بھی محدود رکھا۔ اگرچہ بسوں کے جزنے گزشتہ برس کی پیداواری سطح کے کچھ نقصان کی تلافی کر دی تاہم ٹرکوں اور لائٹ کمرشل وہیکلز کی پیداوار خاصی کم ہوئی۔

الیکٹرانکس

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران الیکٹرانکس کی پیداوار گزشتہ سال کی اسی مدت کے 92.9 فیصد نمو کے علاوہ 29.4 فیصد بڑھی۔ پچھلے دو برسوں میں نمو کی اس رفتار کا سبب برقی موٹریں رہی ہیں۔

اس ذیلی جز کی پیداوار 44.3 فیصد بڑھی جو گزشتہ برس دیکھی گئی 303.3 فیصد نمو کے علاوہ ہے۔ برقی موٹروں کی پیداوار میں اس تیزی کی ممکنہ تشریح یہ ہوسکتی ہے کہ اسے متعدد تیار مصنوعات میں استعمال کیا جارہا ہے جیسے واشنگ مشین، ریفریجریٹر، ائرکنڈیشنر۔ چونکہ گرمیوں میں ان اشیا کی طلب میں موسمی اضافے کا امکان ہے اس لیے اشیا ساز ان موٹروں کے ذخائر میں اضافہ کررہے تھے۔ بجلی کی فراہمی میں بہتری نے بھی اس ذیلی شعبے کی کارکردگی میں کردار ادا کیا۔

شکل 2.7: پاک عرب فرٹیلائزرز کی پیداوار کا رجحان۔پہلی ششماہی

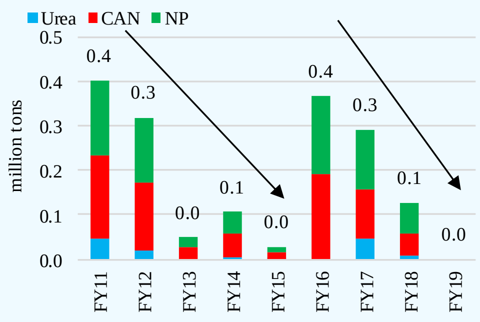

Data source: National Fertilizer Development Center

کھاد

مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں چھوٹے یوریا یونٹوں میں کھاد سازی کی سرگرمیوں کا احیا نمایاں عنصر رہا۔ اس سے کھاد کے شعبے کو مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں 6.5 فیصد نمو درج کرنے کا موقع ملا حالانکہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں ناقص کارکردگی دکھائی تھی۔ یہ کارکردگی پچھلے سال کی 9.8 فیصد کمی کے برعکس ہے جب چھوٹے یوریا پروسیسنگ پلانٹس نے پیداوار بند کردی تھی۔

پچھلے سال جو تین چھوٹے پلانٹس نہیں چل رہے تھے ان میں سے دو نے کام شروع کردیا ہے۔ کام کا دوبارہ آغاز رعایتی آر ایل این جی کی فراہمی کی وجہ سے ہوا۔ چنانچہ چھوٹے یونٹوں کی یوریا کی پیداوار 245.1 فیصد بڑھ کر 0.2 ملین ٹن ہوگئی۔ دوسری جانب پاک عرب فرٹیلائزرز میں پیداواری سرگرمیوں حکومت کی ترغیبات کے باوجود بالکل رک گئیں (**شکل 2.7**)۔ یہاں یہ ذکر بے محل نہ ہوگا کہ یہ پلانٹ نہ صرف یوریا پیدا کرتا ہے بلکہ دیگر کھادیں بھی خاص مقدار میں تیار کرتا ہے۔ اب مارکیٹ میں اس کمی کو پورا کرنے کے لیے انہیں درآمد کرنا ہوگا۔[12] اس دوران مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں بڑے یوریا سازوں کی پیداوار 3.4 فیصد بڑھ گئی جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 1.8 فیصد اضافہ ہوا تھا جس سے مجموعی نمو بہتر ہوئی۔

غذا

غذائی شعبے میں 3.9 فیصد کمی کی زیادہ تر تشریح چینی کے ذیلی شعبے کی صورتِ حال سے ہوسکتی ہے۔ پچھلے چند برسوں کے دوران ملک میں گنے کی زیادہ پیداوار کی بنا پر چینی کی صنعت میں متاثر کن نمو دیکھی گئی۔ تاہم مالی سال 19ء میں گنے کی فصل میں کمی کے ساتھ اس صنعت کی ترقی بھی رک گئی۔ پھر بھی امکان ہے کہ پاکستان مالی سال 19ء میں لگ بھگ 6.5 ملین ٹن چینی پیدا کرے گا۔[13] صَرف کی موجودہ سالانہ سطح کے علاوہ ذخائر میں 1.0 ملین ٹن کا اضافہ ہوگا۔ چینی کی بین الاقوامی قیمت میں کمی کے بعد حکومت کو غیر فروخت شدہ ذخائر کی برآمد کو صنعت کے لیے قابل عمل بنانے کے لیے زراعانت فراہم کرنا ہوگا (**شکل 2.8**)۔

شکل 2.8: چینی کے فاضل ذخائر

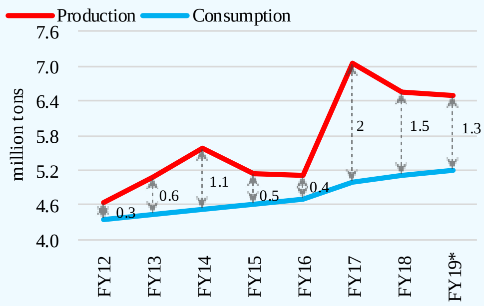

Data source: Pakistan Bureau of Statistics, Ministry of Industries and Production, USDA

---

[12] پاک عرب فرٹیلائزر پلانٹ یوریا کے علاوہ سی اے این اور این پی مصنوعات کی بھی خاصی مقدار پیدا کرتا ہے۔ آر ایل این جی۔ سی این جی مکس کے لیے حکومت کے اعلان کردہ 40-60 فیصد فارمولے کے تحت اس کا اس مکس پر آپریشن اب بھی ناقابل عمل ہے۔

[13] اعداد و شمار کا ماخذ: یو ایس ڈی اے

شکل2.9: پیٹرولیم کی مصنوعات وار نمو۔ پہلی ششماہی

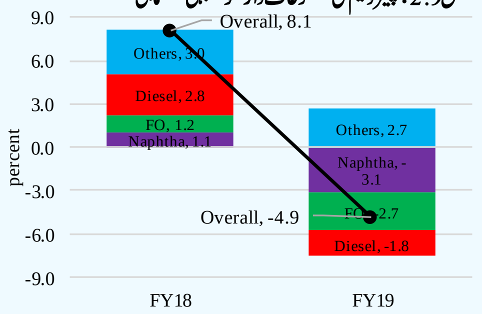

Data source: Pakistan Bureau of Statistics and author's calculations

کچل کاری کے رواں موسم کے آغاز سے قبل پاکستان میں 3 ملین چینی کا غیر فروخت شدہ ذخیرہ تھا۔ چونکہ حکومت گنے کی قیمت کے تعین پر کچھ کنٹرول رکھتی ہے اس لیے مل مالکان کے لیے مارکیٹ کے نرخوں پر اپنا تمام خام مال خریدنا کسی قدر مشکل ہو گیا۔ اس وجہ سے مالی سال 19ء میں ملکی پیداواری لاگت بھی بلند رہی۔ اپنے اضافی ذخیرے کے لیے دیگر منڈیوں تک مل مالکان کی عدم رسائی کے ساتھ مہنگی لاگت نے چینی کی بہتات کی صورتِ حال کو ناپائیدار بنادیا ہے۔

اس دوران قیمتوں کے تعین کا طریقہ کار مل مالکان، کاشت کاروں اور صوبائی حکومتوں کے درمیان نزاع کا باعث رہا اور موجودہ کچل کاری کے موسم میں بھی فریقوں کو نقصان ہوتا رہا۔ پنجاب اور سندھ کی حکومتوں نے گنے کی قیمت 180 روپے اور 182 روپے فی 40 کلو گرام مقرر کی جبکہ مل مالکان چینی کی بین الاقوامی قیمتوں کے متوازی کم نرخوں کے خواہاں تھے۔ مذکورہ بالا غیر تصفیہ شدہ مسائل کے ساتھ تاخیر سے کچل کاری کے آغاز کی بنا پر چینی کی صنعت کے امکانات خوش آئند نہیں۔[14]

مزید برآں، چینی کو ایتھانول سے بدلنے کی ضرورت ہے جسے آکٹین کی ریٹنگ بڑھانے اور اخراج کم کرنے کے لیے گیسولین کے ساتھ آمیز کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح اس میں امکان ہے کہ درآمد شدہ فوسل فیولز پر ملک کا انحصار کم ہو جائے۔

ٹیکسٹائل

ٹیکسٹائل کے شعبے کی کارکردگی کم رہی اور مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں اس کی پیداوار 0.2 فیصد کم ہو گئی۔ پچھلے برس برآمدات پر ڈیوٹی نرم کیے جانے کے نتیجے میں ٹیکسٹائل کا شعبہ 0.7 فیصد کی معمولی نمو حاصل کر سکا تھا۔

برآمدی صنعت کو کمبوڈیا اور بنگلہ دیش جیسے برآمد کنندگان کی شکل میں سخت مسابقت کا سامنا ہے۔ نتیجتاً بُنے ہوئے کپڑوں اور تیار ملبوسات جیسی قدر اضافی کی حامل اشیا کے حجم میں اضافہ کم برآمدی قیمتوں پر ہوتا ہے جس سے مجموعی اثر کم ہو جاتا ہے۔ کپاس کی ملکی

[14] دیکھیے مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی رپورٹ میں باکس 2.3: گنا۔ علامتی قیمت بندی کا خمیازہ۔

شکل 2.10: ذرائع سے بجلی کی پیداوار کا اوسط حصہ–پہلی ششماہی

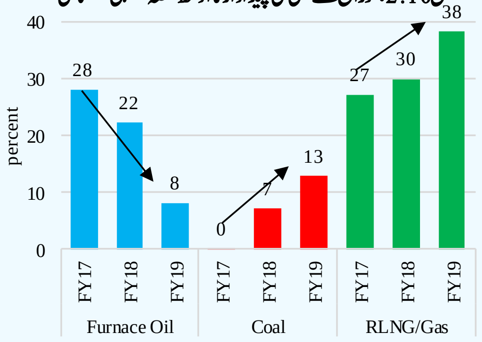

Data source: National Electric Power Regulatory Authority

پیداوار میں نمایاں کمی کی بنا پر برآمدات بڑھانا اور بھی دشوار ہے۔ اس سے پیداواری لاگت بڑھ گئی ہے کیونکہ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی کے مقابلے میں کپاس کی عالمی اوسط قیمت 10.7 فیصد بڑھ گئی۔

پیٹرولیم مصنوعات

معاشی سرگرمی میں سست روی کے علاوہ ملک میں توانائی کی پیداوار کی بدلتی ہوئی حرکیات کے پیٹرولیم کی صنعت کے لیے منفی مضمرات ہیں۔ نتیجے کے طور پر مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران پیٹرولیم کی صنعت میں 4.9 فیصد کی کمی دیکھی گئی۔ وسیع البنیاد کمی اس حقیقت سے عیاں ہے کہ موٹر اسپرٹ کے سوا تمام اہم مصنوعات کی پیداوار میں کمی دیکھی گئی (**شکل 2.9**)۔

توانائی کے اجزا میں نئے ایندھنوں آر ایل این جی اور کوئلے کی شمولیت سے پیٹرولیم گروپ کا توازن تبدیل ہوگیا ہے۔ پیٹرولیم کی صنعت کی مجموعی کمی ملکی پیداوار سے ظاہر ہے تاہم آر ایل این جی کی درآمدات میں نمایاں اضافہ دیگر پیٹرولیم مصنوعات خصوصاً فرنس آئل کی کمی کو پورا کررہا ہے۔ یہ عمل حکومت کے گذشتہ برس کے مہنگے فرنس آئل کو چھوڑ کر بجلی کی پیداوار کے لیے سستی گیس کی طرف راغب ہونے کے اقدام سے ہم آہنگ ہے۔ فرنس آئل سے چلنے والے بجلی گھروں سے بجلی کی پیداوار میں 60.0 فیصد کمی کے نتیجے میں فرنس آئل کی پیداوار 2.7 فیصد گھٹ گئی۔ اس دوران مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران میں متبادل فوسل فیول کی درآمدات تیزی سے بڑھیں۔ بجلی کی پیداوار کے لیے فرنس آئل کے استعمال میں 14 فیصد کمی کی درآمد شدہ گیس اور کوئلے کی زیادہ پیداوار سے مکمل تلافی ہوگئی (**شکل 2.10**)۔

دواسازی

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران دواؤں کی پیداوار میں 10.0 فیصد کی وسیع البنیاد کمی دیکھی گئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 5.1 فیصد نمو ہوئی تھی۔ صنعتی ذرائع اس ناقص کارکردگی کا سبب دواؤں کی قیمت کے تعین کی نامناسب پالیسی کو قرار دیتے ہیں جس میں پیداکنندگان کو ڈرگس ایکٹ 1976ء کے تحت منظوری کے لیے طویل تاخیر کا سامنا ہوتا ہے (**باکس 2.2**)۔ اس ایکٹ کے تحت مصنوعات کی رجسٹریشن، نرخ کے تعین، تعین نو اور پیکیجنگ کے لیے وفاقی کابینہ کی منظوری درکار ہوتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ دواسازی کی صنعت کا انحصار درآمد شدہ سامان (95 فیصد) پر ہے اور کرنسی کی قدر میں کئی بار کمی کی بنا پر اس کی مصنوعات کی لاگت بڑھ گئی ہے۔ بڑھی ہوئی لاگت نے بعض مصنوعات کی پیداوار کو موجودہ نرخوں پر ناقابل عمل بنا دیا ہے جس سے پیداوار بری طرح متاثر ہوئی ہے۔ عام طور پر نرخوں کے تعین کی منظوری کا عمل طویل ہوتا ہے۔ دواؤں کی دستیابی کی تشویشناک صورتِ حال کے پیشِ نظر ضابطہ کار نے نرخوں میں کچھ ردّوبدل کی اجازت دی۔

باکس 2.2: دواؤں کی قیمتوں کے تعین کی پالیسی اور دواسازی کا شعبہ

1976ء کے ڈرگس ایکٹ کے نفاذ کا ادارہ ڈرگ ریگولیٹری اتھارٹی آف پاکستان (ڈریپ) ہے۔ یہ قانون مناسب قیمتوں پر ادویات کی دستیابی کو یقینی بنانے کے لیے جاری کیا گیا تھا۔ ڈریپ کا اختیار دواؤں کی منڈی کے تمام پہلوؤں پر ہے۔ اگرچہ موجودہ پالیسیوں کے تحت قیمتیں زیادہ تر درمیانی مدت میں مہنگائی سے ہم آہنگ رہی ہیں تاہم نرخوں کے تعین کی پالیسی نجی شعبے اور ضابطہ کار کے درمیان عدم اتفاق کا سبب ہے۔

نرخوں کے ردوبدل میں طویل تاخیر کے باعث بیرونی اور ملکی سرمایہ کار دواسازی کے شعبے میں سرمایہ کاری سے گریزاں ہوگئے ہیں۔[15] ہر دوا کی پیداوار کی لاگت کی بنیاد پر حکومت دواؤں کی زیادہ سے زیادہ قیمت کا تعین کرتی ہے۔ ایک عام دوا کی قیمت کے تعین میں طویل ضابطہ کارانہ طریقہ کار سے گذرنا ہوتا ہے (عموماً ایک سے دو سال)۔ اس عمل میں بالآخر وفاقی کابینہ کی منظوری درکار ہوتی ہے۔

یہ صنعت شرح مبادلہ کے خطرے سے بہت زیادہ دوچار ہوتی ہے۔ پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کا اس صنعت پر براہ راست اثر پڑتا ہے۔ اس کی نفع آوری کم ہو جاتی ہے کیونکہ پیداکنندگان کو اپنی مصنوعات کی قیمتوں میں بروقت اور متناسب اضافہ کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ قیمتوں کے موخر ردوبدل کی بنا پر درآمد شدہ سامان پر انحصار اس صنعت کی نمو کے امکانات کو محدود کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

ماضی پر نظر ڈالتے ہوئے قیمتوں کا تجزیہ کیا جائے تو نرخوں کی ردوبدل کے حوالے سے دلچسپ امور کا انکشاف ہوتا ہے یعنی دواؤں کی پست مہنگائی کا طویل عرصہ اور اس کے بعد نمایاں اضافے کی مدت۔ نرخوں میں یہ درستی حالیہ دور میں زیادہ سامنے آتی رہی ہے (**دیکھیے شکل 2.2.1**)۔

اس سلسلے میں ڈریپ نے 2018ء میں ادویات کے نرخوں کے تعین کے لیے ایک نئی پالیسی جاری کی۔ تاخیر کے مسئلے سے نمٹنے کے لیے دواؤں کی ملکی قیمتوں کو بھارت اور بنگلہ دیش میں اسی برانڈ کی خوراک اور مقدار کی اوسط قیمت سے منسلک کر دیا گیا۔[16] مزید یہ کہ پالیسی کے تحت مہنگائی کی سالانہ شرح کے 70 فیصد کے مساوی زیادہ سے زیادہ 7 فیصد کی حد کے ساتھ قیمتوں میں سالانہ اضافے کی اجازت دی گئی۔

[15] جانسن اینڈ جانسن، برسٹل مییرز اسکوئب اور ایم ایس ڈی نے اطلاع کے مطابق پاکستان میں ضابطہ کاری کے مسائل کے باعث اپنی سرگرمیاں بند کر دی ہیں۔

[16] ڈریپ کی ادویات کے نرخوں کے تعین کی پالیسی 2018ء

اگرچہ تازہ ترین پالیسی میں پچھلی پالیسی کی نسبت نرم لہجہ اختیار کیا گیا ہے تاہم اس میں اب بھی مسائل ہیں۔ اوّل، یہ قابل ذکر ہے کہ پاکستان کے مقابلے میں بھارت میں لاگت کی حرکیات بہت مختلف ہیں کیونکہ یہ جزک دواؤں اور ان کے خام مال کے سب سے بڑے پیداکنندگان اور برآمدکنندگان میں شامل ہے۔[17] دوسری جانب پاکستان کی دواسازی کی صنعت کا درآمدات پر بہت زیادہ انحصار ہے اور وہ بہت زیادہ دروں بین ہے۔[18]

شکل 2.2.1: دواؤں کی مہنگائی بمقابلہ مجموعی مہنگائی

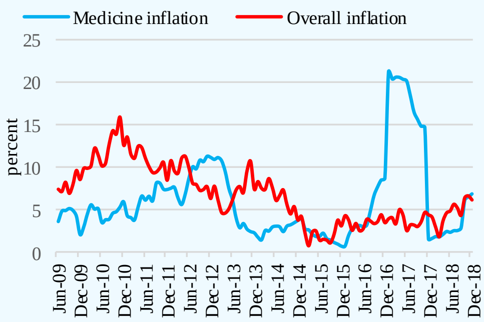

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

دوم، ادویات کی نرخوں کے تعین کی تازہ ترین پالیسی میں بیرونی کرنسی کے اتار چڑھاؤ کی صورت میں قیمتوں کے ردوبدل کے بارے میں کچھ نہیں کہا گیا۔ چونکہ خام مال کی درآمد بھارت اور بنگلہ دیش سے بیشتر مختلف علاقوں سے ہو رہی ہے اس لیے بیرونی خطرہ کم کرنے میں یہ پالیسی غیر مؤثر ہو جاتی ہے۔

پست ضوابطی فریم ورک کے علاوہ ایک اور اہم عامل اس صنعت کے لیے حکومتی اعانت کا فقدان ہے خصوصاً تحقیق وترقی کے لیے[19] جو یوایس فوڈ اینڈ ڈرگ ایڈمنسٹریشن (ایف ڈی اے) سے بین الاقوامی توثیق کی منظوری حاصل کرنے کے لیے درکار ہوتی ہے۔ یہ توثیق ترقی یافتہ ممالک کو جہاں منافع کا مارجن زیادہ ہے ادویات برآمد کرنے کے لیے لازمی شرط ہے۔ اس کے مقابلے میں بھارت میں جدید ترین تحقیقی تجربہ گاہیں ہیں۔ وہ پیٹنٹ کی میعاد ختم ہوتے ہی بسرعت ایف ڈی اے سے منظوری حاصل کرکے فائدے میں رہتا ہے۔ نتیجے کے طور پر بھارت کی دواسازی کی صنعت کو نہ صرف کفایت حجم حاصل ہو گئی ہے بلکہ وہ زرمبادلہ کمانے میں بھی معاون ہے۔

2.4 خدمات

شعبہ خدمات نے پاکستان کے جی ڈی پی میں اپنے غالب حصے (60 فیصد) کے علاوہ روزگار کی فراہمی کے لحاظ سے شعبہ زراعت کے ساتھ اپنے فرق کو بھی کم کر دیا ہے جس سے معاشی نمو میں اس کی بڑھتی ہوئی اہمیت واضح ہوتی ہے (**شکل 2.11**)۔ یہ بات اپنی جگہ لیکن پراکسی اظہاریوں سے مسلسل یہ اشارہ ملتا رہا کہ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں شعبہ خدمات کی سرگرمیوں میں کچھ اعتدال دیکھنے میں آیا ہے (**جدول 2.7**)۔

[17] ماخذ: http://www.worldstopexports.com/drugs-medicine-exports-country/

[18] پاکستان نے 1.1 ارب ڈالر کی دواسازی کی مصنوعات درآمد کیں۔

[19] تحقیق وترقی کے نام پر حکومت دواساز فرموں سے ان کے منافع کا کچھ حصہ ایک خاص فیصدی شرح سے وصول کرتی ہے۔

شکل 2.11: روزگار بلحاظ شعبہ

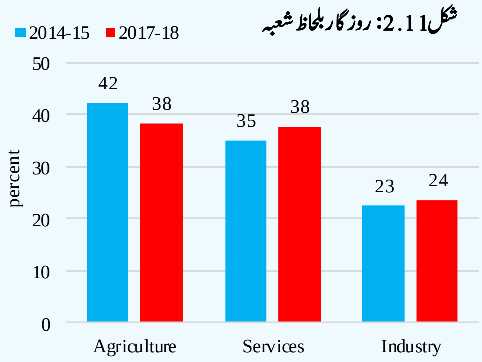

Data source: Pakistan Labor Force Survey 2017-18

تھوک اور خردہ تجارت کے جز میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی کا زوال درآمدات کی سست روی کے ساتھ دوسری سہ ماہی میں جاری رہا۔ جہاں تک قرضوں کا تعلق ہے، تھوک فروشوں کو بینکوں کی قرض گاری مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں پچھلے سال سے زیادہ تھی۔[20] تاہم خردہ فروشوں کی قرض لینے کی سرگرمیاں مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی کی نسبت رواں سال کی پہلی ششماہی میں قدرے کم رہیں جس سے خردہ فروشی کی سرگرمیوں میں سست روی کی عکاسی ہوتی ہے۔[21] مزید یہ کہ تھوک اور خردہ کاروبار دونوں میں قرض قلیل مدت کے لیے لیا جاتا ہے جبکہ درآمد کنندگان کی قرضے کی ضروریات خاص طور پر کمزور روپے کے پیش نظر بڑھ رہی ہیں۔ اس کے مقابلے میں تھوک اور خردہ تاجروں کی جانب سے معینہ سرمایہ کاری کے لیے طویل مدت قرض گیری مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران پچھلے سال سے کم تھی جس کے پورے سال کے لیے منسلکہ خدمات کے حوالے سے مضمرات ہوسکتے ہیں۔

جہاں تک ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کا تعلق ہے، کمرشل گاڑیوں کی فروخت اور ٹرانسپورٹ کے شعبے کو پیٹرولیم کی فروخت میں سست روی، جو پچھلی سہ ماہی میں نمایاں تھی، اب اس میں توسیع آئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس جز میں قرضے کا استعمال بھی مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران سست ہوگیا۔ اس کی بنیادی وجہ ٹیلی مواصلات کے شعبے کی جانب سے قرض گیری میں کمی تھی، خصوصاً طویل مدت، معینہ سرمایہ کاری قرضوں کی خالص واپسی ہوئی۔[22]

اس دوران مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران پچھلے سال کی نسبت مالیات اور بیمے کے جز کی بینک نفع آوری میں اضافہ دیکھا گیا۔ ساتھ ہی اثاثہ جات کے معیار میں کچھ بگاڑ بھی آیا اور آخر دسمبر 2018ء تک غیر فعال قرضے بڑھ کر 110.1 ارب روپے ہوئے جبکہ ایک

[20] علی الخصوص مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں تھوک اور کمیشن کی تجارت کرنے والی فرموں نے 41.1 ارب روپے قرض لیے جبکہ پچھلے سال کی اسی مدت میں 29.6 ارب روپے لیے تھے۔

[21] مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں خردہ کاروبار کرنے والے اداروں نے کمرشل بینکوں سے 13.4 ارب روپے قرض لیے جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں 14.3 ارب روپے لیے تھے۔

[22] ٹیلی مواصلات شعبے کو بینک کے قرضوں کے حوالے سے مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں 5.8 ارب روپے کی خالص واپسی ہوئی جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں 8.7 ارب روپے کی قرض گیری ہوئی تھی۔

سال پہلے 75.6 ارب روپے تھے۔ تاہم یہ بگاڑ چند شعبوں تک محدود رہا۔ مجموعی طور پر کل انفیکشن تناسب (یعنی مجموعی قرضوں کے تناسب کے لحاظ سے غیر فعال قرضے) کا زوال کا رجحان جو کئی سال سے جاری ہے برقرار رہا۔ نمایاں مستثنیات چینی اور زرعی کاروبار کے شعبے تھے جن کے شعبہ جاتی تناسبات دسمبر 2018ء تک ایک سال پہلے کے مقابلے میں مزید بگڑ گئے۔[23] نیز اگرچہ 'جوتوں اور چرمی ملبوسات' کے شعبے کا انفیکشن تناسب گذشتہ سال سے کم تھا تاہم یہ پھر بھی بلند رہا۔[24]

جدول2.7: شعبہ خدمات کے اظہاریے (پہلی ششماہی)

	م س18ء	م س19ء
تھوک اور خردہ تجارت (34.4%)		
بڑے پیمانے کی اشیاسازی (پہلی ششماہی؛ سال بسال نمو)	6.6	-1.5
درآمدات (ارب ڈالر)	28.7	28.0
ذیلی شعبے میں قرض کا استعمال- بہاؤ (ارب روپے)	43.9	54.5
زرعی قرضہ (تقسیم، ارب روپے)	431.9	527.3
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات (20.0%)		
کمرشل گاڑیوں کی فروخت (یونٹس)	28,955	24,559
ٹرانسپورٹ کے شعبے کو پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت ملین- میٹرک ٹن	7.9	7.2
ذیلی شعبے میں قرض کا استعمال- بہاؤ (ارب روپے)	17.4	5.9
سیلولر ٹیلی گنجائیت (فیصد)	72.7	73.9
براڈ بینڈ استعمال کنندگان (ملین)	50.5	63.8
مالیات اور بیمہ (3.6%)		
اثاثہ جات (ارب روپے)*	18,341.5	19,682.1
امانتیں (ارب روپے)*	13,011.8	14,254.2
منافع بعد از ٹیکس (ارب روپے)	67.9	73.0
خالص غیر فعال قرضے (ارب روپے)*	75.6	110.1
عمومی حکومتی خدمات (14.2%)		
عمومی حکومت اور دفاع پر اخراجات** (ارب روپے)	1,526.7	1,809.5

نوٹ: خطوط وحدانی میں دی گئی رقوم م س18ء تک شعبہ خدمات کے اندر مختلف شعبہ جاتی حصوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ بقیہ ہاؤسنگ خدمات (10.0 فیصد) اور دیگر نجی خدمات (17.8 فیصد) پر مشتمل ہے۔

* اسٹاک، علی الترتیب آخر دسمبر 2017ء اور 2018ء تک

** صرف وفاقی حکومت

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک، پاکستان دفتر شماریات، او سی اے سی، پاما، پی ٹی اے اور وزارت خزانہ

[23] چینی اور زرعی کاروبار کے شعبہ جاتی تناسبات دسمبر 2017ء میں بالترتیب 5.9 فیصد اور 6.6 فیصد سے بڑھ کر آخر دسمبر 2018ء میں 17.2 فیصد اور 8.3 فیصد ہو گئے۔ چینی کے شعبے کے غیر فعال قرضوں میں اضافے پر مفصل بحث کے لیے اسٹیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال19ء (تیسرا باب: زری پالیسی اور مہنگائی) ملاحظہ کیجیے۔

[24] دسمبر 2018ء میں جوتے اور چرمی ملبوسات کا انفیکشن تناسب 16.8 فیصد تھا جبکہ دسمبر 2017ء میں 18.7 فیصد رہا تھا۔

3 مہنگائی اور زری پالیسی

3.1 عمومی جائزہ

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کی پوری مدت میں معاشی استحکام کو مہنگائی کے بڑھتے ہوئے دباؤ، جڑواں خساروں کی بلند سطح اور زرِ مبادلہ کے کم ذخائر کے چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑا (**شکل** 3.1)۔ اہم بات یہ ہے کہ مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں قوزی مہنگائی کے دباؤ میں مزید شدت آگئی، جس کی پیمائش صارف اشاریہ قیمت کے غیر غذائی غیر توانائی جز سے کی جاتی ہے (**شکل** 3.2)۔ مخفی طلب کے تسلسل کے علاوہ اس کی عکاسی شرح مبادلہ کی قدر میں کمی اور ایندھن کی بلند قیمتوں کے اشیا اور خدمات کی بڑی تعداد تک لاگتی دباؤ کے پھیلاؤ سے ہوتی ہے۔

شکل 3.1: اہم پالیسی اظہاریوں کا رجحان

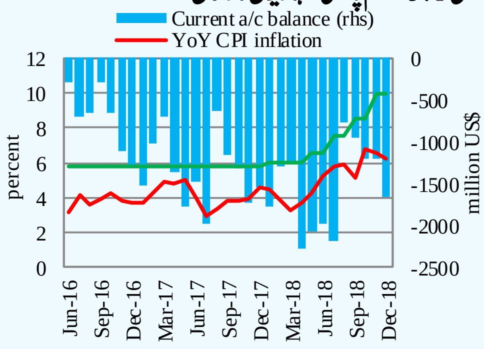

Data source: State Bank of Pakistan and Pakistan Bureau of Statistics

دوسری سہ ماہی کے دوران خاص طور پر ٹرانسپورٹ خدمات، کاروں، دواسازی، ملبوسات اور جوتوں کی قیمتوں میں مضبوط ردّوبدل دیکھا گیا جس کا اہم سبب ان شعبوں میں درآمدی اجزا کے استعمال کی بلند سطح ہے۔ مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں عمومی مہنگائی میں ہونے والے 6.5 فیصد کے مجموعی اضافے میں قوزی مہنگائی کا حصہ 4.2 فیصدی درجے رہا۔ سہ ماہی میں قدرتی گیس کے نرخ میں بلند اضافے کے ساتھ ساتھ موٹر ایندھن (خاص طور پر سی این جی) کی قیمتوں میں اضافے نے عمومی مہنگائی کو بڑھا دیا۔ چونکہ صنعتی شعبے کے ایندھن کی ضروریات کا 37 فیصد قدرتی گیس سے پورا کیا جاتا ہے، اس لیے گیس کی قیمت میں اضافے کے کئی شعبوں پر مضبوط اثرات مرتب ہونے کی توقع تھی۔ قیمتوں میں اضافے کے خطرات نے اکتوبر 2018ء سے خام

شکل 3.2: غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی میں سال بسال تبدیلی

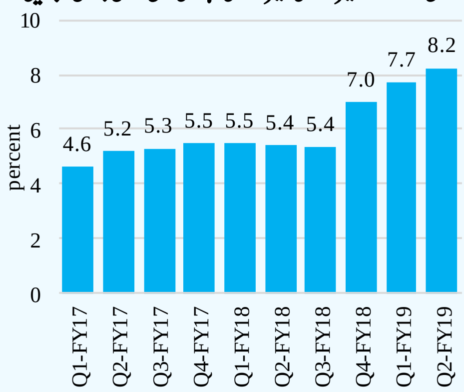

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

تیل کی عالمی قیمتوں میں آنے والے اعتدال کا مثبت اثر زائل کر دیا۔ لہٰذا، نومبر 2018ء کے مہینے میں زری پالیسی کمیٹی کے اجلاس کے انعقاد کے وقت پورے سال کے لیے اسٹیٹ بینک کی مہنگائی کی پیش گوئی کسی تبدیلی کے بغیر 6.5 فیصد تا 7.5 فیصد کی حد میں رہی، جو اس کے 6 فیصد ہدف سے زیادہ ہے۔

مذکورہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے زری پالیسی کمیٹی نے پالیسی ریٹ میں مزید 150 بی پی ایس کا اضافہ کرتے ہوئے اسے 10.0 فیصد کر دیا۔ پالیسی ریٹ پر نظر ثانی کے علاوہ کمیٹی نے وسط مدت میں ادائیگیوں کے توازن کے بار بار سامنے آنے والے مسائل پر قابو پانے کے لیے تزویراتی سطح کے بعض اقدامات بھی تجویز کیے۔ کمیٹی نے پائیدار معاشی نمو کے لیے سازگار حالات کی تخلیق میں مالیاتی پالیسی کے معاون کردار کی ضرورت پر بھی زور دیا۔

جدول 3.1: انتظام سیالیت کے اظہاریے

		بازار زر کے سودوں تعداد	ڈسکاؤنٹنگ کی تعداد	سیلنگ کی سہولت (ارب روپے)	فلور کی سہولت (ارب روپے)	بازار زر کے اوسط واجب الادا سودے (ارب روپے)	شبینہ نرخوں کا پالیسی ریٹ سے اوسط انحراف (بی پی)
اکتوبر	2017	7	4	67.0	13.5	1,428.0	6
	2018	11	7	265.3	82.5	-418.3	-17
نومبر	2017	9	3	45.9	-	1,511.2	0
	2018	20	3	54.6	-	-1,008.5	-5
دسمبر	2017	8	5	150.4	38.5	1,651.6	14
	2018	10	8	280.8	-	629.9	25

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

مالی سال 19ء میں مؤخر الذکر عامل بے حد اہمیت اختیار کر چکا ہے کیونکہ مالیاتی صورتِ حال کے باعث زری انتظام کی انجام دہی اور اثر انگیزی کو کئی چیلنجوں کا سامنا ہے۔ خصوصاً، سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام[1] میں کٹوتی کے باوجود مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں مجموعی مالیاتی خسارہ بلند رہا۔ اس نے نہ صرف ملکی طلب پر زری سختی کا اثر جزوی طور پر زائل کر دیا بلکہ بینکاری نظام سے میزانیہ قرضوں کی بلند سطح کے باعث مالی سیالیت کے انتظام کو بھی دشوار بنا دیا۔ اس کے نتیجے میں اسٹیٹ بینک نے مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران بازار زر کے سودوں (دونوں سمتوں میں) کے ذریعے بین البینک منڈی میں زیادہ جارحانہ مداخلت کی، جبکہ مالی سال 18ء کی دوسری سہ ماہی کے مقابلے میں بینکوں نے اسٹیٹ بینک کی ڈسکاؤنٹ ونڈو سے زیادہ باقاعدگی سے رجوع کیا (**جدول 3.1**)۔

[1] مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام میں گذشتہ برس کی اسی مدت کی نسبت 37.5 فیصد کمی واقع ہوئی۔

شکل 3.3 : اہم خام مال میں مہنگائی (تھوک اشاریہ قیمت اور صارف اشاریہ قیمت: پہلی ششماہی)

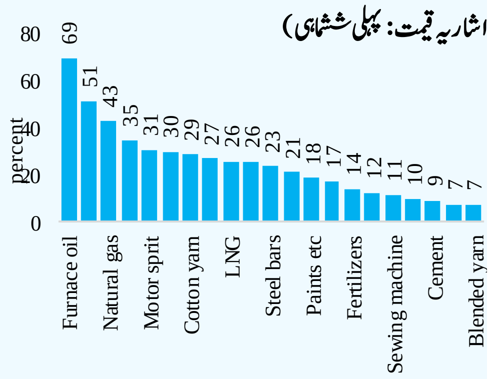

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

ان حالات کے قرضہ منڈی کی صورتِ حال کے ساتھ ساتھ قرض دینے کی شرحوں تک پالیسی ریٹ میں تبدیلیوں کی ترسیل کے لیے بھی مضمرات تھے۔ خصوصاً، سہ ماہی کے ابتدائی دو مہینوں میں حکومتی قرض گیری کا سارا بوجھ اسٹیٹ بینک کو برداشت کرنا پڑا کیونکہ بینک دستیاب شرح ہائے سود پر اپنی میعاد مکمل کرنے والی سرمایہ کاریوں کے اجرائے ثانی پر آمادہ نہیں تھے۔ ان دو مہینوں میں حکومت نے بینکوں کو 1.3 ٹریلین روپے کا قرضہ واپس کیا۔ اس کے نتیجے میں بین البینک منڈی میں اضافی سیالیت دستیاب رہی، جس کی وسعت کا اندازہ بازار زر کے سودوں کی اوسط ماہانہ واجب الادا پوزیشن سے بھی لگایا جاسکتا ہے جو اکتوبر 2018ء میں 53 مہینوں کی مدت کے بعد خالص انجذاب میں تبدیل ہوگئے۔ تاہم بینکوں نے دسمبر میں ٹی بل کی نیلامیوں (پالیسی ریٹ میں 30 نومبر کو اضافے کے بعد) میں سرگرمی سے شرکت کی، جس سے حکومت، اسٹیٹ بینک کو قرض واپس کرنے کے قابل ہو سکی۔ اس مہینے میں بینکوں کی امانتوں میں بھی تیزی سے اضافہ (378.5 ارب روپے) ہوا، جس سے بین البینک سیالیت کو اعانت ملی۔ اس لیے پوری سہ ماہی میں بینک نجی شعبے کے قرضوں میں اضافے کے لیے کوشاں رہے۔

تاہم، نجی شعبے میں قرضوں کی مجموعی طلب کے حالات خاص طور پر معین سرمایہ کاری قرضوں کے لیے سازگار نہیں تھے۔ چند کاروباری اداروں نے معیشت کا ایک طویل مدتی طرزِ فکر اختیار کرتے ہوئے سہ ماہی میں نئی سرمایہ جاتی سرگرمیاں انجام دیں جبکہ پہلے حاصل کردہ قرضوں (خاص طور پر غیر اشیاساز شعبوں میں) کی واپسی کا مقررہ وقت بھی ہونے والا تھا۔ جہاں تک جاری سرمائے کے قرضوں کا تعلق ہے تو معیشت میں پھیلے ہوئے لاگتی دباؤ کے باعث اگرچہ نامیہ قرضوں کی ضروریات بہت زیادہ ہیں تاہم ان کی طلب چند قرض گیروں میں مرتکز رہی (مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران قرضوں کی درخواستوں میں 25.6 فیصد سال بسال کمی آئی)۔[2]

مثلاً، خاص طور پر ٹیکسٹائل اور باسمتی چاول جیسی برآمدی نوعیت کی صنعتوں میں جاری سرمائے کے قرضوں کی طلب مضبوط رہی۔ ان دونوں شعبوں میں خام مال کی خریداریوں کی سطح کافی بلند رہی کیونکہ ترقی یافتہ معیشتوں میں ان مصنوعات کی طلب میں بہتری آگئی تھی۔ کرنسی کی قدر میں کمی کے حالات میں خام مال (جیسے کپاس اور درآمدی کیمیکلز) کی قیمتوں میں اضافے اور ان فرموں کے ری فنڈز کے زیر

[2] نامیہ ضروریات فی درخواست گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں دگنی رہیں۔

شکل 3.4: بازارزر کی اہم شرحوں کا رجحان

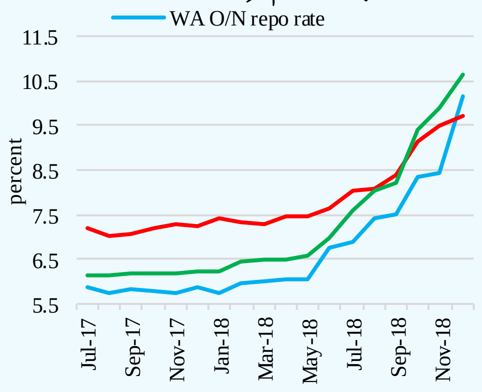

Data source: State Bank of Pakistan

التوادعووں کے باعث نقدر قوم کے بہاؤمیں مشکلات کی وجہ سے ان خریداریوں نے بینک سے قرض گیریوں پر نمایاں اثرات مرتب کیے۔

درخواستوں کی تعداد میں کمی کے سبب بینکوں کے درمیان اپنی کتابوں پر مستحکم کمپنیوں کے اثاثے درج کرنے کے لیے سخت مسابقت بر قرار رہی جس سے کاروباری اداروں کو قیمتوں کے تصفیے پر بہتر سودے بازی کا موقع مل گیاجو قرض گاری کی خردہ شرحوں پر شبینہ نرخوں کے اثر میں کمی کا باعث بنا(**شکل 3.4**)۔ اس کے نتیجے میں گذشتہ برس کی اسی سہ ماہی کے مقابلے میں نجی قرضوں میں دگنا اضافہ ہو گیا(**شکل 3.5**)۔

مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں حکومتی قرضوں میں تیزی سے اضافے کے ساتھ نجی قرضوں کے استعمال کی بلند سطح کے نتیجے میں بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں میں خاصا اضافہ ہو گیا(**جدول 3.2**)۔ یہ اضافہ بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں میں کمی کی تلافی کے لیے کافی تھااور یہ سہ ماہی کے دوران بلند زری توسیع پر منتج ہوا۔

شکل 3.5: نجی شعبے کو قرضوں کا ششماہی بہاو

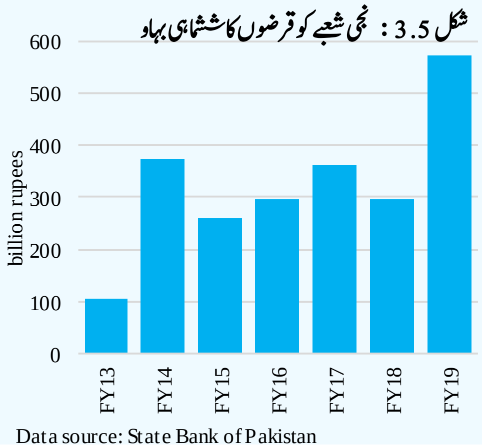

Data source: State Bank of Pakistan

3.2 حکومتی قرض گیری

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران بینکاری نظام سے خالص میزانی قرض گیری گذشتہ برس کے مقابلے میں دگنے سے بھی زیادہ اضافے کے ساتھ بڑھ کر کئی برسوں کی بلند ترین سطح 650.6 ارب روپے تک پہنچ گئی۔ اس رقم کا بڑا حصہ مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں لیا گیاجب بیرونی قرضوں میں تیزی سے کمی کے ساتھ مالیاتی خسارے میں اضافے نے ملکی ذرائع سے حکومت کی فنڈنگ کی ضروریات کو بڑھا دیا تھا۔ بینکاری نظام میں

جدول 3.2: زری مجموعے

ارب روپے	م س18ء			م س19ء		
	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی ششماہی	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی ششماہی
خالص میزانیہ قرض گیری	369.9	-56.7	313.2	84.6	566.0	650.6
اسٹیٹ بینک سے	201.2	-203.9	-2.7	1518.3	-261.2	1257.1
جدولی بینکوں سے	168.7	147.2	315.9	-1433.7	827.3	-606.5
نجی شعبے کا قرضہ	-37.4	333.7	296.3	127.9	442.5	570.4
پبلک سیکٹر انٹرپرائزز کو قرضہ	5.1	60.9	66.0	60.7	84.4	145.1
دیگر اجزا (خالص)	-130.6	-21.9	-152.5	-91.8	66.5	-25.3
خالص ملکی اثاثے	170.2	340.6	510.8	171.0	1,087.5	1,258.4
خالص بیرونی اثاثے	-258.6	84.2	-174.4	-148.5	-532.6	-681.2
زر کی رسد (ایم ٹو)	-88.4	424.8	336.4	22.4	554.8	577.3
زر بنیاد	-134.7	151.5	16.8	-31.0	198.5	167.5

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

دوسری سہ ماہی کے دوران قابل ذکر تبدیلی دسمبر 2018ء کے مہینے میں میزانی قرضوں کے اجزائے ترکیبی کا بدلنا تھا۔ حکومت نے مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی میں اسٹیٹ بینک سے بھاری قرضے لے کر 1.4 ٹریلین روپے جدولی بینکوں کو واپس کیے جبکہ مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں اس نے کمرشل بینکوں سے 827.3 ارب روپے قرض لے کر اسٹیٹ بینک کے قرضوں کے ایک حصے کی ادائیگی کی۔ یہ تبدیلی نومبر 2018ء میں پالیسی ریٹ میں اضافے (اس کے ساتھ شرح سود میں پہلے کیا گیا ردوبدل) کے بعد ٹی بل کی نیلامیوں میں بینکوں کی دوبارہ دلچسپی پیدا ہونے سے رونما ہوئی، جس سے انہیں دسمبر 2018ء کی ٹی بلز نیلامیوں میں فعال شرکت کی ترغیب ملی۔

اس کے نتیجے میں مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں ٹی بلز کی عرصیت کی خالص قبولیتیں بڑھ کر 1.0 ٹریلین روپے تک پہنچ گئیں (**جدول 3.3**)۔ تاہم، بینکوں نے اپنی بولیوں کے محتاط رجحان کو برقرار رکھا کیونکہ انہوں نے شرح سود میں مزید اضافے کی توقع میں اپنی بیشتر بولیاں سہ ماہی ٹی بلز کے لیے دیں۔ آخر دسمبر 2018ء تک ششماہی اور بارہ ماہی تمسکات میں بینکوں کی تقریباً تمام سرمایہ کاریوں کی میعاد مکمل ہوگئی تھی اور ٹی بلز کا تقریباً سارا 5.4 ٹریلین روپے کا جزدان سہ ماہی تمسکات پر مشتمل تھا۔

مزید برآں، زری سختی کے موجودہ چکر کے آغاز سے ہی یہ واضح ہوچکا ہے کہ زری پالیسی فیصلوں کے فوراً بعد ہونے والی پہلی نیلامی کے بعد سہ ماہی تمسکات کی بولی میں بینکوں کی شرکت کم ہوجاتی ہے۔ اس حکمت عملی سے بینکوں کو بڑھتی ہوئی شرح سود کے حالات میں خطرۂ شرح سود کو کم سے کم رکھنے میں مدد ملی ہے۔ اسٹیٹ بینک تب سے اضافی سیالیت کو جذب کررہا ہے تاکہ شبینہ نرخوں کو پالیسی ریٹ کے

جدول 3.3: حکومتی تمسکات کی نیلامی کا خاکہ (عرفی مالیت)

ارب روپے

	ٹی بلز			پی آئی بی۔ معین شرح			پی آئی بی رواں شرح		
	ہدف	پیشکش*	قبولیت	ہدف	پیشکش*	قبولیت	ہدف	پیشکش*	قبولیت
خام لحاظ سے									
پہلی سہ ماہی۔ م س18ء	3,900.0	4,511.2	4,406.3	300.0	104.1	55.6	–	–	–
دوسری سہ ماہی م س18ء	3,600.0	4,586.5	3,601.2	200.0	54.3	0.0			
پہلی سہ ماہی م س19ء	5,450.0	5,119.0	4,687.0	150.0	64.1	20.6	150.0	151.5	108.3
دوسری سہ ماہی م س19ء	4,600.0	5,779.7	5,431.4	150.0	45.3	22.5	150.0	93.4	0.0
عرصیت کا خالص									
پہلی سہ ماہی۔ م س18ء	218.5	829.7	724.8	-296.6	-492.5	-541.0	–	–	–
دوسری سہ ماہی م س18ء	-5.0	981.5	-3.8	200.0	54.3	0.0			
پہلی سہ ماہی م س19ء	-210.6	-541.6	-973.6	-311.1	-397.1	-440.6	150.0	151.5	108.3
دوسری سہ ماہی م س19ء	198.5	1,378.2	1,030.0	150.0	45.3	22.5	150.0	93.4	0.0

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان، * پیشکش کی گئی رقم میں غیر مسابقتی بولیوں کو منہا کر دیا جاتا ہے۔

قریب رکھا جاسکے جبکہ بینکوں نے اس ونڈو کو پالیسی ریٹس میں مزید ردوبدل تک، حکومتی تمسکات کی عرصیتوں کی تکمیل سے حاصل ہونے والی رقوم کو عارضی طور پر رکھنے کے لیے سرمایہ کاری کے ایک متبادل ذریعے کے طور پر استعمال کیا۔

اسی طرح معین شرح کے حامل پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز جیسے طویل مدتی تمسکات کی طلب بھی کمزور رہی۔ مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں مجموعی طور پر 45.3 ارب روپے کی پیشکشیں کی گئیں جبکہ 150.0 ارب روپے کا ہدف مقرر کیا گیا تھا۔ تاہم ایک قابل ذکر پیش رفت دوسری سہ ماہی کی آخری نیلامی میں حکومت کی جانب سے قطع شرح سود میں تیزی سے اضافہ تھا۔ 3 سال، 5 سال اور 10 سال کی مدت کے پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز کی قطع یافتوں میں بالترتیب 4.75 فیصد، 4.22 فیصد اور 4.45 فیصد اضافہ ہوا۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اس نیلامی میں بینکوں کے بولیوں کے رجحان سے واضح طور پر اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ جنوری اور نومبر 2018ء کے دوران پالیسی ریٹس میں 425 بی پی ایس اضافے کے باوجود مہنگائی اور شرح سود کے متعلق وسط مدتی توقعات کافی مضبوط تھیں۔ پوری سہ ماہی کے دوران ثانوی بازار میں بھی سہ ماہی اور تین سالہ تمسکات کے درمیان تفاوت بلند سطح پر رہا (**شکل 3.6**)۔

شکل 3.6 : پی کے آر وی یافت کا تفاوت (3 سال-3 مہینے)

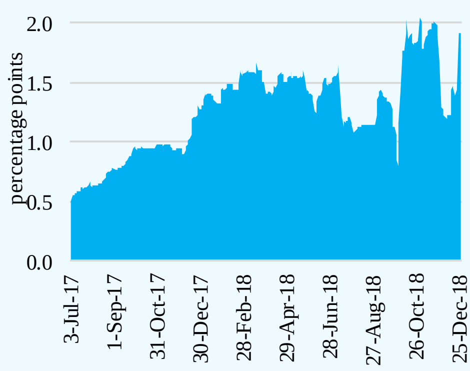

Data source: State Bank of Pakistan

معین شرح کے مقابلے میں رواں شرح پی آئی بیز کی تمام میعادوں کے لیے بلند رقوم کی پیشکشیں موصول ہوئیں۔ تاہم رقوم کی بیشتر پیشکشیں پہلے قبول کردہ قطع شرح کے مقابلے میں بلند مارجن کے لیے دی گئیں۔ چونکہ اس تمسک کی پوری مدت میں مارجن ساکن رہتا ہے، اس لیے حکومت نے سہ ماہی میں صرف رواں شرح پی آئی بی کی نیلامی کا انعقاد نہیں کیا تاکہ قرض لینے کی اضافی لاگت سے بچا جاسکے۔

شکل 3.7 : بازارزر کے سودوں کی ماہانہ اوسط کا رجحان

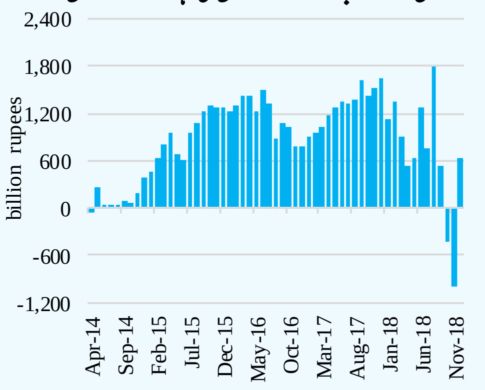

Data source: State Bank of

3.3 سیالیت کا انتظام

مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں سیالیت کی پیش رفتوں سے بہتر واقفیت کے لیے ابتدائی دو مہینوں اور دسمبر کی دو متضاد میعادوں کا الگ سے جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

اکتوبر اور نومبر 2018ء میں جدولی بینکوں کو حکومتی قرضوں کی واپسی بھاری اضافے کے ساتھ 1.3 ٹریلین روپے ہوگئی، جس نے نجی شعبے اور سرکاری شعبے کی انٹرپرائزز دونوں کی جانب سے قرضوں کے بلند استعمال سے پیدا ہونے والے سیالیت کے دباؤ کو مکمل طور پر زائل کر دیا۔ اس کے نتیجے میں فاضل سیالیت کو اسٹیٹ بینک نے مربوط مداخلتوں کے ذریعے جذب کر لیا۔ اس طرح، زیر جائزہ مدت کے دوران بازار زر کے سودے 708.6 ارب روپے (خالص انجذاب) کی منفی سطح پر رہے جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ 1,468.9 ارب روپے (خالص ادخال) تھے (**شکل 3.7**)۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ ان دو مہینوں میں ہونے والے بازار زر کے 6 سودوں میں اسٹیٹ بینک نے بینکوں کی پیشکشوں میں سے چند بولیوں کو قبول کیا، کیونکہ بینک بلند قطع شرح سود پر نظریں جمائے ہوئے تھے (**شکل 3.8**)۔ لہٰذا، ان مواقع پر بین البینک منڈی میں اضافی سیالیت کی موجودگی کے سبب شبینہ نرخوں پر دباؤ تو برقرار رہا۔ نتیجتاً، اکتوبر اور نومبر کے دوران یہ وزن اوسط

شکل 3.8 : بازارزر کے سودوں اور قطع شرحوں میں بینکوں کی بولیوں کا رجحان

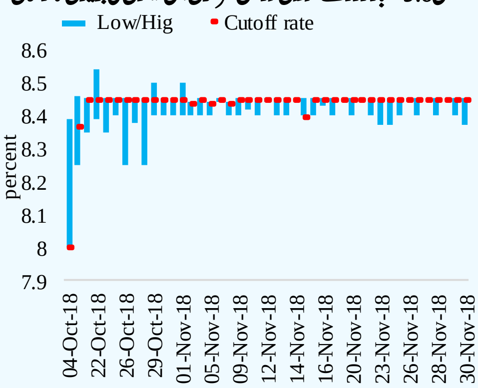

Data source: State Bank of Pakistan

شکل 3.9 : پی ایس ایز کو قرضوں کا ششماہی بہاؤ

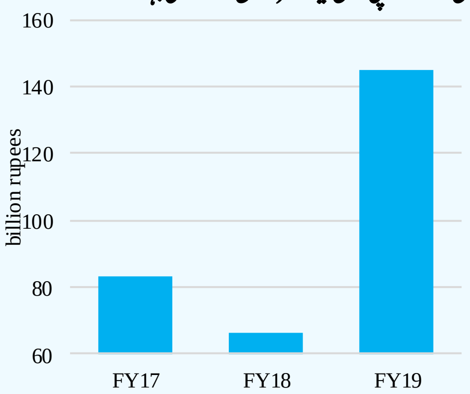

Data source: State Bank of Pakistan

شبینہ نرخ پالیسی ریٹ سے 11 بیسس پوائنٹس کم رہے جبکہ 2017ء کے انہی مہینوں میں پالیسی ریٹ سے 3 بیسس پوائنٹس زائد کا انحراف دیکھا گیا تھا۔

تاہم، جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے، 30 نومبر 2018ء کو پالیسی ریٹ میں اضافے کے بعد دسمبر کے مہینے میں جدولی بینکوں کی حکومتی تمسکات میں دلچسپی دوبارہ بحال ہو گئی تھی۔ ٹی بل نیلامیوں میں بھاری حجم کے ساتھ ان کی شرکت کے باعث پیدا ہونے والے سیالیت کے دباؤ میں نجی شعبے کے قرضوں میں تیزی سے اضافے کے باعث مزید شدت آگئی۔ اگرچہ، اس دباؤ کے ایک حصے کی تلافی امانتوں میں اضافے سے ہوگئی لیکن اسٹیٹ بینک کو پالیسی ریٹ کو شبینہ نرخوں کے قریب رکھنے کے لیے اپنے بازار زر کے سودوں کے ادخالات میں اضافہ کرنا پڑا۔ اوسطاً، مہینے کے دوران بازار زر کے سودوں کا واجب الادا حجم بڑھ کر 629.9 ارب روپے (خالص ادخال) ہو گیا۔ پھر بھی شبینہ نرخ اوسطاً پالیسی ریٹ سے 25 بیسس پوائنٹس بلند سطح پر رہے۔

3.4 سرکاری شعبے کی انٹرپرائز کو قرضہ اور اجناسی مالکاری

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں پبلک سیکٹر انٹرپرائز کی جانب سے حاصل کردہ قرضہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں تقریباً دو گنا زیادہ تھا (**شکل 3.9**)۔ قرضوں کے بہاؤ میں توانائی سے متعلق اداروں کا حصہ تقریباً 95 فیصد تھا۔ پبلک سیکٹر انٹرپرائز کے اہم قرض گیروں میں پاور ہولڈنگ پرائیویٹ لمیٹڈ نے شعبہ بجلی کے واجبات کے تصفیے کے لیے 50.2 ارب روپے کا قرضہ لیا۔ دوسری جانب، پاکستان اسٹیٹ آئل نے گردشی قرضوں خاص طور پر توانائی کی مختلف انٹرپرائز کی زیرِ التوار قوم کے سبب پیدا ہونے والی سیالیت کی مشکلات کا انتظام کرنے کے لیے قرضے لیے۔

جدول 3.4 : اجناسی مالکاری

ارب روپے	پہلی ششماہی مالی سال 17ء	پہلی ششماہی م س 18ء	پہلی ششماہی م س 19ء
گندم	-77.8	-11.2	-91.8
کپاس	-1.9	0.0	0.0
چاول	0.0	0.1	0.0
چینی	3.5	-2.1	2.1
یوریا	-6.6	-1.5	4.2
کل	-82.8	-14.6	-85.4

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

جزوی طور پر اضافی سیالیت کے مسائل کی وجہ سے مالی سال 17ء میں توانائی کے شعبے کو جدولی بینکوں کے انکشاف میں نمایاں اضافہ دیکھا گیا۔ جدولی بینکوں کے لیے اس شعبے کو قرضے دینا اطمینان

بخش رہا ہے کیونکہ توانائی کے شعبے کے قرضوں کو عام طور پر کم خطرۂ قرض کا حامل سمجھا جاتا ہے کیونکہ ان میں سے بیشتر کو حکومت کی ضمانت حاصل ہوتی ہے (**باکس 3.1**)۔

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران اجناسی کارروائیوں کے لیے قرضوں میں خالص کمی دیکھی گئی جو گذشتہ برس کی اسی مدت میں قرضوں کی واپسی سے بلند تھی (**جدول 3.4**)۔ یہ تخفیف گندم کے قرضوں میں ہوئی کیونکہ زیر جائزہ مدت کے دوران دیگر اجناس کے قرضوں میں معتدل اضافہ ہوا۔ خاص طور پر گندم کے ذخیرے کی فروخت سے خریداری کرنے والی سرکاری ایجنسیوں کو خاصے قرضے واپس کرنے کا موقع ملا۔[3]

باکس 3.1: بینکاری نظام کے استحکام کے لیے شعبہ توانائی کے قرضوں کے مضمرات

گذشتہ ایک دہائی میں توانائی کے ملکی شعبے کے قرضہ جاتی انکشاف میں بتدریج اضافہ ہوا ہے۔[4] آخر دسمبر 2007ء تک بینکاری نظام کے مجموعی قرضوں میں توانائی کے شعبے کے قرضوں کا حصہ صرف 4.8 فیصد تھا جو آخر دسمبر 2018ء تک بڑھ کر تقریباً 17 فیصد تک پہنچ گیا ہے۔

زیادہ اہم بات یہ ہے کہ شعبہ توانائی کے واجب الادا قرضے، ٹیکسٹائل، کیمیکل، گاڑیوں اور سیمنٹ جیسی اہم صنعتوں کے بینکوں میں مشترکہ انکشاف سے بڑھ گئے ہیں (**شکل 3.1.1**)۔ اس سیکشن میں کفایت سرمایہ، اثاثہ جاتی معیار، آمدنی اور سیالیت پر مشتمل سی اے ای ایل فریم ورک کے معیار کو استعمال کرتے ہوئے بینکاری نظام کے استحکام پر شعبہ توانائی کے بھاری قرضوں کے انکشاف کے مضمرات کو جانچا جائے گا۔

شکل 3.1.1 : شعبہ توانائی کے مقابلے میں دیگر اہم شعبوں میں بینکوں کے انکشاف کا تقابل

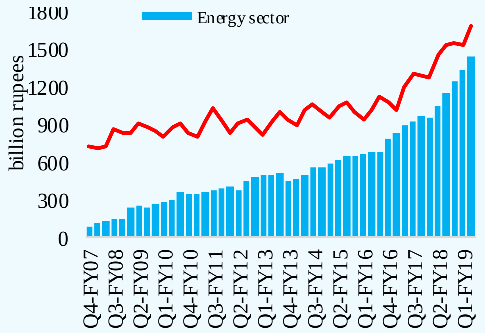

Data source: State Bank of Pakistan

قرضوں میں اضافہ توسیع کے ساتھ نقد رقوم کے بہاؤ میں مشکلات کا عکاس ہے

فی الوقت آخر دسمبر 2018ء تک اس شعبے کے ذمے بینکوں کا 1.4 ٹریلین روپے کا قرضہ واجب الادا تھا جبکہ آخر دسمبر 2007ء تک یہ 129.6 ارب روپے تھا (**جدول 3.1.1**)۔ اس میں نصف سے زائد رقم پی ایچ پی ایل، واپڈا، ایس این جی پی ایل اور پی ایس او جیسے سرکاری شعبے کے اداروں پر واجب الادا ہے۔ چونکہ ملک

[3] مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں 461.3 ہزار میٹرک ٹن گندم برآمد کی گئی جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں یہ 173 میٹرک ٹن تھی۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں برآمدات کا بڑا حصہ بھیجا گیا جبکہ مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں بہت کم مقدار برآمد کی گئی تھی۔ وفاقی حکومت نے صرف پاسکو کو مال برداری اعانت کی فراہمی محدود کر دی جبکہ صرف خریداری کرنے والی صوبائی ایجنسیوں کو صوبائی حکومت سے زر اعانت حاصل کرنا ضروری تھا۔

[4] توانائی کا شعبہ مختلف اداروں کی ایک مربوط زنجیر پر مشتمل ہے جس میں تیل و گیس دریافت کرنے والی فرمیں، ریفائنریاں، آئل مارکیٹنگ کمپنیاں، اور بجلی اور گیس کی پیداوار اور تقسیم کی کمپنیاں شامل ہیں۔

کو بجلی اور گیس دونوں شعبوں کی پیداوار، تقسیم اور ترسیل کی استعداد میں قابل ذکر اضافے کا تجربہ ہوا ہے، اس لیے توانائی کے قرضوں میں اضافہ قابل فہم ہے (**جدول 3.1.2**)۔

مزید برآں، حکومت پبلک سیکٹر انٹرپرائزز کی حوصلہ افزائی کرتی رہی ہے کہ وہ سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام کی مختص رقوم پر انحصار کے بجائے اپنے سرمایہ اخراجات کی مالکاری کے لیے اپنے فنڈز کا خود بندوبست کریں۔ لیکن توانائی سے متعلق پبلک سیکٹر انٹرپرائزز کو نقد رقوم کی آمد و رفت میں مسائل کے اعادے کی وجہ سے نقد رقوم کی قلّت کا سامنا رہا ہے، لیکن ان میں سے بیشتر اپنے توسیعی اخراجات کو پورا کرنے کے لیے بینکوں سے قرضے لیے رہے تھے۔ صرف اتنا ہی کافی نہیں بلکہ توانائی کی پبلک سیکٹر انٹرپرائزز بینکوں سے جاری سرمائے کی ضروریات کے لیے بھی قرضے لے رہے ہیں۔

جدول 3.1.1: بینکاری نظام پر توانائی کے شعبے کا انحصار

ارب روپے میں

	2008ء	2012ء	2017ء	2018ء
گردشی قرض کے تخمینے*	195.8	400.7	750	1196
ڈسکوز کی قابل وصولی رقوم*	105.8	385.6	729.9	824.4
پورے توانائی کے شعبے میں بینکوں کا اکتشاف **	142.4	483.1	971.1	1,245.8

ڈیٹا کا ماخذ: * سینٹ رپورٹ؛ ** بینک دولت پاکستان

جدول 3.1.2: شعبہ توانائی کی کارکردگی کے اظہاریے

	اکائی	2008ء	2012ء	2017ء	2018ء
بجلی کی پیداواری گنجائش*	گیگاواٹ	19.4	22.8	29.9	30.7
ترسیل کی گنجائش*	000 کلومیٹر	13.2	14.3	17.3	18.1
گیس تقسیم کرنے کی لائنیں***	000 کلومیٹر	71.9	102.4	123.5	132.1

ڈیٹا کا ماخذ: * 2018ء کی سینٹ رپورٹ، این ٹی ڈی سی اور کے ای ایل، برائے 2008ء اور 2012ء توانائی کی سالانہ کتاب اور نیپرا۔ ** 2008ء کے لیے 2012ء اور 2017ء کی توانائی کی سالانہ کتاب، برائے اقتصادی سروے 2018ء۔

شکل 3.1.2 الف: شعبہ بجلی کے قرضوں میں بینک وار حصہ

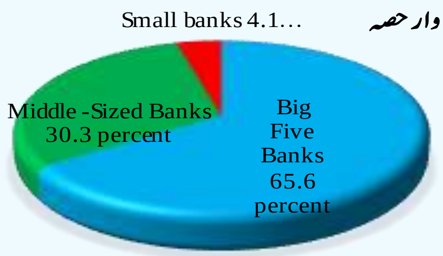

* Banks classification by total asset; large > Rs 1.1 trillion, middle-sized < Rs 1.1 trillion but > Rs 0.35, small < Rs 0.35 trillion.
Data source: State Bank of Pakistan

شکل 3.1.2 ب: بینکوں میں تعدّد بندی (شعبہ بجلی کے قرضے بلحاظ مجموعی قرضوں کا فیصد)

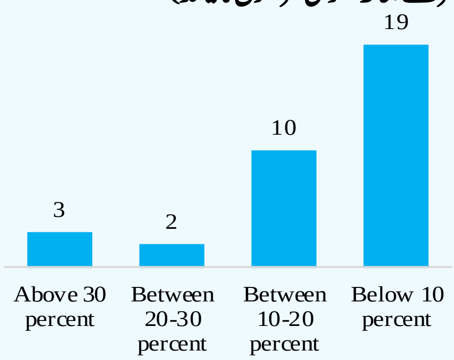

بینکوں میں توانائی کے قرضوں کی تقسیم وسیع البنیاد ہے

بینک وار تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ اپنے حجم کے ساتھ ساتھ ملکیت سے قطع نظر تقریباً تمام جدولی بینک توانائی کے شعبے کو قرض دیتے ہیں (**شکل 3.1.2**)۔ تاہم، قرضہ جاتی اکتشاف کی سطح میں فرق پایا جاتا ہے جیسے آخر دسمبر 2018ء تک چار بڑے بینکوں کے مجموعی قرضوں میں توانائی کا حصہ 23 اور 32 فیصد کے درمیان رہا۔ لیکن درمیانے حجم کے دیگر بینکوں میں اکتشاف کی سطح مختلف ہے۔ بحیثیت مجموعی تقریباً نصف کمرشل بینکوں میں توانائی کے قرضوں کا حصہ 10 فیصد سے زیادہ ہے۔

استحکام کے تناظر میں یہ خطرہ محدود ہے

کفایتِ سرمایہ کے تناظر میں توانائی کے شعبے کے قرضے کمرشل بینکوں کے مفاد میں ہیں۔ چونکہ توانائی کے بیشتر قرضے پبلک سیکٹر انٹرپرائز حاصل کرتی ہیں اس لیے ان میں خطرۂ قرض کی سطح بہت معمولی ہے۔ بیشتر معاملات میں ان قرضوں کو واضح حکومتی ضمانتوں کی اعانت حاصل ہوتی ہے (**جدول 3.1.3**)۔ دراصل پی ایچ پی ایل اور واپڈا جیسے اہم قرض گیروں کے معاملے میں ضمانت کی موجودہ کوریج واجب الادا قرضوں کی رقوم سے تجاوز کر جاتی ہیں۔ جب یہ بینک حکومتی ضمانتوں پر قرضے دیتے ہیں تو وہ اپنی کتاب پر ٹی بلز یا پی آئی بیز جیسا ایک خطرے سے پاک اثاثہ تخلیق کرتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ بینک سرمایہ جاتی چارج اخذ کرنے کے لیے خطرے کا وزن صفر تفویض کرتے ہیں۔ لہٰذا اس شعبے کے لیے خاصے اکتشاف کے باوجود بینکاری نظام نے ایک سرمایہ جاتی تناسب برقرار رکھا ہوا ہے جو کم از کم ضوابطی شرائط سے کافی زیادہ ہے۔

اثاثہ جاتی معیار کے نقطہ نظر سے دو پہلوؤں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے: اول، دیگر تمام غیر مالی شعبوں میں توانائی کے شعبے میں انفیکشن کا تناسب (مجموعی قرضوں میں غیر فعال قرضوں کی سطح) کم ترین سطح پر ہے (**شکل 3.1.3**)۔ بینکوں کے توانائی کے قرضہ جزدان میں صرف 2.7 فیصد کلاسیفائیڈ (خام لحاظ سے) ہے، جو آخر دسمبر 2018ء کے مجموعی 8.0 فیصد تناسب سے کافی کم ہے۔ دوم، اگرچہ شعبہ توانائی کی پی ایس ایز کے بیشتر قرضوں کو حکومتی ضمانتوں کی اعانت حاصل ہے تاہم کسی ضمانت کو قبل از وقت ختم کرنے کا ایک واقعہ بھی پیش نہیں آیا ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ شعبہ بجلی کے ضابطہ کار نیپرا نے وفاقی حکومت کو ٹیرف پر مالی لاگت کے لیے 43 پیسہ فی یونٹ سرچارج عائد کرنے کی اجازت دی ہے (جو تخمینے کے مطابق 30 تا 32 ارب روپے کی وصولی پر منتج ہو سکتی ہے)۔

آمدنی کے لحاظ سے بھی بینکوں کو توانائی کے شعبے کو قرض دینے میں فائدہ پہنچتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ضمانتی تحفظ کے باوجود شعبہ توانائی کے قرضوں کی اکثریت پر بازار کی شرحِ منافع ادا کی جاتی ہے۔ مثلاً، مالی سال 18ء میں پی ایچ پی ایل نے قرضوں کی جن سہولتوں سے فائدہ اٹھایا ان کا معاہدہ ششماہی کائبور جمع 200 بی پی ایس پر کیا گیا جبکہ مالی سال 19ء میں اب تک قرضوں کے معاہدے سہ ماہی کائبور جمع 200 بی پی ایس پر کیے گئے (**شکل 3.1.4**)۔

جدول 3.1.3: توانائی میں اہم فریقوں کے قرضے

ارب روپے

	واجب الادا قرضے	حکومتی ضمانت
پی ایچ پی ایل	516.5	582.9
پی ایس او	144.3	0.0
واپڈا	88.4	214.2
ایس این جی پی ایل اور	96.2	48.6
این ٹی ڈی سی	21.2	28.6
جینکو III	19.2	24.7
ذیلی مجموعہ	**885.8**	**898.9**

ماخذ: بینک دولت پاکستان اور قرضہ دفتر، وزارت خزانہ

شکل 3.1.3: مختلف کاروباری طبقوں کے غیر فعال قرضوں اور قرضوں کا تناسب (31 دسمبر 2018ء تک)

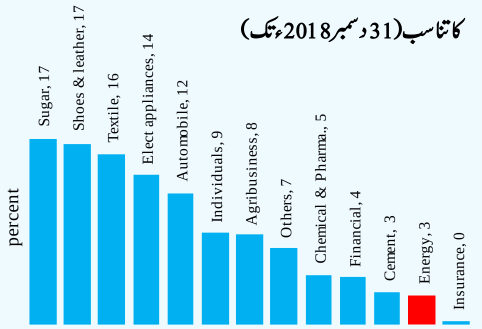

Data source: State Bank of Pakistan

شکل 3.1.4: اشیاسازی کے اہم شعبوں اور ایس او ایز میں واجب الادا قرضوں کی شرحوں کا تقابل (آخر جون 2018ء تک)

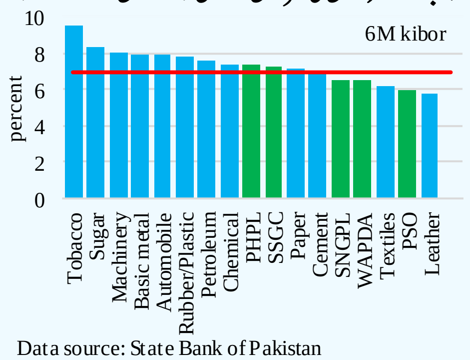

Data source: State Bank of Pakistan

واپڈا کے نیلم جہلم ہائیڈرو پروجیکٹ کا تصفیہ ششماہی کا ئبور جمع 113 بی پی ایس پر کیا گیا۔ دراصل یہ نرخ مارک اپ کی ان شرحوں سے زیادہ ہیں جو بینک نجی شعبے میں اپنے اہم صارفین سے وصول کر رہے ہیں۔

بینکاری نظام کے لیے واحد تشویشناک امر مالی سیالیت پر اس کے اثرات کے متعلق ہے۔ خالص لازمی شرحِ سیالیت کے تقریباً 15 فیصد ڈپازٹس توانائی سے متعلق فنڈز میں پھنسے ہوئے ہیں۔ دسمبر 2017ء سے ہر سہ ماہی میں توانائی کے شعبے میں بینکوں کے اکتشاف میں اوسطاً 98.2 ارب روپے کا اضافہ ہو رہا ہے۔ اگرچہ بینک سیالیت کے مطلوبہ تناسبات کی پاسداری کر رہے ہیں تاہم توانائی کے شعبے میں بینکوں کے قرضہ جاتی اکتشاف میں مسلسل اضافے سے قرضہ منڈی کے رسدی دباؤ میں شدت آسکتی ہے۔ اس تناظر میں واضح رہے کہ حکومت نے حال ہی میں شعبہ توانائی میں سیالیت کا دباؤ کم کرنے کے لیے 200 ارب روپے مالیت کے صکوک جاری کیے ہیں۔

3.5 نجی شعبے کا قرضہ

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں نجی شعبے کے قرضوں میں 570.4 ارب روپے کا اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ 296.3 ارب روپے بڑھے تھے (**شکل 3.10**)۔

اس رجحان کی بنیادی وجوہات یہ ہیں: (i) ٹیکسٹائل اور باسمتی چاول کی برآمدی سرگرمیوں میں اضافہ، (ii) ایندھن کی بلند قیمتوں اور شرح مبادلہ کی قدر میں کمی کے اثرات کی بدولت خام مال کی قیمتوں کا تیزی سے بڑھنا (**شکل 3.11**) اور (iii) کم فروخت / ذخائر میں اضافے اور ری فنڈز کے زیرِ التوا دعووں سے پیدا ہونے والی سیالیت کی مشکلات۔ آخر الذکر کے اثر کی عکاسی ان شعبوں کے ڈپازٹس نکلوائی جانے والی خاصی رقوم سے بھی ہوتی ہے۔

شکل 3.10 : نجی شعبے کو قرضوں کے بہاؤ کا رجحان

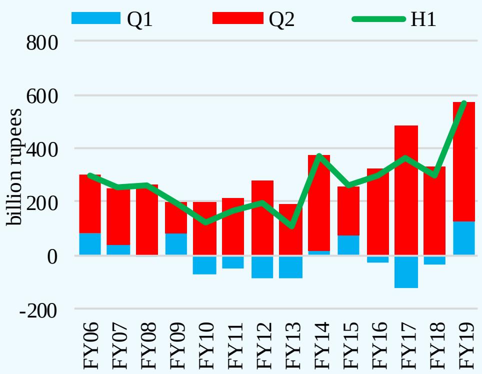

Data source: State Bank of Pakistan

دوسری جانب، مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں مجموعی معین سرمایہ کاری قرضوں میں اضافے کی رفتار سست رہی۔ تعمیرات اور ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کے شعبوں کی جانب سے خالص رقوم کی واپسی کے باعث ٹیکسٹائلز، سیمنٹ اور بجلی کے شعبوں میں نئی سرگرمیوں کے اثرات کی بڑی حد تک تلافی ہو گئی۔

شکل3.11 : غیر غذائی تھوک اشاریہ قیمت اور اشیاسازی میں جاری سرمائے کے قرضوں کا سال بسال رجحان

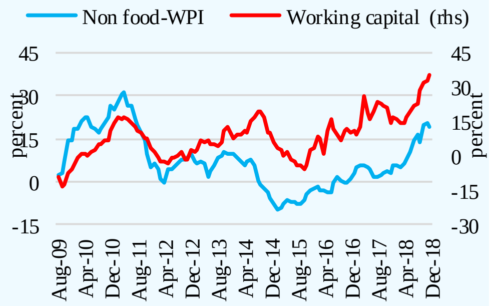

Data source: Pakistan Bureau of Statistics and State Bank of Pakistan

جاری سرمایہ

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں جاری سرمائے میں 469.7 ارب روپے کا اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران یہ 167.5 ارب روپے تک بڑھے تھے۔ اس سے نجی کاروباری اداروں کے قرضوں میں بڑی تبدیلی (92.7 فیصد) کی وضاحت ہوتی ہے (**جدول 3.5**)۔

اشیاسازی کے کاروباری ادارے نمایاں رہے کیونکہ م س 19ء کی پہلی ششماہی میں ٹیکسٹائلز، چاول کی پروسیسنگ، پیٹرول مصنوعات کی صفائی، خوردنی تیل اور گھی اور موٹر گاڑیوں کے اشیاسازوں سمیت تمام شعبوں نے اپنے قلیل مدتی قرضوں میں اضافہ کر دیا۔ چینی واحد ایسا شعبہ ہے جس نے اپنے قلیل مدتی قرضے واپس کیے جو اس کی کم ملکی اور بین الاقوامی قیمتوں اور گذشتہ برس بچ جانے والے اسٹاک کے باعث اس کی پیداوار میں کمی سے ہم آہنگ ہے۔

برآمدی سرگرمیوں میں اضافہ ہوگیا

شعبہ جاتی تناظر میں مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران ٹیکسٹائلز کے جاری سرمائے کے قرضوں میں نصف سے زائد حصہ مینوفیکچرنگ کے لیے حاصل کردہ قرضوں کا ہے کیونکہ فرموں نے مضبوط ملکی طلب کے ساتھ ساتھ امریکہ اور یورپی یونین کو بڑھتی ہوئی برآمدات کے باعث اپنی خام مال کی خریداریوں میں اضافہ کر دیا تھا۔ خصوصاً مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران قدر اضافی کی حامل برآمدات کے حجم میں دو ہندسی نمو ہوئی (**باب 5**)۔ تاہم، صرف اسی سرگرمی سے جاری سرمائے کے قرضوں میں اتنے بڑے اضافے (مالی سال19ء کی دوسری سہ ماہی میں 52.7 فیصد سال بسال) کی وضاحت نہیں ہوتی۔ مزید برآں، مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں شعبے کے جاری سرمائے کے قرضوں کا صرف 17.0 فیصد زر اعانت یافتہ برآمدی نومالکاری اسکیم پر مشتمل تھا جبکہ گذشتہ برس یہ 30.2 فیصد تھا۔

خام مال کی قیمتوں میں اضافے جیسے دیگر عوامل کے ساتھ ساتھ توانائی کی بلند لاگت نے فرموں کی قرضوں کی ضروریات کو بڑھا دیا تھا۔ مثلاً، مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران ملکی منڈی میں کپاس کی قیمتیں گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں 34.7 فیصد زیادہ تھیں۔ اسی طرح شرح مبادلہ میں کمی سے کیمیکلز، کپڑوں کو اجلا بنانے کے عاملین، تیار ملبوسات کے لوازمات جیسے دیگر درآمدی خام مال کی

جدول 3.5: پہلی ششماہی میں نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضے (بہاؤ، ارب روپے میں)

	مجموعی قرضے		جاری سرمایہ*		معین سرمایہ کاری	
	م س18ء	م س19ء	م س18ء	م س19ء	م س18ء	م س19ء
نجی شعبے کے کاروباری ادارے	**241.3**	**506.7**	**167.5**	**469.7**	**73.8**	**37.0**
اشیاسازی	139.9	384.5	77.5	348.4	62.3	36.1
ٹیکسٹائلز	127.2	202.5	85.4	187.4	41.8	15.1
چاول کی پروسیسنگ	38.8	45.8	38.0	42.7	0.8	3.1
صاف پیٹرولیم	2.9	33.0	7.1	36.6	-4.3	-3.5
سیمنٹ	15.6	27.2	9.1	7.5	6.4	19.7
خوردنی تیل اور گھی	18.6	25.3	16.1	28.9	2.5	-3.6
موٹر گاڑیاں	1.7	21.5	1.5	19.7	0.1	1.8
کھاد	-41.3	17.0	-35.9	22.1	-5.4	-5.1
لوہا اور فولاد	6.3	13.0	9.6	12.3	-3.2	0.7
چینی	-68.1	-59.6	-72.5	-62.5	4.3	2.9
بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی	8.2	47.8	30.4	32.0	-22.2	15.8
بجلی کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم	-1.5	49.0	26.4	31.3	-27.9	17.7
گیس کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم	9.7	-1.2	3.9	0.7	5.7	-1.8
کامرس اور تجارت	45.0	56.7	38.7	54.0	6.3	2.7
رئیل اسٹیٹ اور متعلقہ	14.0	19.5	10.1	11.0	3.9	8.6
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات	17.4	5.9	4.4	19.5	13.0	-13.6
کان کنی اور کوہ کنی	3.1	5.8	0.7	2.5	2.4	3.3
زراعت	12.2	1.0	3.9	7.1	8.3	-6.1
تعمیرات	2.4	-6.3	0.2	6.4	2.2	-12.7
جہاز شکنی وغیرہ	5.1	-13.8	5.9	-14.7	-0.8	1.0

ماخذ: بینک دولت پاکستان، * بشمول تجارتی مالکاری

قیمتیں بڑھ گئیں۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اس مدت میں شعبے کو ایف بی آر کے پاس پھنسے ہوئے ری فنڈز (44 ارب روپے تک) کی وجہ سے سیالیت کی مشکلات بھی درپیش رہیں۔ فرموں نے اپنی امانتوں میں کمی کے ذریعے ان مشکلات سے نمٹنے کی کوشش کی۔ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں اس شعبے نے 33.6 ارب روپے کی امانتوں کو استعمال کیا جبکہ گذشتہ برس ان کی امانتوں میں 8.1 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔

اسی طرح، چاول کے پروسیسنگ یونٹوں کے قرضوں میں اضافے کی وضاحت بھی یورپی یونین میں باسمتی چاول کی اقسام کی بڑھتی ہوئی سرایت سے ہوتی ہے۔ یہ مسلسل دوسرا برس تھا جب چاول پروسیس کرنے والے کارخانوں نے مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں اپنے جاری سرمائے کی ضروریات کی مالکاری کے لیے زیادہ قرضہ لیا ہے۔

گاڑیوں کے شعبے کو سیالیت کی مشکلات اور خام مال کی قیمتوں میں اضافے کا سامنا ہے

اجزا اور دیگر سامان کی بلند لاگت میں اضافے نے کاریں اسمبل کرنے والوں کی مالی ضروریات کو بڑھادیا۔ اس سے شرح مبادلہ میں کمی اور ریگولیٹری ڈیوٹیوں کے ساتھ ساتھ مکمل اور نیم ساختہ اکائیوں کی درآمد پر نقد مارجن کی شرائط کے نفاذ کی عکاسی ہوتی ہے۔ عام طور پر اسمبلرز اپنے آپریشنز کی مالکاری کے لیے صارفین کی پیشگی ادائیگیوں کے ساتھ ساتھ نقد رقوم کے اندرونی بہاؤ کو استعمال کرتے ہیں۔ تاہم نان فائلروں پر کاروں کی خریداری/رجسٹریشن پر پابندی کے باعث ان کی فروخت میں توقع سے زیادہ کمی کے سبب خاطر خواہ ذخائر جمع ہوگئے تھے، جس کی وجہ سے ان کی نقد رقومات کے بہاؤ میں مشکلات پیدا ہوگئیں۔ اس کے نتیجے میں بینکوں کی قرض گیری پر اسمبلروں کا انحصار تیزی سے بڑھ گیا۔[5]

خام تیل کی بلند قیمتوں نے ذخائر کی مالکاری کی ضروریات میں اضافہ کردیا

مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی میں خام تیل کی قیمتوں میں 45.5 فیصد کا بلند اضافہ ریکارڈ کیا گیا جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں یہ 12.3 فیصد تک بڑھی تھیں۔ اگرچہ قیمتوں میں اکتوبر 2018ء سے اضافہ شروع ہوگیا تھا لیکن تیل کی ذخیرہ کاری اور مارکیٹنگ سے وابستہ کمپنیوں کے لیے م س 19ء کی پہلی سہ ماہی میں یہ اضافہ زیادہ نمایاں تھا، جس سے مالی سال19ء کی پہلی ششماہی میں ذخائر بڑھ گئے۔ علاوہ ازیں، یہ کمپنیاں ملک بھر میں اپنے نیٹ ورک کو توسیع دے رہی ہیں، جس نے ان کے قرضوں کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔

شکل3.12 : اوسط عمومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کا سہ ماہی رجحان

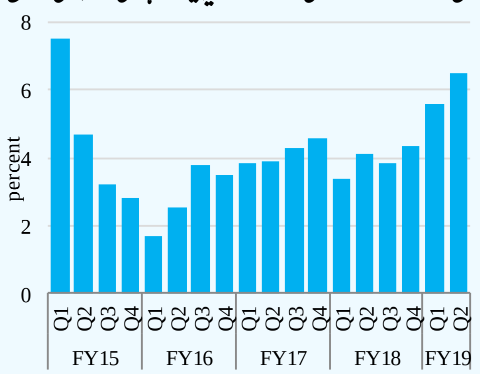

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

خام تیل کی بلند عالمی قیمتوں اور شرح مبادلہ میں کمی نے ریفائنریوں جیسی منسلک صنعتوں کی فرموں کی جاری سرمائے کی ضروریات کو بڑھادیا۔ مزید برآں، تیل کی صفائی کے خام مارجن بھی سہ ماہی میں کم ہوگئے تھے کیونکہ فرمیں خام تیل کی قیمتوں میں لاگت کے مکمل اثرات کو اپنی مصنوعات تک منتقل نہیں کر سکیں (فرموں کے مالی گوشواروں کے مطابق)۔ تھرمل بجلی کی پیداوار کو فرنس آئل سے آر ایل این جی پر منتقل کرنے کے

[5] مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں مقامی اسمبلروں نے فروخت کے مقابلے میں 9,456 زیادہ کاریں بنائیں جبکہ مالی سال 17ء کی اسی مدت میں ان کی تعداد 4,355 اور م س 18ء میں 4,321 تھی۔ حالیہ برسوں میں طلب اور رسد کے درمیان پہلے سے مثبت فرق موجود ہے، جو مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں بڑھ کر دگنے سے زیادہ ہوگیا ہے، جو ذخائر میں اضافے اور سیالیت کے مسائل کا عکاس ہے۔ ڈیٹا کا ماخذ: پی اے ایم اے۔

حکومتی فیصلے کے بعد فرنس آئل کے بڑھتے ہوئے ذخائر کی وجہ سے بھی بیشتر ریفائنریوں کو نقدر قوم کی مشکلات در پیش رہیں۔

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران کھاد کی پیداوار میں بحالی کے ساتھ خام مال کی بڑھتی ہوئی لاگت نے قلیل مدتی قرضوں کو بڑھا کر 22.1 ارب روپے کر دیا جبکہ گذشتہ برس 35.9 ارب روپے کی خالص رقوم واپس کی گئی تھیں۔[6] بیشتر قرضے یوریا کے بڑے پیداکنندگان نے لیے۔ پیداواری سرگرمی کے علاوہ مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں فیڈ اسٹاک کی قیمتوں میں 50.4 فیصد اضافے کے اثر نے بھی گذشتہ برس قرضوں کی خالص واپسی کے مقابلے میں کھاد سازوں کے قلیل مدتی قرضوں کو بڑھانے میں اپنا کردار ادا کیا۔[7]

معین سرمایہ کاری قرضوں کی رفتار سست ہو گئی

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران مجموعی معیشت میں اعتدال کے ساتھ معین سرمایہ کاری قرضے بھی متاثر ہوئے کیونکہ ان میں صرف 37.0 ارب روپے کا اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس 73.8 ارب روپے کی بلند سطح پر تھے۔ اگرچہ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران ٹیکسٹائل، سیمنٹ اور بجلی کی پیداوار کی صنعتوں نے مجموعی طور پر 52.5 ارب روپے کے قرضے لیے تاہم ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات، تعمیرات اور زراعت جیسے شعبوں نے اپنے طویل مدتی قرضے واپس کر کے اس کے اثرات زائل کر دیے۔ اس کے نتیجے میں مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں معین سرمایہ کاری قرضوں میں صرف 2.2 ارب روپے نمو ہو سکی جبکہ مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں 19.8 ارب روپے کی نمو ہوئی تھی۔

شکل 3.13 : دوسری سہ ماہی میں صارف اشاریہ قیمت اجزا کی تقسیم

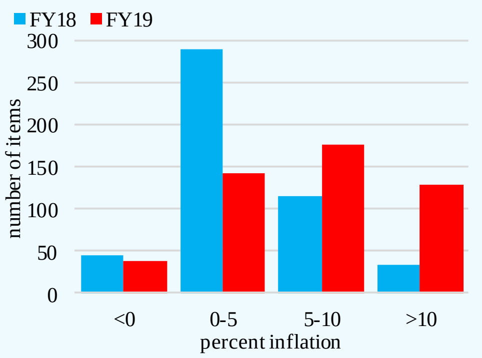

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

اشیا سازی کے شعبے میں ٹیکسٹائل فرموں نے توازن کاری، جدت طرازی اور تبدل کے لیے اسٹیٹ بینک کی ایل ٹی ایف ایف جیسی زر اعانت یافتہ نومالکاری اسکیموں سے فائدہ اٹھایا، جس کا مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں اس شعبے کے طویل مدتی قرضوں میں حصہ تقریباً 78 فیصد ہو گیا جو گذشتہ برس تقریباً 39 فیصد تھا۔ یہ رجحان مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران ٹیکسٹائل مشینری کی بڑھتی ہوئی درآمد

[6] مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران کھاد کی پیداوار میں 6.5 فیصد اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں 9.8 فیصد کمی ہوئی تھی۔

[7] 27 ستمبر 2018ء سے حکومت نے کھاد کے کئی کارخانوں کے لیے فیڈ اسٹاک کی شرح کو 123 فی ایم ایم بی ٹی یو سے بڑھا کر 185 فی ایم ایم بی ٹی یو کر دیا ہے۔ ماخذ: اوگرا

سے بھی ہم آہنگ تھا۔[8] سیمنٹ کی صنعت نے پیداواری گنجائش میں توسیع کے جاری منصوبوں کے لیے اپنے طویل مدتی قرضوں میں 19.7 ارب روپے کا اضافہ کیا۔ جہاں تک بجلی کی پیداوار اور تقسیم کا تعلق ہے تو آئی پی پیز اور پون منصوبوں کے علاوہ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران کے الیکٹرک اہم فریق کے طور پر ابھرا، کیونکہ اس نے اپنی حدود میں ترسیل کے نظام پر سرمایہ کاری اخراجات کے لیے مالکاری کی۔

3.6 مہنگائی

مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں اوسط عمومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی بڑھ کر 6.5 فیصد ہوگئی جو مالی سال 18ء کی دوسری سہ ماہی میں 4.1 فیصد تھی (**شکل 3.12**)۔ یہ مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی، جب خام تیل کی قیمتیں 100 ڈالر کے ارد گرد رہیں، کے بعد سہ ماہی مہنگائی کی بلند ترین سطح ہے۔

مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں مہنگائی وسیع البنیاد رہی

واضح رہے کہ مہنگائی کے اثرات صارف اشاریہ قیمت باسکٹ میں شامل مختلف اجزا تک پھیلے ہوئے تھے (**شکل 3.13**)۔ مثلاً، مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران 64.4 فیصد اجزا 5 فیصد مہنگائی یا اس سے زائد حد کو ظاہر کررہے تھے جبکہ مالی سال 18ء کی دوسری سہ ماہی میں ان کا حصہ 30.2 فیصد تھا۔ یہ معیشت میں پھیلی ہوئی کچھ مخفی طلب کو ظاہر کرنے کے ساتھ ساتھ شرحِ مبادلہ کی قدر میں کمی اور بڑھی ہوئی قیمتوں کے اثر کی بدستور منتقلی کو ظاہر کرتا ہے۔

مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں توانائی کی مہنگائی کو اہم ترین عامل کی حیثیت حاصل رہی

قدرتی گیس، کیروسین، پیٹرول، ڈیزل، سی این جی اور ایل پی جی کی قیمتوں میں دوہندسی اضافے کے باعث توانائی کی مہنگائی قابل ذکر حد تک بلند رہی (**شکل 3.14**)۔ دوسری سہ ماہی کے دوران اس میں سب سے نمایاں اثر قدرتی گیس اور سی این جی کی قیمتوں پر نظر ثانی نے مرتب کیا۔

شکل 3.14 : دوسری سہ ماہی میں صارف اشاریہ قیمت مہنگائی

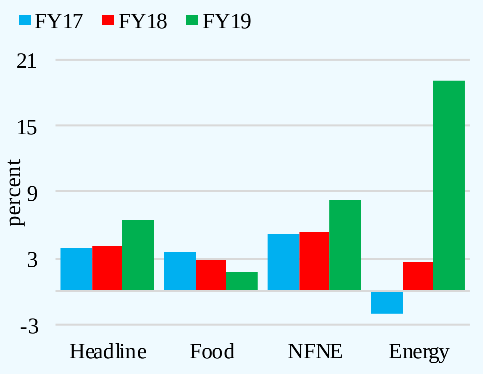

Data source: Pakistan Bureau of

[8] روپے کے لحاظ سے مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں ٹیکسٹائل مشینری کی درآمد میں 7.6 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس یہ 12.8 فیصد تک بڑھی تھی۔ اعداد و شمار کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات۔

شکل 3.15: ملکی صارفین کے لیے قدرتی گیس کے سلیب

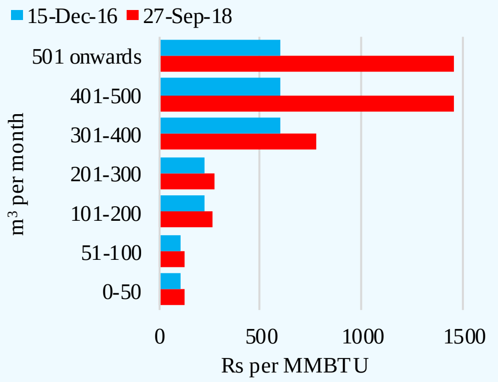

Data source: Oil and Gas Regulatory Authority

تیل و گیس کی ریگولیٹری اتھارٹی نے تقریباً دو برسوں تک کوئی تبدیلی نہ کرنے کے بعد صارفین کے لیے قدرتی گیس کی خردہ قیمتوں پر نظر ثانی کی ہے (**شکل 3.15**)۔ 27 ستمبر 2018ء سے قیمتوں میں اضافہ خاص طور پر بلند سطح کے مدارج میں درج کیا گیا، جو 400 مکعب میٹر ماہانہ سے زائد استعمال کرنے والوں کے لیے ہے۔ اس سلیب کے نرخ 600 روپے فی ایم ایم بی ٹی یو ماہانہ سے بڑھ کر 1,460 روپے فی ایم ایم بی ٹی یو ماہانہ تک پہنچ گئے۔ مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں اس ردوبدل کے سبب گیس کی قیمتوں میں مہنگائی کی بلند سطح (85.3 فیصد) دیکھی گئی۔ سہ ماہی میں صرف گیس کا مہنگائی میں حصہ ایک فیصدی درجے تھا (**جدول 3.6**)، اور مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران عمومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی میں اس کا حصہ تقریباً 15 فیصد رہا۔

جدول 3.6: مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں صارف اشاریہ قیمت کے اشاریوں میں حصہ ڈالنے والے دس سرفہرست اور نچلی سطح کے اجزا کا حصہ

ذیلی اشاریے	وزن	حصہ		ذیلی اشاریے	وزن	حصہ	
		پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی			پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی
سرفہرست 10	**52.5**	**3.9**	**5.5**	**نچلی سطح کے 10**	**8.8**	**-0.2**	**-1.4**
کرایہ مکان	21.8	1.5	1.3	پیاز	0.5	-0.2	-0.6
گیس	1.6	0.0	1.0	ٹماٹر	0.4	0.1	-0.3
ملبوسات اور جوتے	7.6	0.3	0.6	تازہ سبزی	1.7	0.1	-0.3
موٹر ایندھن	3.0	0.5	0.6	آلو	0.5	-0.1	-0.2
تعلیم	3.9	0.6	0.5	دال ماش	0.2	-0.1	0.0
ٹرانسپورٹ خدمات	2.7	0.3	0.4	انڈے	0.5	0.0	0.0
گوشت	2.4	0.3	0.4	ثابت چنا	0.2	0.0	0.0
تازہ دودھ	6.7	0.3	0.3	دال مسور	0.3	0.0	0.0
مرغی	1.4	-0.1	0.3	بیسن	0.2	0.0	0.0
سگریٹ	1.4	0.0	0.2	بجلی	4.4	0.0	0.0

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

غذائی مہنگائی معتدل رہی

مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران غذائی مہنگائی معتدل رہی۔ گوشت، مرغی اور سگریٹوں کی قیمتوں میں دوہندسی مہنگائی ہوئی جبکہ تلف پذیر اشیا (جیسے پیاز، ٹماٹر، آلو اور تازہ سبزیوں) اور دالوں کی قیمتوں میں تیزی سے کمی نے ان کا اثر مکمل طور پر زائل کر دیا (**جدول 3.6**)۔

عام طور پر گوشت کی قیمتیں مستحکم انداز میں بڑھتی رہیں تاہم حالیہ مہینوں کے دوران ان میں تیزی سے تبدیلی دیکھنے میں آئی ہے۔ مالی سال19ء کی دوسری سہ ماہی میں گائے، بکرے، مرغی اور مچھلی کی قیمتوں میں گذشتہ برسوں کی اسی مدت کی نسبت بلند شرح سے اضافہ درج کیا گیا۔ اس کی وضاحت دوسری سہ ماہی میں ٹرانسپورٹ کی لاگت میں اضافے سے ہوتی ہے۔

قوزی مہنگائی میں اضافے کا رجحان جاری رہا

قوزی مہنگائی میں (غیر غذائی غیر توانائی) مالی سال 18ء کی دوسری سہ ماہی کے 5.4 فیصد کے مقابلے میں خاصے اضافہ ہوااور مالی سال19ء کی دوسری سہ ماہی میں یہ بڑھ کر 8.2 فیصد تک پہنچ گئی۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ مارچ 2018ء سے ہر مہینے میں مہنگائی میں اضافے کا رجحان رہا ہے۔ بظاہر غیر غذائی غیر توانائی میں مسلسل بڑھتی ہوئی مہنگائی طلب کے مخفی دباؤ کو ظاہر کرتی ہے تاہم تفصیلی جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ لاگتی دباؤ نے اس میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ خصوصاً، شرح مبادلہ کی قدر میں کمی کے دورِ ثانی اثرات نے بنیادی طور پر مختلف صارفی اشیا اور خاص طور پر درآمدی خام مال سے تیار ہونے والی اشیا کی قیمتوں میں تبدیلی کا تعین کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایندھن کی بلند قیمتوں نے اشیا کی پیداوار اشیا و خدمات کی پیداوار اور ترسیل کی لاگت میں اضافہ کر دیا۔

ملبوسات اور جوتوں کی منڈی میں پیش رفت سے اس پہلو کی کچھ وضاحت ہوتی ہے۔ کپاس کے ساتھ شرح مبادلہ کی قدر میں کمی کے حالات میں درآمدی مشینری، کیمیکلز اور دیگر خام مال کی قیمتوں میں اضافے نے ٹیکسٹائل صنعت کی پیداواری لاگت کو بڑھادیا ہے۔ اسی طرح، جوتوں کی قیمتیں جو مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں تقریباً مستحکم تھیں ان میں مالی سال19ء کی پہلی ششماہی میں بلند درآمدی لاگت اور آپریٹنگ اخراجات کے باعث 7.6 فیصد اضافہ ہو گیا۔ نتیجتاً، مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں ملبوسات اور جوتوں کے اشاریوں میں مجموعی طور پر 59 اجزا میں سے 47اجزا کی غالب اکثریت بلند مہنگائی کی عکاس ہے جبکہ مالی سال 18ء کی دوسری سہ ماہی میں ان کی تعداد صرف 20 تھی۔ گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں بحیثیت مجموعی مالی سال 19ء کے دوران ملبوسات اور جوتوں کی مہنگائی دگنی ہو کر 7.3 فیصد تک پہنچ گئی۔

شکل 3.16 : دوسری سہ ماہی میں ٹرانسپورٹ شعبے کی مہنگائی

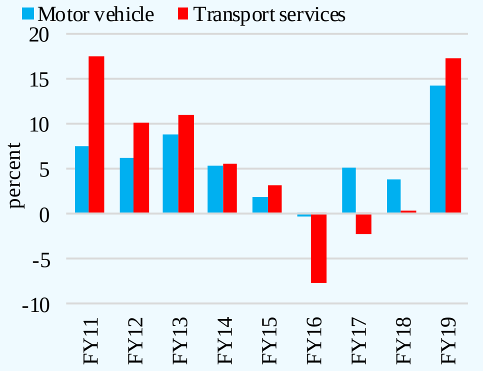

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں ٹرانسپورٹ خدمات کی مہنگائی بڑھ کر مالی سال 11ء کی دوسری سہ ماہی میں دیکھی جانے والی غیر معمولی سطح تک پہنچ گئی (**شکل 3.16**)۔ حکومت نے تیل کی بلند عالمی قیمتوں اور شرح مبادلہ کی قدر میں کمی کا اثر ملکی ایندھن کی قیمتوں پر منتقل کر دیا، جس سے ٹرانسپورٹ کے کرایوں میں اضافہ ہو گیا۔ اسی طرح، گاڑیوں کی صنعت میں پاکستانی روپے کی قدر میں کمی الگ الگ پرزوں کی شکل میں ر نیم ساختہ یونٹوں، گاڑی کے پرزوں اور دیگر لوازمات کی قیمتوں کو بڑھانے کا باعث بنی۔ کاروں کے مقامی اسمبلروں نے اس کا اثر اپنے صارفین کو منتقل کر دیا اور اس کے نتیجے میں مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں کار کی قیمتوں (صارف اشاریہ قیمت میں درج کی گئی) میں 14.1 فیصد اضافہ ہو گیا۔

4 مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ

4.1 عمومی جائزہ

رواں مالی سال کی دوسری سہ ماہی کے دوران مالیاتی اظہاریے مزید ابتر ہوئے۔ محاصل کی نمو میں یہ تخفیف مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران شروع ہوئی اور دوسری سہ ماہی میں شدت اختیار کرگئی۔ سودی ادائیگیوں میں سختیاں برقرار رہیں، اس کے ساتھ ساتھ دفاعی اخراجات میں اضافہ محاصل کا خسارہ بڑھنے پر منتج ہوا۔ مزید برآں محاصل کی نمو میں تخفیف اور غیر سودی مصارفِ جاریہ میں بلند نمو کے سبب بنیادی خسارے میں بھی اضافہ ہوا۔[1] چنانچہ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں مالیاتی خسارہ بڑھ کر جی ڈی پی کا 2.7 فیصد ہوگیا جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں یہ خسارہ 2.2 فیصد تھا۔ (**شکل 4.1**)۔ مالکاری کا بوجھ ملکی اور بیرونی دونوں ذرائع پر رہا، ملکی ذریعے یعنی مرکزی بینک پر انحصار زیادہ رہا اور بیرونی وسائل میں دوطرفہ ذرائع پر انحصار کیا گیا۔

شکل 4.1 : پہلی ششماہی کے دوران مالیاتی توازن کے اظہاریے

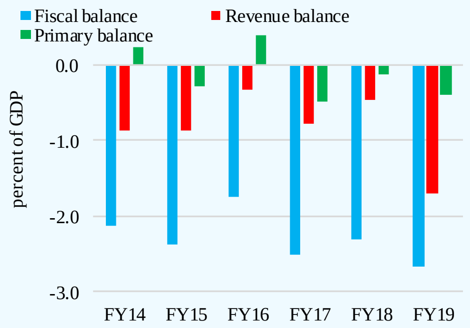

Data source: Ministry of Finance and SBP calculations

مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی کے مقابلے میں مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران محاصل کی وصولی کم رہی۔ اس میں اگرچہ ٹیکس محاصل کی نمو میں کمی ہوئی تاہم، مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران درحقیقت نان ٹیکس محاصل میں بڑی حد تک کمی واقع ہوئی (**جدول 4.1**)۔ ٹیکس محاصل میں یہ کمی وسیع البنیاد تھی، جس کی وجہ جمود کا شکار سیلز ٹیکس اور بلاواسطہ ٹیکس محاصل اور اس کے ساتھ ساتھ کسٹم ڈیوٹیوں کی نمو میں کمی ہے۔ مزید برآں، مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام (پی ایس ڈی پی) کی رقوم کے پست اجرا اور پیٹرولیم مصنوعات پر کم سیلز ٹیکس سے بالترتیب بلاواسطہ اور سیلز ٹیکس کی وصولیوں پر دباؤ پڑا۔ اگرچہ مجموعی طلب میں اعتدال ٹیکسوں کی مجموعی وصولی میں سست روی کا باعث بنا، تاہم شرح مبادلہ میں تخفیف اور ریگولیٹری ڈیوٹیوں میں اضافے سے درآمدات سے متعلق ٹیکسوں میں وصولیاں بہتر بنانے میں مدد ملی۔

[1] مجموعی محاصل سے اخراجاتِ جاریہ منہا کرنے سے محاصل کی رقم جبکہ مالیاتی بقایاجات سے سودی ادائیگیاں منہا کرنے سے ابتدائی رقم سامنے آتی ہے۔

جدول 4.1: مالیاتی سرگرمیوں کا خلاصہ

ارب روپے

	بہاؤ		نمو(فیصد)	
	م س18ء کی پہلی ششماہی	م س19ء کی پہلی ششماہی	م س18ء کی پہلی ششماہی	م س19ء کی پہلی ششماہی
الف۔ مجموعی اخراجات	2,384.7	2,327.1	19.8	-2.4
ٹیکس محاصل	2,026.9	2,082.5	16.4	2.7
غیر ٹیکس محاصل	357.8	244.6	43.4	-31.6
ب۔ مجموعی اخراجات	3,181.0	3,357.0	14.0	5.5
جاریہ	2,545.2	2,984.4	13.5	17.3
سودی ادائیگیاں	751.4	876.7	16.1	16.7
دفاع	393.4	479.6	17.0	21.9
ترقیاتی	574.8	361.1	15.6	-37.2
خالص قرض گاری	2.0	8.3	-131.4	311.8
اعداد و شمار کا فرق	59.0	3.2	3.1	-94.5
مالیاتی بقایاجات (الف-ب)	-796.3	-1,029.9		
مالکاری	796.3	1,029.9		
بیرونی ذرائع	384.1	218.0		
ملکی ذرائع	412.2	811.9		
بینک	331.8	577.6		
غیر بینک	80.4	234.4		
جی ڈی پی کا فیصد				
کُل محاصل	6.9	6.1		
ٹیکس محاصل	5.9	5.4		
نان ٹیکس محاصل	1.0	0.6		
کُل اخراجات	9.2	8.7		
جاریہ	7.4	7.8		
ترقیاتی	1.8	0.9		

اعداد و شمار کا ماخذ: وزارت خزانہ

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران نان ٹیکس محاصل کی وصولیوں میں بڑی حد تک کمی واقع ہوئی۔ پست وصولیوں کی بنیادی وجہ اسٹیٹ بینک کے منافع میں کمی ہے۔ اس کمی کا اہم سبب اسٹیٹ بینک کے واجبات پر باز قدر پیمائی کے نقصانات ہیں۔

مصارف کی نمو خاصی کم ہوئی جس کی بنیادی وجہ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران ترقیاتی اخراجات میں کٹوتی ہے۔ دوسری جانب اخراجاتِ جاریہ میں وفاقی اور صوبائی دونوں سطحوں پر بلند نمو واقع ہوئی۔ وفاقی اخراجاتِ جاریہ میں نمو کا سبب بلند سودی ادائیگیاں اور

دفاعی اخراجات ہیں۔ بالخصوص روپے کی قدر گھٹنے اور لائبور میں اضافے کے باعث بیرونی قرضوں پر سودی ادائیگیاں بڑھیں۔[2] مزید برآں حالیہ زری سختی (مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران اسٹیٹ بینک کے پالیسی ریٹ میں 350 بیسز پوائنٹس کا اضافہ) ملکی قرضوں پر بلند سودی ادائیگیوں کا موجب بنی۔

اس پس منظر میں مالکاری کی بلند ضروریات ملکی اور بیرونی دونوں ذرائع سے پوری کی گئیں، جس میں ملکی ذرائع پر انحصار قدرے زیادہ رہا۔ بیرونی قرضے دوطرفہ سطح پر جبکہ ملکی قرضے اسٹیٹ بینک اور نان بینک ذرائع سے حاصل کیے گئے۔ نتیجتاً، بیرونی اور ملکی قرضوں میں خاصا اضافہ ہوا۔ اگرچہ ملکی قرضے میں اضافے کی وجہ مالکاری کی بلند ضروریات تھیں، تاہم روپے کے لحاظ سے بیرونی قرضے میں اضافے کی بنیادی وجہ شرح مبادلہ میں کمی ہے۔

4.2 محاصل

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران مجموعی محاصل میں 2.4 فیصد کمی واقع ہوئی، جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی کے دوران اس میں 19.8 فیصد کا اضافہ ہوا تھا۔ اس کمی کی اہم وجہ نان ٹیکس محاصل کی پست وصولی ہے (**جدول 4.1**)۔ وفاقی اور صوبائی دونوں حکومتوں کے نان ٹیکس محاصل میں کمی واقع ہوئی۔ ٹیکس محاصل میں اضافے کی وجہ ایف بی آر کے ٹیکس تھے جبکہ صوبائی ٹیکس وصولی گھٹ گئی۔

ایف بی آر ٹیکس

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران ایف بی آر کی ٹیکس وصولی 4.3 فیصد بڑھی جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران یہ اضافہ 16.9 فیصد رہا تھا (**جدول 4.2**)۔ ایف بی آر کے ٹیکسوں میں آنے والی سست روی وسیع البنیاد تھی، جس میں بلاواسطہ اور بالواسطہ دونوں ٹیکسوں کی کمی کا حصہ تھا۔

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران ہدف کے لحاظ سے وصولی کی شرح 40.8 فیصد رہی، جو گذشتہ پانچ برس کی پہلی ششماہیوں کی وصولی کی اوسط شرح 42.2 فیصد سے کم ہے۔ پورے سال کی وصولی کا ہدف حاصل کرنے کے لیے مالی سال 19ء کی دوسری ششماہی کے دوران محاصل کی وصولیوں میں 23.3 فیصد نمو کی ضرورت ہے۔ گذشتہ پانچ برسوں کی دوسری ششماہیوں میں وصولیوں کی اوسطاً 15 فیصد نمو کے پیشِ نظر اس کا حصول مشکل نظر آتا ہے۔

[2] گذشتہ برس کے اسی عرصے کے مقابلے میں مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران مختلف مدتوں پر لائبور میں اوسطاً تقریباً ایک فیصدی درجے کا اضافہ ہوا۔

جدول 4.2: ایف بی آر کی ٹیکس وصولیاں

ارب روپے

		وصولی		فیصد نمو	
	مالی سال 19ء کا ہدف	م س 18ء کی پہلی ششماہی	م س 19ء کی پہلی ششماہی	م س 18ء کی پہلی ششماہی	م س 19ء کی پہلی ششماہی
بلاواسطہ ٹیکس	1727	663.5	668.4	12.2	0.7
بالواسطہ ٹیکس	2671	1058.1	1126.4	20.1	6.5
کسٹم ڈیوٹی	735	281.5	336.0	29.1	19.4
سیلز ٹیکس	1670	686.5	688.0	18.9	0.2
فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی	266	90.1	102.3	5.5	13.6
مجموعی ٹیکس	**4398**	**1721.6**	**1794.8**	**16.9**	**4.3**

اعداد و شمار کا ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ بلاواسطہ ٹیکس گذشتہ برس کی سطح پر رہے جبکہ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران بالواسطہ ٹیکسوں میں 6.5 فیصد کی نمو دیکھی گئی۔ یہ تمام اضافہ ایکسائز اور کسٹم ڈیوٹیوں کی بلند وصولیوں کے باعث ہوا، جبکہ سیلز ٹیکس سے ہونے والی وصولیاں گذشتہ برس کے تقریباً برابر تھیں۔ کسٹم اور ایکسائز ڈیوٹیوں کی بلند وصولیاں ریگولیٹری ڈیوٹیوں کے نفاذ اور ایکسائز ڈیوٹی کی شرح بالخصوص سگریٹ پر اضافے کے باعث ہوئیں جبکہ ملکی معیشت میں سست روی سیلز اور بلاواسطہ دونوں ٹیکسوں میں معتدل اضافے پر منتج ہوئی۔

جدول 4.3: بلاواسطہ ٹیکسوں کی آمدنی کے اہم ذرائع

ارب روپے؛ نمو فیصد میں

	م س 18ء کی پہلی ششماہی	م س 19ء کی پہلی ششماہی	نمو
عندالطلب وصولی	**40.1**	**32.7**	**-18.5**
رضاکارانہ ادائیگی	**174.2**	**192.8**	**10.7**
ودہولڈنگ ٹیکس	**491.5**	**449.4**	**-8.6**
درآمدات	104.8	114.2	9.0
تنخواہیں	57.8	32.8	-43.3
منافع منقسمہ	30.8	25.4	-17.5
بینکوں کا سود اور تمسکات	22.3	25.9	16.1
ٹھیکے	127	106.5	-16.1
برآمدات	13.4	15.5	15.7
نقدی نکلوانا	16.1	17.8	10.5
بجلی کے بل	16.6	19.2	15.7
ٹیلی فون	25.1	3.7	-85.3
متفرق	2.9	0.8	-72.4
خالص انکم ٹیکس	708.8	675.7	-4.7
خالص بلاواسطہ ٹیکس	663.5	668.4	0.7

اعداد و شمار کا ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

بلاواسطہ ٹیکس

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران بلاواسطہ ٹیکس میں 0.7 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی کے دوران یہ اضافہ 12.2 فیصد رہا تھا (**جدول 4.3**)۔ بلاواسطہ ٹیکسوں میں کمی کی اہم وجہ ملک کی معاشی سرگرمیوں میں ہونے والی سُست روی تھی۔

اگرچہ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران درآمدات سے حاصل ہونے والے ودہولڈنگ ٹیکس کی نمو کم ہو کر 9.0 فیصد رہ گئی، جو گذشتہ برس 13.2 فیصد تھی، تاہم مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں دیگر اجزا سے ہونے والی وصولیوں میں کمی دیکھی گئی۔ علی الخصوص یہ کمی ٹھیکوں، ٹیلی فون اور تنخواہوں کی وجہ سے ہوئی۔ اگرچہ سرکاری شعبے کی ترقیاتی منصوبوں کی رقوم کے کم اجرا کا اثر ٹھیکوں سے ہونے والی آمدنی پر پڑا، جبکہ سپریم کورٹ کی جانب سے موبائل ٹاپ اپ پر ٹیکسوں کی معطلی کے باعث ٹیلی فونز سے ہونے والی وصولیاں بھی پست رہیں۔ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران تنخواہوں پر ٹیکس وصولیاں گذشتہ برس کی بہ نسبت کم رہیں، باوجود اس کے کہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران ان وصولیوں میں بہتری آئی ہے۔

جدول 4.4: سیلز ٹیکس کی آمدنی کے اہم ذرائع

ارب روپے؛ نمو فیصد میں

	م س 18ء کی پہلی ششماہی	م س 19ء کی پہلی ششماہی	نمو
معدنی ایندھن، تیل و دیگر مصنوعات	128.4	103.7	-19.2
گاڑیاں	32.8	35.3	7.6
جوہری ری ایکٹر بوائلر اور مشینری	29.7	34.5	16.2
لوہا اور فولاد	32.3	34.3	6.2
برقیاتی مشینری اور آلات	24.4	25.9	6.1
آئل ریفائنری	77.2	71.5	-7.4
برقیاتی توانائی	31.3	32.4	3.5
تیل کی تلاش	30.3	31.0	2.3
آئل مارکیٹنگ کمپنیاں	24.0	16.2	-32.5
دیگر	276.2	303.4	9.8
کُل	**686.5**	**688.0**	**0.2**

اعداد و شمار کا ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

بالواسطہ ٹیکس

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران بالواسطہ ٹیکس وصولیوں میں 6.5 فیصد کی نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس یہ اضافہ 20.1 فیصد تھا۔ اس سُست روی کا سبب سیلز ٹیکس کی وصولیوں میں سُست نمو تھی۔ بالواسطہ ٹیکس میں سیلز ٹیکس کا حصہ 60 فیصد ہے، جس میں صرف 0.2 فیصد کی نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران اس میں 18.9 فیصد کا اضافہ ہوا تھا (**جدول 4.4**)۔ بالخصوص مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران اس کمی کی وجہ کو معاشی سرگرمیوں میں سُست روی کے ساتھ ساتھ مختلف پیٹرولیم مصنوعات پر ٹیکسوں کی پست شرحوں اور پیٹرولیم مصنوعات کی مجموعی درآمدات میں تخفیف سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔[3]

[3] مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران حکومت نے مختلف پیٹرولیم مصنوعات پر سیلز ٹیکس کی شرح کم کر دی ہے۔ مزید برآں، مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدی نمو کم ہو کر 3.6 فیصد رہ گئی جو گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران 29.0 فیصد تھی۔

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران کسٹم ڈیوٹیوں کی وصولی میں 19.4 فیصد کی نمو ہوئی جبکہ اس کے مقابلے میں مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی کے دوران یہ اضافہ 29.1 فیصد تھا (**جدول 4.5**)۔ ان وصولیوں میں بڑی حد تک اضافہ غیر اہم صارفی اشیا پر ریگولیٹری ڈیوٹی بڑھانے کے سبب ہوا۔ اگرچہ درآمدی حجم میں سُست روی دیکھی گئی، تاہم بلحاظِ مالیت روپے کی قدر میں ہونے والی کمی سے اس کی نمو برقرار رکھنے میں مدد ملی۔

جدول 4.5: ایکسائز اور کسٹم ڈیوٹی کی آمدنی کے اہم ذرائع

ارب روپے؛ نمو فیصد

	مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی	مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی	نمو
کسٹم ڈیوٹی			
گاڑیاں	48.9	48.4	-1.0
معدنی ایندھن، تیل و دیگر مصنوعات	30.3	41.5	37.0
لوہا اور فولاد	19.8	25	26.3
جوہری ری ایکٹر بوائلر اور مشینری	16.8	20.5	22.0
برقی مشینری اور آلات	14.5	19	31.0
دیگر	151.2	181.6	20.1
کُل	**281.5**	**336**	**19.4**
فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی			
سگریٹ اور تمباکو	24.5	32.2	31.4
سیمنٹ	23.6	27.8	17.8
مجموعی خدمات	20	19.6	-2.0
مشروبات اور گاڑھے مشروبات	9.7	10.3	6.2
دیگر	12.3	12.4	0.8
کُل	**90.1**	**102.3**	**13.5**

اعداد و شمار کا ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی میں 13.5 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران یہ اضافہ 5.5 فیصد تھا۔ اس بلند نمو کو سگریٹ اور سیمنٹ سے ہونے والی وصولیوں سے منسوب کیا گیا۔ اگرچہ سگریٹ سے فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کی وصولیوں میں اضافہ مختلف برانڈز پر ٹیکس کی بلند شرح کے باعث ہوا، تاہم سیمنٹ سے ڈیوٹی کی وصولی میں اضافے کا سبب اس کی فروخت میں اضافہ بنا۔[4]

نان ٹیکس محاصل

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران نان ٹیکس محاصل میں 31.6 فیصد کی کمی ہوئی جبکہ اس کی بہ نسبت گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 43.4 فیصد کی نمو ہوئی تھی (**جدول 4.6**)۔ اس بڑی کمی کی وجہ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران اسٹیٹ بینک کے منافع کی پست منتقلی ہے۔ یہ امر اہم ہے کہ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران اسٹیٹ بینک کا منافع گذشتہ برس کے مقابلے میں تقریباً نصف

[4] 18 ستمبر 2019ء سے نافذ العمل، حکومت نے بذریعہ ایس آر او نمبر 1150(I)/2018 کے ذریعے سگریٹ کے مختلف برانڈز پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی میں تبدیلی کی۔ مزید برآں، مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران سگریٹ کی فروخت میں 3.9 فیصد کی نمو ہوئی (ماخذ اے پی سی ایم اے)

رہا، جس کی بڑی وجہ اسٹیٹ بینک کے واجبات پر بازقدر پیمائی کے نقصانات تھے۔ اس کے برخلاف اس عرصے کے دوران رائلٹیوں، منافع منقسمہ، پی ٹی اے کا منافع، ونڈ فال لیوی خام تیل پر حاصل شدہ منافع سے بڑھ گیا۔

جدول 4.6: نان ٹیکس محاصل

ارب روپے

	حقیقی	
	مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی	مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی
مارک اپ (سرکاری شعبے کے کاروباری ادارے و دیگر)	13.9	5.8
منافع منقسمہ	19.2	30.2
اسٹیٹ بینک کا منافع	125.2	63.2
دفاعی	6.1	6.3
ڈاکخانے / پی ٹی اے سے حاصل شدہ منافع	8.6	15.9
تیل و گیس پر رائلٹیز	26.6	41.9
پاسپورٹ و دیگر فیس	7.5	9.3
خام تیل پر بچت	4.1	6.5
خام تیل کے عوض ونڈ فال لیوی	0.8	4.5
ایل پی جی پر لیوی	0.3	1.8
دیگر	145.8	59.3
کل	**357.8**	**244.6**

اعداد و شمار کا ماخذ: وزارتِ خزانہ

4.3 اخراجات

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران مالیاتی اخراجات میں 7.4 فیصد اضافہ ہوا، اس کے مقابلے میں گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران 14.3 فیصد کی نمو ہوئی تھی۔ اخراجاتِ جاریہ میں بلند نمو ہونے کے باوجود ترقیاتی اخراجات میں بڑی حد تک کٹوتی کے سبب مجموعی طور پر اخراجات کی نمو میں کمی واقع ہوئی۔ اگرچہ ترقیاتی اخراجات وفاقی اور صوبائی دونوں سطحوں پر کم ہوئے، تاہم وفاقی اخراجاتِ جاریہ میں بلند نمو اخراجاتِ جاریہ میں وسعت آنے کا اہم سبب بنی (**جدول 4.7**)۔

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران وفاقی اخراجاتِ جاریہ میں 16.9 فیصد کی نمو ہوئی، اس کے مقابلے میں مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں یہ اضافہ 12.4 فیصد تھا۔ اس اضافے کی بڑی وجہ بلند سودی ادائیگیاں اور دفاعی اخراجات ہیں۔ سودی ادائیگیاں ملکی اور بیرونی دونوں قرضوں پر بڑھی ہیں۔ بالخصوص مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران بیرونی قرضوں پر سودی ادائیگیاں دگنی سے زائد ہوگئیں۔ لائبور بڑھنے اور روپے کی قدر میں کمی، دونوں کے باعث بیرونی قرضوں کی ادائیگیوں میں اضافہ ہوا۔

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران مجموعی طور پر ترقیاتی اخراجات 37.2 فیصد گھٹ گئے، اس کی بہ نسبت گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 15.6 فیصد کی نمو ہوئی تھی۔ اس عرصے کے دوران وفاقی سطح پر سرکاری شعبے کے ترقیاتی منصوبوں اور دیگر ترقیاتی اخراجات میں کمی آئی۔ وفاقی پی ایس ڈی پی کا بڑا حصہ انفراسٹرکچر اور بجلی کے شعبے سے متعلق تھا۔

جدول 4.7: مالیاتی اخراجات

ارب روپے؛ نمو فیصد میں

	م س17ء کی پہلی ششماہی	م س18ء کی پہلی ششماہی	م س19ء کی پہلی ششماہی	نمو	
				م س18ء کی پہلی ششماہی	م س19ء کی پہلی ششماہی
اخراجات جاریہ	**2,241.6**	**2,545.20**	**2,984.40**	**13.5**	**17.3**
وفاقی	1,473.5	1,656.00	1,936.20	12.4	16.9
سودی ادائیگیاں	647.4	751.4	876.7	16.1	16.7
دفاعی	336.3	393.4	479.6	17	21.9
امن عامہ اور تحفظ	51.4	59.5	68.8	15.8	15.6
دیگر	438.4	451.6	511.1	3	13.2
صوبائی	768.1	889.3	1,048.20	15.8	17.9
ترقیاتی اخراجات	**497.4**	**574.8**	**361.1**	**15.6**	**-37.2**
سرکاری شعبے کے ترقیاتی منصوبے	445.7	519.8	328.2	16.6	-36.9
وفاقی *	198.3	203	160.5	2.4	-20.9
صوبائی	274.4	316.8	167.7	15.4	-47.1
دیگر (بشمول بینظیر انکم سپورٹ پروگرام)	51.7	55	32.9	6.4	-40.2
خالص قرض گاری	**-6.4**	**2**	**8.3**	**-131.1**	**315**
کُل اخراجات **	**2,732.6**	**3,122.00**	**3,353.80**	**14.3**	**7.4**

* علاوہ از صوبائی امداد

** علاوہ از شماریاتی فرق

اعداد و شمار کا ماخذ: وزارتِ خزانہ

4.4 صوبائی مالیاتی سرگرمیاں

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران صوبائی زرِ فاضل 273.2 ارب روپے تک جا پہنچا، جو مالی سال 19ء کے لیے مقررہ مجموعی ہدف کا تقریباً 96 فیصد تھا۔[5] اس میں بڑا حصہ پنجاب اور سندھ اور اس کے بعد بلوچستان کا ہے۔ تاہم گذشتہ برس کے اسی عرصے میں مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران خیبر پختونخوا کا زرِ فاضل تقریباً نصف ہو گیا (**جدول 4.8**)۔

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران صوبائی محاصل میں 4.9 فیصد کا اضافہ ہوا، اس کی بہ نسبت گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران محاصل میں 31.8 فیصد نمو ہوئی تھی۔ اکثر و بیشتر وفاقی منتقلیوں پر انحصار کرنے کے باعث جب وفاقی محاصل میں کمی آئی تو پہلی ششماہی میں اس کا اثر مجموعی صوبائی محاصل پر پڑا۔ اس کے ساتھ ساتھ صوبوں کی اپنے محاصل کی وصولیاں بھی 9.9 فیصد کم ہوئیں (**شکل 4.2**)۔

[5] مالی سال 19ء کے میزانیے کے لیے صوبائی فاضل رقوم کا حجم 285.6 ارب روپے مقرر کیا گیا۔

شکل 4.2 : پہلی ششماہی کے دوران صوبائی محاصل کی پیداوار کے اہم ذرائع میں نمو کے رجحانات

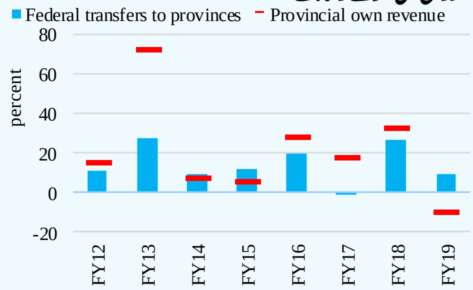

Data source: Ministry of Finance and SBP calculations

تاہم صوبوں کے اپنے ٹیکس محاصل گذشتہ برس کی 21.1 فیصد نمو کے مقابلے میں صرف 6.4 فیصد بڑھے۔ اس میں بڑا کردار اسٹیمپ ڈیوٹیوں کے علاوہ ایکسائز ڈیوٹیوں اور موٹر وہیکل ٹیکس کا تھا؛ تاہم اس عرصے میں خدمات پر جنرل سیلز ٹیکس میں کمی واقع ہوئی۔ بنیادی طور پر صوبوں کے اپنے محاصل میں کمی نان ٹیکس محاصل میں 54.6 فیصد کمی کے باعث ہوئی، جس میں گذشتہ برس 82.3 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ دیگر ذرائع میں کمی کے علاوہ پن بجلی منصوبوں کے منافع، جو صوبائی نان ٹیکس محاصل کا بڑا حصہ ہیں، میں 0.8 ارب روپے کی کمی واقع ہوئی جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے میں اس میں 18.2 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔

دوسری جانب مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران صوبائی محاصل میں 0.9 فیصد کی تھوڑی سی نمو ہوئی، اس کے مقابلے میں گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران اس میں 18.7 فیصد کی نمو ہوئی تھی، اگرچہ صوبائی اخراجاتِ جاریہ میں کچھ اضافہ ہوا تاہم ترقیاتی اخراجات میں 47.1 فیصد کی خاصی کمی واقع ہوئی، جس سے مجموعی طور پر اس پست اخراجاتی نمو کی وضاحت ہوتی ہے۔

4.5 سرکاری قرضہ

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران ملک کا سرکاری قرضہ 10.0 فیصد کی نمو کے باعث دسمبر 2018ء کے اختتام تک 27.5 ٹریلین روپے ہو گیا۔ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران ملکی اور بیرونی دونوں قرضوں کا بہاؤ تقریباً دگنا ہو جانے سے ان میں بڑی حد تک اضافہ ہو گیا(**جدول 4.9**)۔ تاہم یہ امر قابل غور ہے کہ کم قرضے مجتمع ہونے کے باوجود مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران بیرونی قرضے میں اضافے کی بنیادی وجہ روپے کی شرح مبادلہ میں کمی تھی (بالخصوص دوسری سہ ماہی میں روپے کی قدر میں 10.5 فیصد کمی ہوئی)۔ مالکاری کی بلند ضروریات اور بیرونی مالکاری کی پست دستیابی کے باعث مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران ملکی قرضوں میں 1.1 ٹریلین روپے کا بڑا اضافہ ہوا۔

ملکی قرضہ

مالی خسارے کے بوجھ کا بڑا حصہ ملکی ذرائع پر آ گیا۔ نتیجتاً مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران ملکی قرضے میں 1119.5 ارب روپے کا اضافہ ہوا، یہ حجم گذشتہ برس کے اسی عرصے کے مقابلے میں تقریباً دو گنا بڑھا ہے (**جدول 4.10**)۔ مزید بر آں مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران حکومت کے ملکی قرضے زیادہ تر قلیل مدتی قرضوں پر مشتمل رہے، جس میں زیادہ انحصار مرکزی بینک کی قرض گیری پر کیا گیا۔

جدول 4.8: صوبائی مالیاتی سرگرمیاں

ارب روپے

	پنجاب	سندھ	خیبر پختونخوا	بلوچستان	کُل	نمو
مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی						
الف۔ مجموعی محاصل	707.5	398.4	231.8	134.1	1471.8	4.9
وفاقی محاصل میں صوبائی حصہ	583.3	297.1	195.9	123.0	1199.3	9.6
صوبوں کے اپنے محاصل (I+II)	110.3	87.3	13.7	5.7	217.0	-9.9
I۔ ٹیکس	92.5	83.0	8.7	3.6	187.8	6.4
II۔ نان ٹیکس محاصل	17.8	4.3	5.0	2.2	29.3	-54.6
وفاقی قرضے اور منتقلیاں	13.9	14.0	22.2	5.3	55.5	-18.6
ب۔ مجموعی اخراجات	579.5	354.0	195.0	95.8	1224.3	0.9
جاریہ	504.8	307.9	154.0	90.0	1056.6	17.9
ترقیاتی	74.7	46.2	41.1	5.8	167.7	-47.1
فرق (الف-ب)	128.0	44.4	36.8	38.3	247.5	30.4
مالکاری* (مجموعی بقایاجات)	**-119.0**	**-98.3**	**-12.7**	**-43.3**	**-273.2**	**34.0**
مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی						
الف۔ مجموعی محاصل	677.3	379.3	223.7	122.5	1402.9	31.8
وفاقی محاصل میں صوبائی حصہ	533.2	276.5	176.8	107.3	1093.8	26.1
صوبوں کے اپنے محاصل (I+II)	113.1	80.7	36.0	11.1	240.9	33.0
I۔ ٹیکس	91.8	72.2	8.4	4.0	176.4	21.1
II۔ نان ٹیکس محاصل	21.3	8.5	27.6	7.1	64.5	82.3
وفاقی قرضے اور منتقلیاں	31.0	22.1	10.9	4.1	68.1	327.5
ب۔ مجموعی اخراجات	636.7	319.5	176.4	80.4	1213.1	18.7
جاریہ	422.3	263.3	135.2	75.5	896.3	15.7
ترقیاتی	214.4	56.2	41.2	4.9	316.8	28.0
فرق (الف-ب)	40.7	59.8	47.3	42.1	189.8	350.1
مالکاری* (مجموعی بقایاجات)	**-69.5**	**-60.7**	**-21.0**	**-52.7**	-203.9	125.2

مالکاری میں منفی علامت سے مراد زرِ فاضل ہے۔

اعداد و شمار کا ماخذ: وزارتِ خزانہ اور اسٹیٹ بینک کے تخمینے

مرکزی بینک کی قرض گیری میں اضافہ

مجموعی طور پر حکومت نے زیادہ تر اسٹیٹ بینک سے قرض گیری کی اور کمرشل بینکوں کے قرضے واپس کیے۔ تجزیہ شدہ اعدادوشمار سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی سہ ماہی کے دوران حکومت نے اسٹیٹ بینک سے زیادہ قرض گیری کی جبکہ دوسری سہ ماہی کے دوران حکومت نے جدولی بینکوں سے زیادہ قرضے لیے اور مرکزی بینک کے کچھ قرضے واپس کیے (**شکل 4.4**)۔

شکل 4.3 : پہلی ششماہی کے دوران صوبائی مصارف کے رجحانات

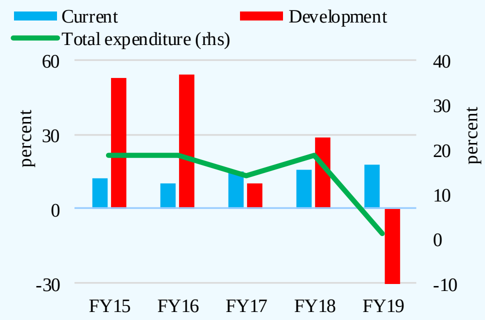

Data source: Ministry of Finance and SBP calculations

سہ ماہی مدت کے سوا ایم ٹی بیز کا حجم کم یا نہ ہونے کے برابر رہا

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران بینکوں کی زیادہ دلچسپی سہ ماہی مدت کے ٹریژری بلز میں رہی۔ گذشتہ دنوں میں زری سختی کے پیشِ نظر بینکوں نے 6 اور 12 ماہ کے تمسکات میں سرمایہ کاری سے ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا۔ نتیجتاً واجب الادا قرضے میں طویل مدتی ٹریژری بلز تقریباً ختم ہوگئے (**شکل 4.5**)۔

پالیسی ریٹ میں مزید اضافے کی توقع نے طویل مدتی تمسکات میں سرمایہ کاری کرنے کے حوالے سے بینکوں کی حوصلہ شکنی کی کیونکہ وہ منڈی کے خطرے سے بچنے کے خواہاں تھے۔ کُل 203.9 ارب روپے پی آئی بیز کی پیشکشوں میں سے صرف 43.1 ارب روپے کی پیشکشوں (زیادہ تر 5 سالہ مدت کے) کو قبول کیا گیا۔

جدول 4.9 : پاکستان کے سرکاری قرضوں کا خاکہ

ارب روپے

	عرصے کے اختتام پر صورتِ حال		بہاؤ			
			پہلی ششماہی		مالی سال 19ء	
	جون 18ء	دسمبر 18ء	مالی سال 18ء	مالی سال 19ء	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی
خام سرکاری قرضہ	24,952.9	27,455.9	1,412.1	2,503.0	830.6	1,672.5
حکومت کا ملکی قرضہ	16,416.3	17,535.7	588.2	1,119.4	503.6	615.9
حکومت کا بیرونی قرضہ	7,795.8	9,101.2	773.8	1,305.3	327.1	978.3
آئی ایم ایف سے قرضہ	740.8	819.0	50.1	78.2	-0.1	78.3
حکومت کا مجموعی قرضہ *	23,024.0	25,238.2	1,243.9	2,214.3	693.7	1,520.5

* حکومت کے مجموعی قرضے سے بینکاری نظام میں اس کی امانتیں منہا ہیں۔

اعدادوشمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک

ملکی قرضے میں غیر بینک اداروں بشمول میوچل فنڈز، انشورنس کمپنیوں، کارپوریٹ اداروں اور افراد کے حصے میں تھوڑی بہتری آئی۔ زیادہ تر غیر بینک قرضے پی آئی بیز اور ایم ٹی بیز کے ذریعے جمع ہوئے (**شکل 4.6 اور 4.7**)۔ محکمہ قومی بچت کے منافعے کی شرحوں میں کچھ اضافہ ہونے کے باوجود مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران اس میں رقوم کی آمد 4.6 ارب روپے کم ہوئی۔ محکمہ قومی بچت کی تفصیلات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسپیشل سیونگ اکاؤنٹ (ایس ایس اے) اور اسپیشل سیونگ سرٹیفکیٹ (ایس ایس سی) جیسی اسکیمیں (جن میں قبل از وقت رقوم نکلوانے پر کوئی کٹوتی نہیں ہوتی اور ادارہ جاتی سرمایہ کاری کے لیے اہل ہوتی ہیں) میں رقوم نکلوانے کا رجحان دیکھا گیا، جو سرمایہ کاری کے ممکنہ طور پر میوچل فنڈز، انشورنس کمپنیوں اور کارپوریٹ اداروں میں منتقل ہونے کی عکاسی کرتا ہے۔ تاہم دیگر تمام بڑی اسکیموں میں خالص منافع ہوا (**جدول 4.11**)۔

جدول 4.10 : حکومت کے ملکی قرضے میں مطلق تبدیلی

ارب روپے

	پہلی ششماہی		مالی سال19ء	
	م س18ء	م س19ء	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی
حکومت کا ملکی قرضہ	**588.2**	**1,119.5**	**503.6**	**615.9**
مستقل قرضہ	-495.4	-277.4	-290.1	12.8
جس میں				
پی آئی بیز	-541.0	-309.8	-332.3	22.5
پرائز بانڈز	45.6	77.6	42.1	35.5
رواں قرضہ	1,038.2	1,398.6	778.7	619.9
جس میں				
ایم ٹی بیز	747.7	22.8	-970.8	993.5
ایم آر ٹی بیز	83.2	1,375.8	1,749.5	-373.7
اسٹیٹ بینک کی جانب سے یکمشت بنیاد پر	207.3	0.0	0.0	0.0
غیر فنڈ قرضہ	45.1	-2.6	14.8	-17.4
بیرونی کرنسی میں قرضے	0.2	0.7	0.1	0.6

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک

جدول 4.11: قومی بچت اسکیم کے تمسکات سے ہونے والی خالص وصولیاں*

ارب روپے

	مالی سال18ء کی پہلی ششماہی	مالی سال19ء کی پہلی ششماہی
ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ (ڈی ایس سی)	6.1	-1.0
اسپیشل سیونگ سرٹیفکیٹ (ایس ایس سی)	-25.5	-1.8
ریگولر انکم سرٹیفکیٹ (آر آئی سی)	5.1	17.4
بہبود سیونگ سرٹیفکیٹ (بی ایس سی)	21.2	42.1
اسپیشل سیونگ اکاؤنٹس (ایس ایس اے)	29.4	-79.3
سیونگ اکاؤنٹس	0.9	1.5
دیگر	9.1	16.5
کُل	**46.4**	**-4.6**

علاوہ از قلیل مدتی سیونگ سرٹیفکیٹس

اعداد و شمار کا ماخذ: مرکزی محکمہ قومی بچت

شکل 4.4: ملکی قرضے کے ذرائع

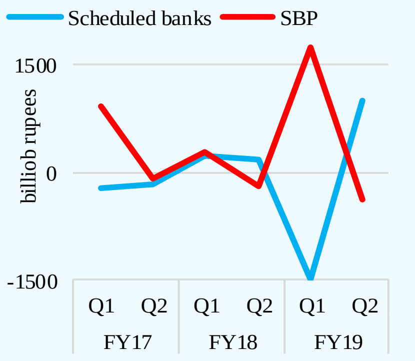

Data source: State Bank of Pakistan

شکل 4.5: واجب الادائی بلز کی ہیئتِ ترکیبی (فیصد)

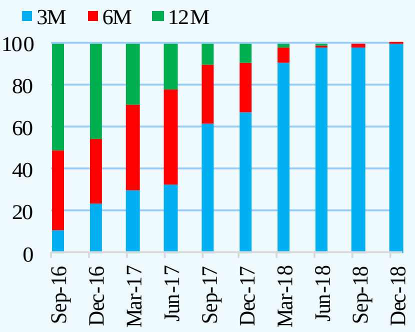

Data source: State Bank of Pakistan

سرکاری بیرونی قرضہ

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران سرکاری بیرونی قرضوں اور واجبات میں 3.1 ارب ڈالر (4.1 فیصد) کا اضافہ ہوا اس کے مقابلے میں گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران یہ اضافہ 4.4 ارب ڈالر (6.7 فیصد) تھا (**جدول 4.12**)۔ مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی جس میں یورو / صکوک بانڈز کے اجراء کے ذریعے قرضے حاصل کیے گئے تھے، اس کے برخلاف حالیہ عرصے میں عارضی بندوبست کے طور پر دوطرفہ حکومتوں کی سطح پر قرضے لیے گئے۔

کرنسیوں کی قدر میں تبدیلی سے سرکاری قرضے میں جو فرق آیا، اس کے اثرات کے تناظر میں مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران ڈالر کے مقابلے میں جاپانی ین کی قدر بڑھنے کی وجہ سے بیرونی قرضوں میں باز قدر پیمائی کے نقصان کا حجم 134.9 ملین ڈالر رہا۔

شکل 4.6: پہلی ششماہی کے دوران مالکاری کی ہیئتِ ترکیبی

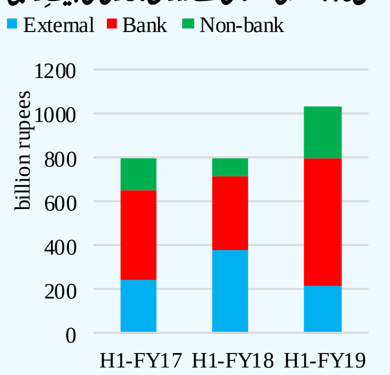

Data source: Ministry of Finance

شکل 4.7: غیر بینک ذرائع سے ملکی قرضے کی ہیئتِ ترکیبی

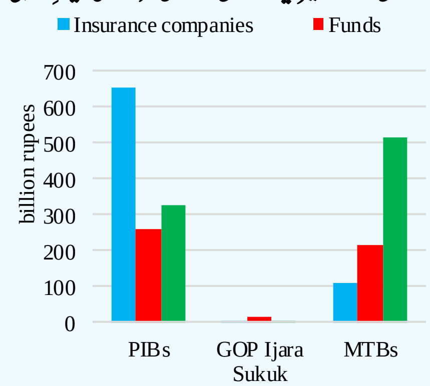

Data source: State Bank of Pakistan (up to Nov,

جدول 4.12: سرکاری بیرونی قرضے اور واجبات

ارب امریکی ڈالر

	حجم		بہاؤ			
			پہلی ششماہی		مالی سال19ء	
	جون18ء	دسمبر18ء	مالی سال18ء	مالی سال19ء	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی
سرکاری بیرونی قرضے اور واجبات(i+ii+iii)	75.4	78.5	4.4	3.1	1.0	2.1
سرکاری بیرونی قرضے(i+ii)	70.2	71.5	4.3	1.2	1.1	0.1
i)سرکاری قرضہ	64.1	65.6	4.2	1.4	1.2	0.2
جس میں؛						
پیرس کلب	11.6	11.4	-0.1	-0.3	-0.1	-0.1
کثیر فریقی	28.1	27.7	0.3	-0.4	-0.5	0.1
دیگر دوطرفہ	8.7	11.3	0.7	2.7	2.2	0.5
یورو / صکوک بانڈز	7.3	7.3	2.5	0.0	0.0	0.0
کمرشل قرضے (ایل ٹی)	6.8	6.8	0.3	0.0	0.0	0.0
ii)آئی ایم ایف سے قرضہ	6.1	5.9	0.1	-0.2	-0.1	-0.1
iii)زرِ مبادلہ واجبات	5.1	7.0	0.1	1.9	-0.1	2.0

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک اور اقتصادی امور ڈویژن

تاہم مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی اور مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران ملکی قرضوں میں باز قدر پیمائی کے مجموعی فوائد کا حجم 299.2 ملین ڈالر رہا۔

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران قرضوں کی واپسی میں اضافہ ہوا۔ بالخصوص مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران قرضوں کی مد میں 3.7 ارب ڈالر کی ادائیگیاں کی گئیں جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران ان ادائیگیوں کا حجم 2.9 ارب ڈالر تھا۔ حالیہ عرصے میں قرضوں کی قدرے زیادہ واپسی کی اہم وجہ اس میں اصل رقم کا بلند حصہ شامل ہونا تھا جو مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران بڑھ کر 2.7 ارب ڈالر ہو گیا جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران اس کا حجم 2.1 ارب ڈالر تھا۔ قرضوں کی اصل رقم کی ادائیگی کے تناظر میں قلیل مدتی قرضوں کی واپسی میں خاطر خواہ اضافہ ہوا، جو مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں 0.6 ارب ڈالر سے بڑھ کر مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں 1.2 ارب ڈالر ہو گیا۔

جدول4.13: سرکاری بیرونی قرضے کی واپسی

ملین امریکی ڈالر

	مالی سال18ء کی پہلی ششماہی	مالی سال19ء کی پہلی ششماہی	تبدیلی
اصل رقم			
سرکاری قرضہ (الف+ب)	2,082.1	2,677.6	595.4
الف۔ حکومتی قرضہ	2,082.1	2,552.1	469.9
پیرس کلب	294.7	313.8	19.2
کثیرالفریقی	665.1	666.0	0.9
دیگر دوطرفہ	88.5	162.3	73.8
کمرشل قرضے (ایل ٹی)	408.0	200.0	(208.0)
قلیل مدتی	605.9	1,210.0	604.1
ب۔ آئی ایم ایف		125.5	125.5
سود			
سرکاری قرضہ (الف+ب)	782.6	1,016.6	234.0
الف۔ حکومتی قرضہ	722.0	945.4	223.5
پیرس کلب	121.3	115.0	(6.3)
کثیر فریقی	166.1	217.5	51.3
دیگر دوطرفہ	89.6	121.0	31.4
یورو/صکوک بانڈز	171.3	251.8	80.5
کمرشل قرضے (طویل مدتی)	129.4	198.1	68.8
کثیر فریقی (قلیل مدتی)	44.2	31.0	(13.3)
ب۔ آئی ایم ایف	60.7	71.2	10.5
کُل (اصل رقم+سود)	2,864.8	3,694.2	829.4

اعدادوشمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک

مالی سال19ء کی پہلی ششماہی کے دوران سودی ادائیگیوں میں بھی 1.0 ارب ڈالر کا اضافہ دیکھا گیا، جو مالی سال18ء کی پہلی ششماہی سے 234 ملین ڈالر زائد ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یورو/صکوک بانڈز کے تحت بلند سودی ادائیگیاں اور اس کے بعد کثیر فریقی اور کمرشل قرضوں کی ادائیگیاں ہیں (**جدول4.13**)۔

5 بیرونی شعبہ

5.1 عمومی جائزہ

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران پاکستان کے بیرونی کھاتے میں ہمت آزما صورتِ حال برقرار ہے۔ بڑے پیمانے پر ردوبدل کی داخلی پالیسیوں سے جو فوائد حاصل ہوئے تھے انہیں تیل کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں اور برآمدات میں مجموعی طور پر سست روی نے جزواً

جدول 5.1: بیرونی شعبے کے اہم اظہاریوں کی کارکردگی

(ملین ڈالر)

	سہ2			ش ش1		
	م س18ء	م س19ء	فرق	م س18ء	م س19ء	فرق
جاری حسابات کا توازن	-4,592	-3,851	741	-8,353	-7,615	738
تجارتی توازن	-7,444	-7,528	-84	-14,758	-15,500	-742
برآمدات	6,152	5,956	-196	11,831	11,841	10
درآمدات	13,596	13,484	-112	26,589	27,341	752
توانائی کی درآمدات	3,385	3,888	503	6,331	8,019	1,688
خدمات کا توازن	-1,469	-929	540	-2,745	-1,894	851
بنیادی آمدنی کا توازن	-1,525	-1,531	-6	-2,582	-2,642	-60
ثانوی آمدنی کا توازن	5,846	6,137	291	11,732	12,421	689
ترسیلاتِ زر	4,955	5,473	518	9,745	11,030	1,285
مالی کھاتے کا توازن	-4,920	-2,883	-2,037	-6,790	-5,523	-1,267
بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی آمد (خالص)	868	760	-108	1,633	1,319	-314
جزدانی سرمایہ کاری (خالص)	2,446	-234	-2,680	2,320	-419	-2,739
یوروبانڈ/صکوک	2,500	0	-2,500	2,500	0	-2,500
نجی بیرونی جزدانی سرمایہ کاری	-54	-234	-180	-129	-419	-290
زرمبادلہ واجبات (خالص)	2,070	2,421	351	2,887	4,505	1,618
اسٹیٹ بینک کے سیال زرمبادلہ ذخائر (آخر مدت)	14,107	7,199	-6,908	14,107	7,199	-6,908

ماخذ: بینک دولت پاکستان

زائل کر دیا۔[1] کارکنوں کی ترسیلات میں قابلِ قدر بحالی اور خدمات کے خسارے میں قابلِ ذکر تخفیف خوش آئند ہے تاہم یہ جاری حسابات کے خسارے میں معقول بہتری لانے کے لیے ناکافی ثابت ہوئیں چنانچہ یہ خسارہ م س19ء کی پہلی ششماہی میں بلند رہا(**جدول 5.1**)۔

شکل 5.1: ابھرتے ہوئے بڑے ملکوں کی برآمدی نمو

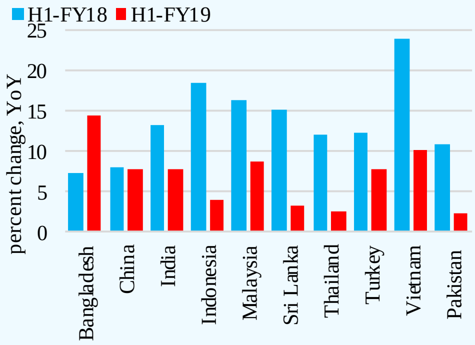

Data source: Haver Analytics and Pakistan Bureau of Statistics

اس کے نتیجے میں زرِمبادلہ کی ادائیگی کا دباؤ بین البینک بازار میں نہ صرف برقرار رہا بلکہ اُن عرصیتوں کی بنا پر بڑھ گیا جو گذشتہ سال قلیل مدتی سرکاری قرضے کے طور پر لی گئی تھیں۔ چنانچہ حکومت نے توازنِ ادائیگی سے تعاون طلب کیا خصوصاً دوطرفہ ذرائع سے۔ اس طرح اگرچہ دوست ممالک سے کافی معقول رقوم حاصل ہوئیں تاہم وہ جاری حسابات کا خسارہ پورا کرنے کے لیے ناکافی رہیں۔ نتیجتاً اس عرصے کے دوران اسٹیٹ بینک کے زرِمبادلہ ذخائر میں 2.7 ارب ڈالر کی آئی اور پاکستانی روپیہ امریکی ڈالر کے مقابل 12.5 فیصد گر گیا۔

توازنِ ادائیگی کی دشواریاں ایک ایسے وقت میں بڑھ گئی ہیں جب خود عالمی معیشت کو خاصے ناسازگار حالات کا سامنا ہے۔ جرمنی اور فرانس جیسے یورپی یونین کے بڑے ممالک میں صارف کی طلب میں بڑی کمی واقع ہوئی ہے جو خردہ فروخت اور درآمدات دونوں میں کمی سے ظاہر ہے (**سیکشن 5.5**)۔[2] فرانس میں سست روی کی وجہ سیاسی صورتِ حال ہے جبکہ جرمنی کی معیشت امریکہ اور چین کے تجارتی مذاکرات کے نتائج سے سامنے آنے والی غیر یقینی صورتِ حال سے متاثر ہوئی۔[3] یورپی یونین کے ملکوں میں اس سست روی نے پاکستان اور دیگر ابھرتے ہوئے برآمدکنندگان پر منفی اثرات ڈالے جس سے ان کی برآمدی کارکردگی دورانِ سال ماند پڑ گئی (**شکل 5.1**)۔

---

[1] تیل کی بین الاقوامی قیمتیں اگرچہ اکتوبر 2018ء سے گری ہیں، تاہم مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے ساتھ ساتھ دوسری سہ ماہی کے دوران سال بسال بنیاد پر وہ اب بھی بلند ہیں۔ عرب لائٹ خام تیل کی قیمتیں مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی کے مقابلے میں مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران اوسطاً 32.0 فیصد زائد ہیں، جبکہ مالی سال 18ء کی دوسری سہ ماہی کے مقابلے میں مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں یہ 16.4 فیصد زائد ہیں۔

[2] یورپی یونین کی مجموعی درآمدات میں نمو مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران سال بسال 4.0 فیصد رہی جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں یہ 14.9 فیصد رہی تھی (ماخذ: ہیور اینالیٹکس)۔

[3] امریکہ اور چین کی تجارتی کشیدگی کے علاوہ چین کی معیشت میں سست روی کی بنا پر جرمنی کی برآمدی کارکردگی متاثر ہوئی ہے۔ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران چین کو جرمنی کی برآمدات میں نمو سست ہو کر سال بسال 5.1 فیصد رہ گئی ہے جو مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں 13.3 فیصد تھی۔ اس کے علاوہ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران جرمنی کی حقیقی جی ڈی پی کی نمو میں برآمدات نے منفی 0.1 فیصدی درجے کی اوسط سے حصہ ڈالا جو گذشتہ سال کی اسی مدت میں 0.7 فیصدی درجے مثبت نمو کی صورت میں تھی (ماخذ: ہیور اینالیٹکس)۔

یورپی یونین سے پست طلب کے علاوہ اپنی پست اکائی قیمتوں کی وجہ سے بھی پاکستان کی برآمدات متاثر ہوئیں۔ یہ بات نِٹ ویئر، تیار ملبوسات اور باسمتی چاول کے معاملے میں خاص طور پر محسوس ہوتی ہے۔ دوسری جانب، غیر باسمتی چاول کے برآمد کنندگان کو افریقی منڈیوں میں اپنا حصہ سنبھالنا مشکل ہو رہا ہے کیونکہ چین کے برآمد کنندگان انہیں سخت مسابقت دے رہے ہیں۔ آخری بات یہ کہ گندم اور شکر پر زرِ اعانت کی واپسی سے ان دونوں اجناس کی برآمدی کارکردگی کمزور رہی۔

شکل 5.2 : پہلی ششماہی میں درآمدی ادائیگیوں میں (سال بسال) مطلق تبدیلی (ملین ڈالر)

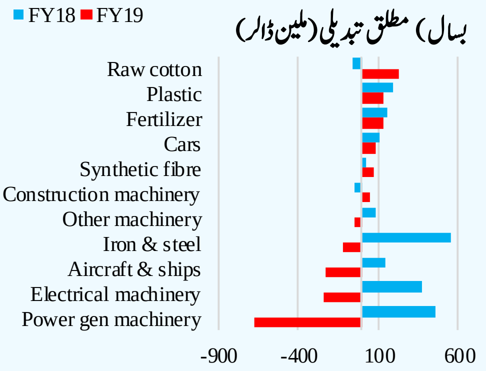

Data source: State Bank of Pakistan

جہاں تک درآمدات کا تعلق ہے تو م س19ء کی پہلی ششماہی میں ادائیگیوں میں نمو جن وجوہات سے گھٹ گئی ان میں ترقیاتی اخراجات میں نمایاں کمی، چین پاک اقتصادی راہداری (سی پیک) کے ابتدائی منصوبوں کی تکمیل اور غیر ضروری درآمدات میں کمی لانے کے لیے ضوابطی اقدامات شامل ہیں (شکل 5.2)۔ تعمیراتی سرگرمیوں میں سست روی نے تعمیراتی مشینری کے علاوہ لوہے اور فولاد کی طلب کم کر دی۔ مزید تعاون طیاروں کے پرزوں اور ریلوے انجنوں، اور مکمل ساختہ کاروں کے لیے پست ادائیگیوں سے ملا۔

تاہم غیر توانائی درآمدی ادائیگیوں میں کمی کی بنا پر زرِ مبادلہ کی جو بچت ہوئی تھی وہ توانائی کے درآمدی اخراجات 27.1 فیصد بڑھنے سے مکمل طور پر زائل ہوگئی۔ یہ اخراجات کسی بھی سال کی ایک ششماہی کے بلند ترین اخراجات تھے۔ اس معاملے میں بلند بین الاقوامی نرخوں نے اہم کردار ادا کیا کیونکہ پیٹرولیم مصنوعات اور خام تیل دونوں کی درآمدی مقداریں زیر جائزہ عرصے کے دوران کم ہوئیں (شکل 5.3)۔

شکل 5.3 : پہلی ششماہی میں توانائی کی درآمد میں سال بسال تبدیلی، قیمت اور حجم کا حصہ

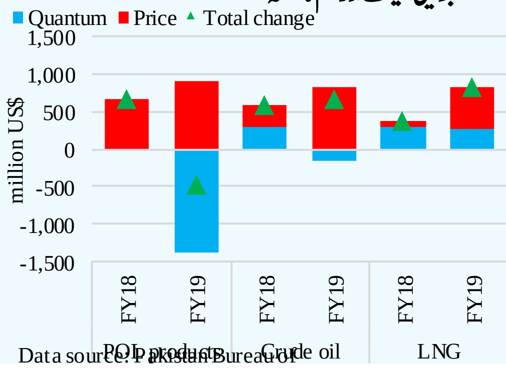

Data source: Pakistan Bureau of

جاری کھاتے میں ان ملفوف تحرکات کے ساتھ جاری حسابات کا خسارہ نمایاں طور پر کم نہیں کیا جا سکتا تھا حالانکہ ترسیلاتِ زر میں عمدہ اضافہ ہوا اور خدمات کے خسارے میں کمی آگئی تھی۔ جاری حسابات کے بلند خسارے نے قابلِ قدر بیرونی مالکاری کا بندوبست لازمی بنا دیا۔

تاہم مالی رقوم کی خالص آمد گذشتہ سال سے کم رہی کیونکہ نئی حکومت نے ریاستی بانڈ کے اجرا یا قلیل مدتی بھاری قرض گیری کا راستہ نہیں اپنایا۔ اس کے بجائے اس نے توازنِ ادائیگی میں تعاون کے لیے دوطرفہ ذرائع کے پاس جانے اور اس کے ساتھ ساتھ آئی ایم ایف سے بیل آؤٹ مذاکرات شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس کے نتیجے میں م س19ء کی پہلی ششماہی کے دوران چین اور سعودی عرب سے آنے والی زرِ مبادلہ کی مجموعی رقوم 4.0 ارب ڈالر تھیں جن سے حکومت کو اس عرصے کے دوران واجب الادا طویل مدتی اور قلیل مدتی قرضے کی ادائیگیاں کرنے کا موقع ملا۔

5.2 جاری کھاتہ

م س19ء کی پہلی ششماہی کے دوران جاری حسابات کا خسارہ 7.6 ارب ڈالر کی بلند سطح پر رہا، جو گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں سال بسال 8.8 فیصد کم ہوا۔ م س18ء کی پہلی ششماہی کے دوران جاری حسابات کا خسارہ 76.9 فیصد بڑھ گیا تھا۔

اگرچہ اشیا کا خسارہ 5.0 فیصد بڑھ گیا تاہم خدمات کے خسارے میں ہونے والی 31.0 فیصد کمی نے اسے مکمل طور پر زائل کردیا۔ اس بنا پر م س19ء کی پہلی ششماہی کے دوران اشیا اور خدمات کا توازنِ تجارت گذشتہ سال ہی کی سطح پر رہا۔ خدمات کے خسارے میں کمی کی ایک بڑی وجہ خدمات کی درآمد میں کمی تھی۔ درآمدات کم رہنے کا بنیادی سبب یہ تھا کہ لوگوں کی طرف سے ذاتی سفر کے لیے مبادلہ کمپنیوں اور بینکوں سے زرِ مبادلہ کی خریداری میں 38.6 فیصد کی خاصی کمی آئی۔ یہ بات گذشتہ 12 ماہ کے دوران پاکستانی روپے کی قدر میں ہونے والی کمی کے پیشِ نظر قابلِ فہم بھی ہے۔[4] مزید برآں، پست درآمدی حجم کی بنا پر باربرداری اخراجات میں 20.9 فیصد کمی آئی جس سے خدمات کے کھاتے کو مزید سہارا ملا۔

مزید برآں بیرونی سرمایہ کاری پر منافع کی واپسی نمایاں 58.3 فیصد کم ہوئی اور م س19ء کی پہلی ششماہی کے دوران 628.8 ملین ڈالر رہی جس سے جاری حسابات کو مزید سہارا ملا۔ براہ راست سرمایہ کاری کے تحت منافع کی واپسی زیادہ نمایاں رہی کیونکہ اس میں زیرِ جائزہ عرصے کے دوران 67.8 فیصد کمی واقع ہوئی۔ اس پست واپسی نے اس عرصے کے دوران سودی ادائیگیوں میں 31.6 فیصد اضافے کی تلافی میں بھی مدد دی۔ بلند سودی ادائیگیوں سے دونوں چیزوں کی عکاسی ہوتی ہے: بیرونی قرضے کے حجم میں اضافہ اور شرحِ سود کے عالمی نشانیے میں اضافے کے بعد زرِ مبادلہ کے موجودہ رواں قرضے کی نو قیمت بندی۔[5]

[4] مقیم پاکستانیوں کی زرِ مبادلہ کی یہ خریداریاں اسٹیٹ بینک کے توازنِ ادائیگی کے اعدادوشمار میں سفری خدمات کی ذیل میں ''دیگر'' خدمات کی درآمد کے تحت درج کی گئی ہیں۔

[5] مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران 12 ماہی لائبور اوسطاً 2.9 فیصد رہی جو مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی کے 1.8 فیصد سے زائد ہے۔

نیز، جاری منتقلیوں میں بھی خاصا اضافہ ہوا۔ خاص طور پر کارکنوں کی ترسیلات میں م س 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران نمایاں اضافہ دیکھا گیا جس نے اس عرصے کے دوران بیرونی کرنسی کھاتوں سے ہونے والے خالص اخراج کی بخوبی تلافی کر دی۔

کارکنوں کی ترسیلات

کسی مالی سال کی پہلی ششماہی میں کارکنوں کی ترسیلات نے 11.0 ارب ڈالر کا سنگِ میل پہلی مرتبہ عبور کر لیا اور م س 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران یہ 11.03 ارب ڈالر تک جا پہنچیں۔ یہ گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں 13.2 فیصد زائد ہے (**جدول 5.2**)۔ اگرچہ یہ اضافہ وسیع البنیاد ہے، تاہم امریکہ اور برطانیہ سے آنے والا مستحکم اضافہ اس کا نمایاں سبب بنا۔

خصوصاً امریکہ سے ترسیلات میں 35.3 فیصد کا تیز رفتار اضافہ ہوا اور وہ م س 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران 1.7 ارب ڈالر تک جا پہنچیں۔ ماضی قریب میں امریکہ اور برطانیہ میں معاشی بہتری کے نتیجے میں بیروزگاری کم ہو رہی ہے اور معاوضے بڑھ رہے ہیں۔ دونوں عوامل ان ملکوں سے آنے والی ترسیلات میں تیزی سے اضافے کا سبب بنے (**شکل 5.4**)۔

جدول 5.2: بیرونِ ملک پاکستانیوں کی ترسیلاتِ زر

(ملین ڈالر)

	م س18ء			م س19ء			فیصد نمو
	سہ1	سہ2	شش1	سہ1	سہ2	شش1	شش1م س19ء
مجموعہ	**4,790**	**4,955**	**9,745**	**5,557**	**5,473**	**11,031**	13.2
خلیج تعاون کونسل	2,869	2,951	5,820	3,017	2,954	5,971	2.6
سعودی عرب	1,228	1,303	2,531	1,263	1,304	2,568	1.5
متحدہ عرب امارات	1,078	1,083	2,161	1,227	1,121	2,349	8.7
دیگر خلیجی ممالک	563.3	565	1,129	527	529	1,055	-6.5
خلیج تعاون کونسل کے سوا	1,921	2,004	3,925	2,540	2,519	5,059	28.9
برطانیہ	643	707	1,350	810	837	1,647	22.0
امریکہ	626	655	1,281	863	870	1,733	35.3
ملائشیا	257	244	501	395	392	787	57.2
یورپی یونین	160	155	315	166	147	313	-0.7
دیگر ممالک	235	242	478	306	273	579	21.1

ماخذ: بینک دولت پاکستان

شکل 5.4 :امریکہ اور برطانیہ میں شرحِ بیروزگاری اور اجرتوں میں نمو

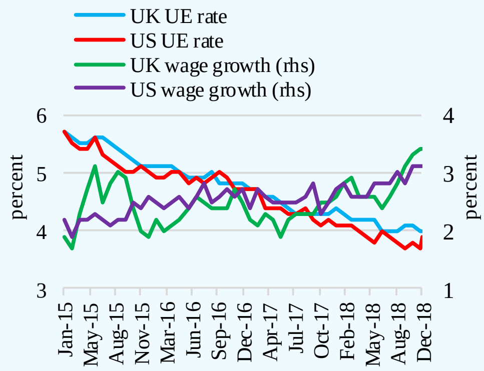

Data source: Bloomberg

امریکہ اور برطانیہ کے علاوہ ملائشیا سے آنے والی رقوم نے بھی م س 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران مجموعی ترسیلات میں معاونت کی۔ خصوصاً ملائشیا ترسیلات کے ایک اہم ذریعہ کے طور پر ابھر رہا ہے اور زیرِ جائزہ عرصے کے دوران وہاں سے 787 ملین ڈالر پاکستان آئے جو گزشتہ سال سے 57.2 فیصد زائد ہیں۔ در حقیقت مالی سال 13ء ہی سے ملائشیا سے ترسیلات میں مسلسل اضافہ دیکھا جا رہا ہے (**شکل 5.5**)۔

گزشتہ چند سال سے ملائشیا بعض شعبوں مثلاً اشیا سازی، تعمیرات اور زراعت میں افرادی قوت کی کمی کا سامنا کر رہا ہے۔ اس مسئلے پر قابو پانے کے لیے ملائشیا نے 2013ء کی اپنی اجرت پالیسی میں ملکی اور غیر ملکی دونوں طرح کے کارکنوں کی کم از کم اجرت میں اضافہ کیا تھا۔ اجرت کی سطح جزیرہ نما ملائشیا میں ماہانہ 600 آر ایم سے بڑھا کر ماہانہ 900 آر ایم کر دی گئی تھی جبکہ صباح، ساراواک اور وفاقی علاقے لابوان میں ماہانہ 579 آر ایم سے بڑھا کر ماہانہ 800 آر ایم کی گئی تھی۔ اس کے نتیجے میں پاکستان سے مزدوروں کی ملائشیا منتقلی 2014-15ء میں تیزی سے بڑھ گئی تھی اور تب سے 2013ء کی نسبت بلند سطح پر برقرار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملائشیا سے ترسیلات میں متواتر اضافہ ہوا ہے۔

شکل 5.5 : ملائشیا سے ترسیلات کی آمد کی حرکیات

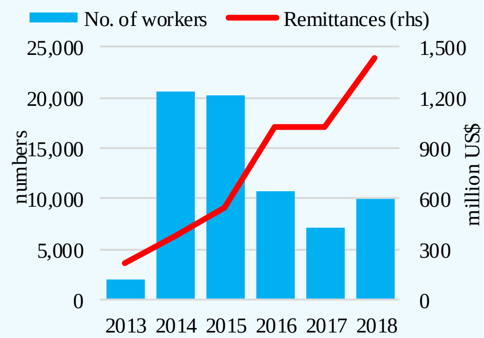

Data source: State Bank of Pakistan, Bureau of Emigration and Overseas Employment

دریں اثنا، پاکستان کی ترسیلات کے ایک اہم منبع خلیج تعاون کونسل سے رقوم کی آمد م س 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران محض 2.6 فیصد بڑھی جبکہ گزشتہ سال اس مدت میں 3.4 فیصد کمی واقع ہوئی تھی۔

5.3 مالی کھاتہ

مالی کھاتے میں رقوم کی خالص آمد م س 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران کم ہو کر 5.5 ارب ڈالر رہ گئی جو گزشتہ سال کی اسی مدت میں 6.8 ارب ڈالر تھی۔ اس کا سبب بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری اور جزدانی سرمایہ کاری دونوں میں کمی تھی۔ چین اور سعودی عرب سے آنے والی دوطرفہ سرکاری رقوم نے ان کی صرف جزوی

تلافی کی۔ توازنِ ادائیگی میں اس طویل مدتی معاونت سے پاکستان کے بیرونی قرضے کے عرصیتی خاکے میں طوالت لانے میں بھی مدد ملی جو گزشتہ چند برسوں میں قلیل مدتی کمرشل قرض گیری کی بناپر مختصر ہو سکتا تھا۔

شکل 5.6 : پاکستان میں بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی آمد

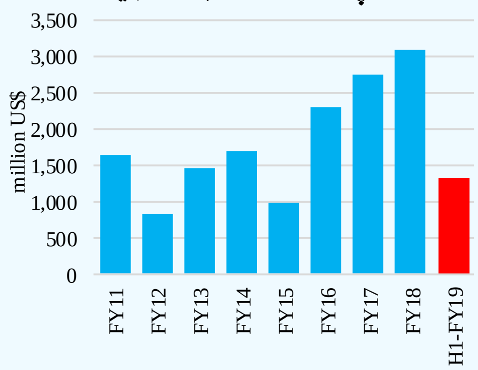

Data source: State Bank of Pakistan

بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری

بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری گزشتہ تین سال کے دوران سی پیک کے تحت مسلسل بڑھنے کے بعد سست پڑ گئی ہے (شکل 5.6)۔ م س 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران رقوم کی آمد گزشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں 19.2 فیصد کم ہو گئی (**جدول 5.3**)۔ ابتدائی نوعیت کے منصوبے تکمیل کے قریب ہیں جبکہ سی پیک سے منسلک بجلی کے شعبے کی سرمایہ کاری اب ترسیل اور تقسیم کی طرف منتقل کی جارہی ہیں۔

جدول 5.3 : پاکستان میں بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی خالص آمد (ملین ڈالر)

	م س18ء			م س19ء			م س19ء میں تبدیلی	
	سہ 1	سہ 2	شش 1	سہ 1	سہ 2	شش 1	سہ 2	شش 1
بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری (خالص)	**765.2**	**867.0**	**1,632.2**	**558.9**	**760.3**	**1,319.2**	**-106.6**	**-313.0**
مالی کاروبار	190.1	86.0	276.1	39.8	163.5	203.4	77.5	-72.8
برقی مشینری	0.8	10.2	10.9	5.2	119.5	124.7	109.3	113.8
بجلی	205.3	406.6	611.9	92.4	109.5	201.9	-297.1	-410.0
تعمیرات	124.8	226.1	350.9	180.3	107.5	287.8	-118.6	-63.1
تیل و گیس کی تلاش	52.8	53.9	106.7	74.1	60.6	134.7	6.7	28.0
ٹیلی مواصلات	62.8	-78.0	-15.3	-54.2	-80.9	-135.1	-2.9	-119.9
دیگر	128.7	162.2	290.9	221.2	280.7	501.9	118.5	211.0

ماخذ: بینک دولت پاکستان

شکل 5.7 : پاکستانی ایکوٹیز میں بیرونی سرمایہ کاری اور پی ایس ایکس کی کارکردگی

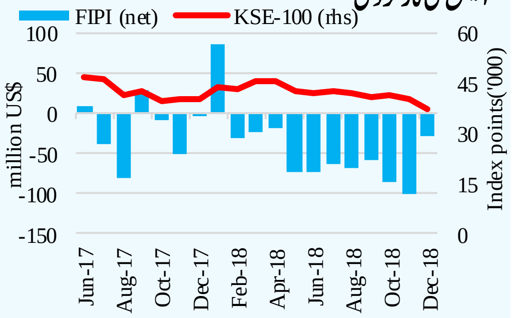

Data source: National Clearing Company of Pakistan Limited and Pakistan Stock Exchange

اگرچہ مالی کاروبار اور برقی مشینری میں بھی رقوم کی آمد بڑھی ہے تاہم بجلی اور تعمیرات میں رقوم کی آمد میں ہونے والی کمی کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ ٹیلی کام فرموں کی طرف سے اپنی سرپرست کمپنیوں کو بیرون ملک قرضے کی اصل رقم کی بھاری ادائیگی کے لیے یہ ناکافی ہیں۔[6]

منبع کے لحاظ سے بیرونی براہ راست خالص سرمایہ کاری رقوم میں م س 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران چین 57.6 فیصد تناسب کے ساتھ مسلسل حاوی ہے۔ بجلی اور تعمیرات کے علاوہ برقی مشینری اور مالی کاروبار کے شعبوں میں بھی چین کی سرمایہ کاری آئی ہے۔ برطانیہ سے آنے والی براہ راست سرمایہ کاری بھی م س 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران بڑھ کر 116.0 ملین ڈالر ہوگئی جو خصوصاً غذا اور مالی کاروبار کے شعبوں میں ہے۔

بیرونی جزدانی سرمایہ کاری

م س 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران بیرونی جزدانی سرمایہ کاری سے 419.3 ملین ڈالر کا اخراج ہوا جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں 2.3 ارب ڈالر کی اُس وقت آمد ہوئی تھی جب حکومت نے یوروبانڈز اور صکوک جاری کر کے 2.5 ارب ڈالر اکٹھے کیے تھے۔

پاکستان کی ایکویٹی مارکیٹ میں م س 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران 403.5 ملین ڈالر کی خالص بیرونی فروخت دیکھی گئی، جبکہ م س 18ء کی پہلی ششماہی کے دوران خالص بیرونی فروخت صرف 155.7 ملین ڈالر رہی تھی (**شکل 5.7**)۔

یہ بات اہم ہے کہ ایم ایس سی آئی نے اپنے ششماہی جائزے میں یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ اور لکی سیمنٹ کو ایم ایس سی آئی گلوبل اسٹینڈرڈ انڈیکس سے خارج کر دیا ہے۔ اس سے ایم ایس سی آئی ای ایم انڈیکس میں پاکستان کے اسٹاکس کے حجم میں نمایاں کمی واقع ہوئی۔ چنانچہ ان اسٹاکس میں جزدانی سرمائے کا اخراج متوقع تھا۔[7]

---

[6] قرضے کی اصل رقم کی سرپرست کمپنیوں کو یہ واپسی توازنِ ادائیگی کے اعدادوشمار میں بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کے تحت بطور اخراج درج کی جاتی ہے۔

[7] مارکیٹ کے ماہرین کے نزدیک ایم ایس سی آئی ای ایم اشاریے میں پاکستان کو قبل ازیں دیا گیا حجم، اس اخراج کے بعد، 0.075 فیصد سے 0.037 فیصد کم ہونے کا امکان ہے۔

سرمایہ کاروں کا اعتماد متزلزل کرنے میں بیرونی عوامل کے ساتھ ساتھ داخلی اقتصادی حالات بھی سبب بنے، مثلاً زرِ مبادلہ کے گرتے ہوئے ذخائر، مہنگائی کا بڑھتا ہوا دباؤ اور شرحِ مبادلہ کی غیر یقینی پالیسی۔

واجبات کی خالص وقوع پذیری: م س 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران زرِ مبادلہ واجبات کی خالص آمد 4.5 ارب ڈالر رہی جس میں بنیادی کردار سعودی عرب اور چین ہر ایک سے ملنے والے 2.0 ارب ڈالر ڈپازٹ کا تھا (شکل 5.8)۔ خالص معنوں میں سرکاری قرضوں میں رقوم کی آمد پست رہی (م س 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران 1.6 ارب ڈالر بمقابلہ م س 18ء کی پہلی ششماہی کے دوران ملنے والے 1.7 ارب ڈالر)۔ حکومت نے یہ موقع عرصیتی خاکے کی طوالت کے لیے استعمال کیا اور قلیل مدتی زرِ مبادلہ قرضے کا کچھ حصہ واپس کیا۔ زیرِ جائزہ عرصے کے دوران واپسی کی یہ ادائیگی 1.2 ارب ڈالر تھی جبکہ گذشتہ مالی سال کی اسی مدت میں یہ 607.0 ملین ڈالر رہی تھی۔

شکل 5.8 : زرِمبادلہ واجبات کی خالص آمد

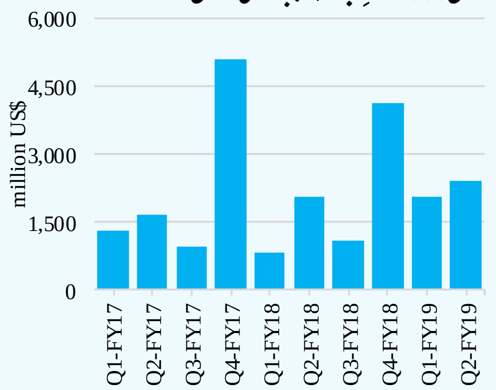

Data source: State Bank of Pakistan

شکل 5.9 : پاکستان کے زرِمبادلہ کے سیال ذخائر (جولائی تا دسمبر)

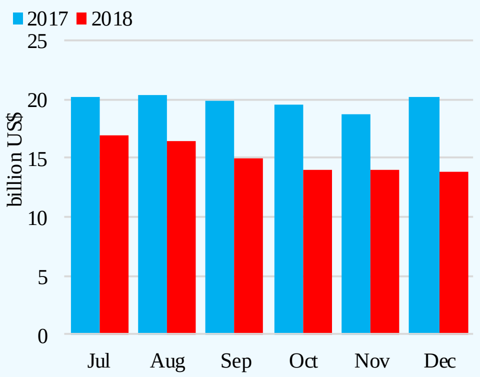

Data source: State Bank of Pakistan

5.4 زرِ مبادلہ کے ذخائر اور شرحِ مبادلہ

پاکستان کے زرِ مبادلہ کے سیال ذخائر میں م س 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران 2.7 ارب ڈالر کی واقع ہوئی جبکہ م س 18ء کی پہلی ششماہی کے دوران یہ کمی 1.2 ارب ڈالر رہی تھی۔ اسٹیٹ بینک کے ذخائر آخر جون اور دسمبر 2018ء کے دوران 9.8 ارب ڈالر سے تیزی سے گر کر 7.2 ارب ڈالر رہ گئے (**شکل 5.9**)۔

گذشتہ سال یورو بانڈز اور صکوک کے اجرانے زرِ مبادلہ کے گرتے ہوئے ذخائر کو کچھ سہارا دیا تھا تاہم م س 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران پاکستان کو مالی تعاون کے ضمن میں چین اور سعودی عرب سے 4.0 ارب ڈالر موصول ہوئے۔

دریں اثنا جاری حسابات کے بلند خسارے کے پیشِ نظر پاکستانی روپیہ بدستور دباؤ میں ہے اور ڈالر کے مقابلے میں اس کی قدر م س19ء کی پہلی ششماہی کے دوران 12.5 فیصد کم ہوئی۔ اس کے علاوہ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ پاکستانی روپیہ دوسری سہ ماہی میں زیادہ دباؤ میں رہا جب جاری حسابات کا فرق م س19ء کی پہلی سہ ماہی کے 3.8 ارب ڈالر سے بڑھ کر 3.9 ارب ڈالر ہو گیا۔ نیز، مشرقِ وسطیٰ کے ملکوں سے توازنِ ادائیگی میں دوطرفہ معاونت اُس وقت تک پوری طرح حاصل نہیں ہوئی تھی۔ اس کے نتیجے میں پاکستانی روپے کی قدر م س19ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران نسبتاً زیادہ شرح یعنی 10.5 فیصد گری جو پہلی سہ ماہی میں 2.2 فیصد کی خاصی محدود کمی سے دوچار ہوئی تھی۔

حقیقی معنوں میں پاکستانی روپے کی قدر م س19ء کی پہلی ششماہی کے دوران 8.0 فیصد گری جو گذشتہ سال 4.6 فیصد دیکھی گئی تھی (**شکل 5.10**)۔ اس میں زیادہ کردار نامیہ موئثر شرحِ مبادلہ میں تیزی سے ہونے والی کمی نے ادا کیا کیونکہ م س19ء کے پہلے چھ ماہ کے دوران پاکستانی روپیہ تمام اہم کرنسیوں کے مقابلے میں نمایاں طور پر کمزور ہوا۔

5.5 تجارتی کھاتہ[8]

م س19ء کی پہلی ششماہی کے دوران تجارتی خسارہ سال بسال 5.3 فیصد کم ہو کر 16.8 ارب ڈالر رہ گیا کیونکہ بحیثیت مجموعی درآمدات میں کمی آئی تھی جس نے روبہ زوال برآمدی نمو کے اثرات مٹا دیے۔ دوسری سہ ماہی اس لحاظ سے زیادہ نمایاں رہی کہ مجموعی درآمدات پہلی سہ ماہی کی نسبت زیادہ تیزی سے کم ہوئیں (**شکل 5.11**)۔[9]

شکل 5.10 : منتخب ایشیائی ملکوں کی حقیقی موئثر شرح مبادلہ

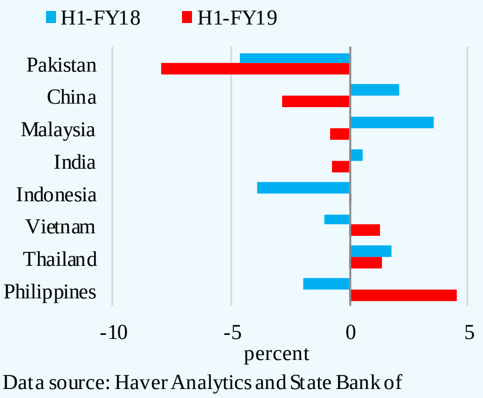

Data source: Haver Analytics and State Bank of

م س19ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران توانائی کی درآمدی نمو سست ہو کر گذشتہ نو سہ ماہیوں کی پست ترین سطح پر چلی گئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ایل این جی کے درآمدی حجم میں نسبتاً معتدل نمو کے علاوہ پیٹرولیم مصنوعات اور خام تیل دونوں کا درآمدی حجم مسلسل گر رہا ہے جس نے اِس مدت کے دوران تیل کی بلند عالمی قیمتوں کا دباؤ جزوی طور پر کم رکھا۔[10]

[8] یہ سیکشن پاکستان دفتر شماریات کے فراہم کردہ کسٹمز ڈیٹا پر مبنی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ اعدادوشمار سیکشن 5.1 میں دیے گئے اسٹیٹ بینک کے ڈیٹا سے مختلف ہوں۔ ان دونوں ڈیٹا سیریز کے درمیان فرق سمجھنے کے لیے براہِ کرم اعدادوشمار کی توضیح پر ضمیمہ ملاحظہ کیجیے۔

[9] درحقیقت تمام مصنوعات کے زمروں کی درآمدات یا ان کی شرحِ نمو پہلی سہ ماہی کی نسبت دوسری سہ ماہی میں زیادہ نمایاں طور پر گریں۔

[10] ایل این جی کا درآمدی حجم اکتوبر تا نومبر م س19ء کے دوران سال بسال 22.6 فیصد بڑھا، جو کہ م س19ء کی پہلی سہ ماہی میں زیادہ بلند 44.3 فیصد شرح سے بڑھا تھا۔

شکل 5.11 : پاکستان کی برآمدات، درآمدات میں نمو اور تجارتی خسارہ

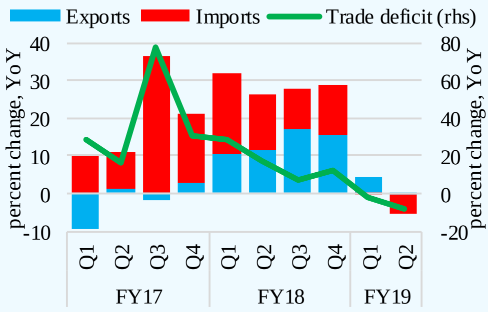

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

درآمدات میں تخفیف کا مستحکم رہنا دراصل اقتصادی سرگرمیوں میں جاری اُس سست روی کا نتیجہ ہے جو اقتصادی استحکام کے حصول کی پالیسی کوششوں سے ہوئی ہے، اس کے علاوہ سی پیک سے منسلک مشینری کی درآمدات میں کمی بھی ایک سبب ہے۔[11] جہاں تک پالیسی کا تعلق ہے تو ترقیاتی اخراجات میں بھاری کٹوتی، شرحِ مبادلہ میں مطابقت اور غیر ضروری صارفی درآمدات پر ریگولیٹری ڈیوٹیوں میں اضافے نے بھی اپنا کردار ادا کیا (**جدول 5.4**)۔[12] سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام میں کٹوتی کے نتیجے میں تعمیراتی سرگرمیاں ماند پڑ گئیں جس نے فولاد کی ملکی صنعت کے خام مال کی درآمدی طلب کو گھٹا دیا۔[13]

اس کے ساتھ ساتھ برآمدی نمو م س 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران سست پڑ گئی اور محض 2.2 فیصد تک آ گئی جبکہ گذشتہ مالی سال کی اسی مدت میں برآمدی نمو 10.9 فیصد رہی تھی۔ کئی برآمدی اشیا خاص طور پر بلند اضافی قدر والی ٹیکسٹائل مصنوعات مثلاً تیار ملبوسات کی برآمدی مالیت پاکستانی روپے کی قدر گرنے کے بعد اُن کی پست اکائی قیمتوں کی بنا پر (ڈالر میں) بہت کم ہو گئی۔[14]

برآمدات کی منزل کے لحاظ سے کلیدی اہمیت کی یورپی یونین کی منڈی تشویش کا باعث بن گئی ہے۔ فرانس اور اٹلی میں سیاسی بے چینی اپنے اثرات دکھا رہی ہے، جبکہ جرمنی دو بڑے ملکوں امریکہ اور چین کی تجارتی کشمکش میں پھنسا ہوا ہے۔[15] حالیہ تبدیلیوں نے یورپی یونین

---

[11] بڑے پیمانے کی اشیا سازی م س 19ء کی پہلی سہ ماہی میں 0.6 فیصد گری تھی جبکہ دوسری سہ ماہی میں یہ زیادہ تیزی سے یعنی 2.5 فیصد کم ہوئی۔

[12] م س 19ء کی دوسری سہ ماہی میں پاکستانی روپے کی قدر 10.5 فیصد کم ہوئی جبکہ م س 19ء کی پہلی سہ ماہی میں یہ 2.2 فیصد گری تھی۔ اس عرصے کے دوران بھی ترقیاتی اخراجات میں کٹوتی برقرار رہی جو دوسری سہ ماہی میں سال بسال 32.5 فیصد کم رہے جبکہ پہلی سہ ماہی میں ان میں 42.9 فیصد کمی ہوئی تھی۔

[13] اس درآمدی خام مال کی طلب میں کمی کا تعلق م س 19ء کی پہلی ششماہی میں فولاد کی ملکی پیداوار میں 8.5 فیصد کمی کے ساتھ ہے۔ اس کے مقابلے میں ملکی پیداوار گذشتہ سال کی اسی مدت میں 38.1 فیصد بڑھی تھی۔

[14] چونکہ پاکستانی روپے کی قدر گر رہی ہے اس لیے پاکستان کی برآمدی آمدنی (ڈالر میں) اسی وقت بڑھ سکتی ہے جب برآمدی حجم میں اضافہ پست اکائی قیمتوں کی بنا پر ہونے والی کمی کا بخوبی ازالہ کر دے۔

[15] یورپی یونین کی حقیقی جی ڈی پی کی نمو م س 19ء کی پہلی ششماہی میں اوسطاً 1.6 فیصد رہی جو گذشتہ سال کی اسی مدت کی نمو 2.7 فیصد سے کم ہے۔ جرمنی میں نمو میں کمی زیادہ تیزی سے ہوئی یعنی 2.7 فیصد سے محض 0.9 فیصد۔ اسی طرح اٹلی کی معیشت پہلے 1.7 فیصد نمو سے بڑھی تھی اور بعد میں محض 0.4 فیصد رہ گئی (ماخذ: ہیور اینالیٹکس)۔

میں صارفین کی طلب کم کر دی ہے اور اس کے نتیجے میں خردہ فروخت میں کمی آ گئی ہے (**شکل 5.12 الف**)۔ چنانچہ درآمدی مصنوعات کے لیے یورپی یونین کی طلب بھی متاثر ہوئی ہے جس سے پاکستان جیسے ایشیائی برآمدی ممالک کو نقصان پہنچا ہے (**شکل 5.12 ب**)۔

برآمدات

م س 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران پاکستان کی برآمدات 1.9 فیصد نمو کے بعد 11.2 ارب ڈالر ہو گئیں جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں 10.9 فیصد سال بسال نمو ہوئی تھی۔ حالیہ کمی کی بڑی وجہ ٹیکسٹائل شعبے کی برآمدی نمو میں ہونے والی تیز رفتار کمی تھی جو چھ ماہ کے عرصے میں جامد رہی۔ دوسری سہ ماہی کی صورتِ حال زیادہ تشویش ناک ہے کیونکہ م س 17ء کی پہلی سہ ماہی کے بعد ایسا پہلی بار ہوا کہ کسی سہ ماہی میں ٹیکسٹائل برآمدات میں کمی آ گئی۔

جدول 5.4: پہلی ششماہی کے دوران اہم صارفی اشیا کی درآمد
(مالیت ملین امریکی ڈالر میں اور تبدیلی فیصد میں)

	م س 18ء	م س 19ء	تبدیلی
غذائی اشیا			
بادام، اخروٹ، پستہ	75.3	12.0	-84.1
کوکو اور کوکو کی اشیا	18.1	22.2	22.5
مکھن اور پنیر	8.3	6.8	-18.6
مچھلی اور سمندری غذا	12.5	6.8	-45.9
تازہ سیب اور ناشپاتی	29.5	13.8	-53.2
چائے اور کافی	306.0	288.9	5.9
پھلوں کے جوس	6.9	3.2	-54.2
برقی اشیا			
ایل سی ڈی ٹی وی	47.7	27.7	-41.9
موبائل فون	376.5	364.0	-3.3
ایئر کنڈیشنر (بشمول پرزے)	56.5	49.4	-12.7
برقی پنکھے	6.2	7.4	19.8
بلب اور لیمپ	63.0	40.7	-35.4
ذاتی استعمال کی اشیا			
خوشبویات	2.76	2.83	-2.5
بناؤ سنگھار کی اشیا	16.4	13.3	-18.9
بالوں کا سنگھار (بشمول شیمپو)	14.8	13.2	-11.0
آفٹر شیو، ڈی آڈورینٹ، باتھ سالٹ	6.2	4.7	-23.7

ماخذ: پاکستان دفترِ شماریات

کلیدی نوعیت کے نِٹ ویئر اور تیار ملبوسات کے زمرے میں پست اکائی قیمتوں نے برآمدی مالیت کم کر دی جس سے اُن کے برآمدی حجم میں ہونے والا عمدہ اضافہ بڑی حد تک زائل ہو گیا (**جدول 5.5**)۔ اس کے برعکس، دھاگے اور روئی کی مقداروں میں بھاری کمی سے ان کی برآمدی مالیت گر گئی۔ اہم زرعی اجناس یعنی شکر، گندم اور چاول کی پست برآمدات کا سبب بھی ان کا حجم کم رہنا تھا۔ شکر اور گندم کے معاملے میں ہمارے برآمد کنندگان برآمدی زرِ اعانت کم ہونے کے سبب بین الاقوامی منڈی میں مسابقت نہیں کر سکے۔[16]

اس تناظر میں م س 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران برآمدی نمو میں سب سے بڑا واحد حصہ دار پیٹرولیم گروپ تھا جس کی خام تیل condensate کی بھاری مقدار چند افریقی ملکوں کو برآمد کی گئی،

[16] گندم کے لیے باربرداری پر زرِ اعانت کی بنا پر برآمدی حجم م س 19ء کی پہلی سہ ماہی میں بڑھ گیا تھا، جبکہ دوسری سہ ماہی میں اس زرِ اعانت کی عدم موجودگی سے گندم کی شپمنٹ کم ہو گئی۔ م س 19ء کی پہلی ششماہی میں گندم کی مجموعی برآمدات 53.5 ملین ڈالر رہیں جس میں سے 49.1 ملین ڈالر (یا 91.7 فیصد) برآمدات م س 19ء کی پہلی سہ ماہی میں ہوئیں۔

شکل 5.12 الف: یورپی یونین اور جرمنی میں خردہ فروشی میں نمو*

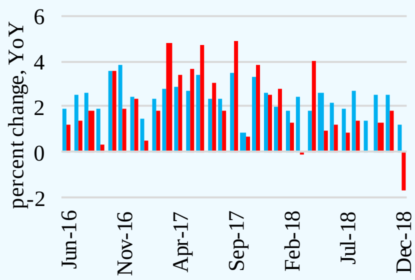

* Excluding auto sales, seasonally adjusted by source

Data source: Eurostat

شکل 5.12 ب: یورپی یونین کے ملکوں کو پاکستانی برآمدات کی جولائی تا نومبر نمو

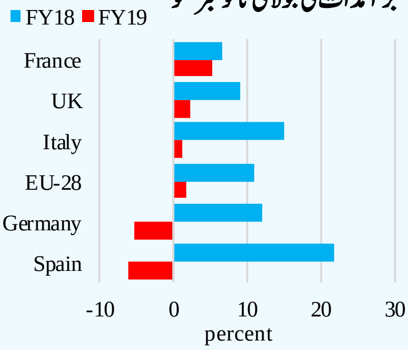

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

اور جیٹ فیول افغانستان کو بھیجا گیا جو دونوں ملکوں کی حکومتوں کے معاہدے کا نتیجہ تھا۔ سال بسال بنیاد پر تیل کی بلند عالمی قیمتوں نے اس زمرے میں برآمدی مالیت کو مزید سہارا دیا۔

یورپی یونین میں سست روی ٹیکسٹائل برآمدات کے لیے ناسازگار رہی

بحیثیت مجموعی ٹیکسٹائل برآمدات م س 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران 6.6 ارب ڈالر پر کم و بیش جوں کی توں رہیں۔ جہاں تک مصنوعات کا تعلق ہے تو بلند اضافی قدر والی اشیا خصوصاً تیار ملبوسات کی برآمد میں کمی، اور پست اضافی قدر والی اشیا (خاص طور پر سوتی دھاگہ) کی برآمد میں کمی اس جمود کا بڑا سبب ہے (**شکل 5.13**)۔

دورانِ سال اب تک دنیا بھر کے ملبوسات کے برآمد کنندگان یورپی یونین میں دشواریوں کا سامنا کر رہے ہیں اور اس علاقے میں ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی درآمد کے حجم میں گذشتہ سال کی نسبت زبردست کمی واقع ہو چکی ہے (جدول 5.6)۔ اس سست روی کا زیادہ اثر چین اور بھارت پر پڑا ہے۔ پاکستان، جو بنگلہ دیش اور کمبوڈیا کے ساتھ ان ملکوں میں شامل ہے جو صفر شرح پر یورپی یونین کو برآمد کر سکتے ہیں، زیرِ جائزہ عرصے کے دوران یورپی یونین کو بھجوائے گئے ملبوسات میں اضافہ کرنے میں کامیاب رہا ہے۔

تاہم یورپی یونین سے طلب میں ہونے والی کمی سے پاکستان اور کمبوڈیا بھی مکمل طور پر محفوظ نہیں رہے، کیونکہ اس علاقے کو اُن کی ٹیکسٹائل اور ملبوسات کا برآمدی حجم گذشتہ سال کے مقابلے میں اس سال بہت پست شرح سے بڑھا۔ اس کے برعکس م س 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران بنگلہ دیش کے ٹیکسٹائل اور ملبوسات کا برآمدی حجم تیزی سے بڑھا۔ اس کی ایک ممکنہ وجہ یہ ہے کہ یورپی درآمد

کنندگان نے مستقبل کی بلند قیمتوں کی توقع پر اپنی خریداریوں کو آگے بڑھالیا۔ دراصل بنگلہ دیشی حکومت نے گارمنٹس مزدوروں کی کم از کم اجرت میں فروری 2019ء سے اضافے کا اعلان کیا جس کے بعد اس کے برآمدی نرخ بڑھنے کی توقع کی جارہی ہے۔

جدول 5.5: پاکستان کی اہم برآمدات، پہلی ششماہی کے دوران

			مطلق فرق	مقداری فرق	نرخ کا اثر	نمو میں حصہ	
	م س18ء	م س19ء				م س18ء	م س19ء
	ملین ڈالر					فیصدی درجے	
غذائی گروپ	**1,935.1**	**1,994.9**	**59.8**	–	–	**2.8**	**0.5**
باسمتی چاول	203.7	244.2	40.5	53.0	-12.5	0.3	0.4
غیر باسمتی	645.9	573.8	-72.1	-101.6	29.5	1.1	-0.7
گندم	0.0	53.5	53.5	126.4	-72.9	0.0	0.5
شکر	181.5	79.5	-102.0	-85.4	-16.7	0.0	-0.8
سمندری غذا	200.6	183.6	-17.0	-9.7	-7.2	0.17	-0.2
پھل اور سبزیاں	243.9	312.0	68.1	109.0	-41.0	-0.13	0.6
ٹیکسٹائل گروپ	**6,641.6**	**6,644.3**	**3.1**	–	–	**5.0**	**0.0**
خام کپاس	53.3	14.1	-39.2	-38.9	-0.3	0.2	-0.4
سوتی دھاگہ	661.5	548.4	-113.1	-128.9	15.8	0.04	-1.0
سوتی کپڑا	1,066.9	1,052.3	-14.6	287.9	-302.4	0.0	-0.1
نِٹ ویئر	1,334.6	1,475.6	141.0	165.2	-24.1	1.6	1.3
بستر کی چادریں	1,124.4	1,161.2	36.8	182.3	-145.5	0.7	0.3
تولیے	385.8	378.0	-7.8	-51.9	44.0	0.1	-0.1
تیار ملبوسات	1,249.4	1,259.7	10.3	328.0	-317.7	1.5	0.1
دیگر اشیا	**1,702.3**	**1,708.1**	**5.8**	–	–	**1.8**	**0.2**
چمڑا	159.7	128.3	-31.4	-28.1	-3.4	-0.1	-0.3
چمڑے کی مصنوعات	265.2	247.4	-17.8	-5.7	-12.2	0.1	-0.2
پلاسٹک	114.3	155.7	41.4	2.0	31.0	0.2	0.3
سیمنٹ	104.8	157.0	52.2	65.8	-27.4	-0.27	0.4
پیٹرولیم گروپ	**163.6**	**269.5**	**106.0**	–	–	**0.8**	**1.0**
خام تیل	75.2	145.9	70.7	37.4	33.3	0.4	0.6
دیگر تمام اشیا	**533.8**	**564.4**	**30.6**	–		–	–
مجموعی برآمدات	**10,976.4**	**11,181.2**	**204.8**	**954.4**	**-817.0**	**10.9**	**1.9**

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

شکل 5.13 : ٹیکسٹائل برآمدات میں سال بسال نمو کی تفصیل

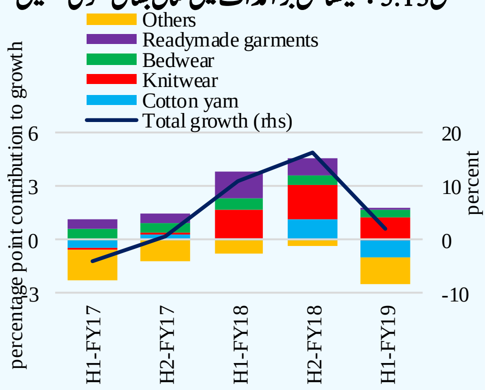

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

دریں اثنا امریکہ کی ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی مارکیٹ اِس وقت تذبذب میں ہے، چین کے ساتھ امریکہ کے مذاکرات کا نتیجہ کیا ہو گا، اس حوالے سے بے یقینی پائی جاتی ہے۔[17] ویسے یہ کہا جارہا ہے کہ امریکی درآمد کنندگان چین سے اپنی خریداریوں کو آگے کی تاریخوں پر لے جارہے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ وہ ممکنہ منفی نتیجہ نکلنے کی صورت میں متبادل سپلائی کے طور پر دوسری منڈیوں کا بھی جائزہ لے رہے ہیں۔ نتیجتاً امریکہ کو چین کی ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی برآمدات کا حجم اور مارکیٹ شیئر نمایاں طور پر بڑھ گیا۔ دوسری جانب، پاکستانی برآمد کنندگان کو امریکی منڈی میں دشواریوں کا سامنا ہے، ٹیکسٹائل اور ملبوسات کا برآمدی حجم سال بسال بنیاد پر برقرار ہے (**جدول 5.7**)۔

حکومت دشوار بیرونی حالات سے آگاہ ہے اور برآمدی آمدنی بڑھانے کی ضرورت سمجھتی ہے چنانچہ وہ برآمدی صنعت کو رعایتی نرخ پر توانائی فراہم کر رہی ہے، برآمدی نوکاری اور معینہ سرمایہ کاری کے لیے اسٹیٹ بینک کی قرضہ اسکیمیں پست نرخوں پر برقرار ہیں حالانکہ گذشتہ 12 ماہ کے دوران پالیسی ریٹ 425 بیسس پوائنٹس بڑھ چکا ہے۔ مزید برآں، حکومت نے تجویز دی ہے کہ ٹیکسٹائل کی صنعت کو stuck-up refunds سے سیالیت کی رکاوٹیں نرم کی جائیں اور اس کے لیے درشنی ہنڈی (promissory note) جاری کی جائے، اور پیداواری اخراجات مزید کم کرنے کے لیے کپاس کی درآمد پر ریگولیٹری ڈیوٹی ختم کی جائے۔

جدول 5.6: یورپی یونین کی ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی درآمدات میں نمو

فیصد تبدیلی

	ششم اس 18ء	ششم اس 19ء
بنگلہ دیش	6.2	9.3
کمبوڈیا	17.7	7.9
چین	-0.1	-6.8
بھارت	-0.9	-4.5
انڈونیشیا	-2.5	-4.3
پاکستان	13.0	4.3
ترکی	3.4	6.2
ویت نام	7.2	3.1
یورپی یونین کی مجموعی فاضل درآمدات	**4.1**	**1.4**

ماخذ: یورو اسٹیٹ

تاہم ان تمام اقدامات سے بھی زرِمبادلہ کمانے کی خواہش پوری نہیں ہو گی، اگر برآمد کنندگان

[17] فی الحال چین کی ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی برآمدات پر اضافی ٹیرف عائد نہیں ہے تاہم اگر جاری مذاکرات ناکام ہوئے اور امریکی انتظامیہ نے اپنی دھمکی کے مطابق کارروائی کی تو چین کی تمام مصنوعات پر ٹیرف عائد ہو جائے گا۔

اُن ہی منڈیوں میں تگ و دو کرتے رہیں اور اپنی مصنوعات کا معیار اور برانڈ کی شناخت بہتر بنانے کی مشترکہ کوششیں نہ کریں۔ برآمد کنندگان کو چاہیے یورپی یونین اور امریکی مارکیٹوں سے ہٹ کر تنوع لائیں اور مشرقِ وسطیٰ جیسے خطوں پر توجہ دیں جہاں ان کی موجودگی بہت کم ہے۔[18]

جدول 5.7: امریکہ کی ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی درآمدات میں نمو

فیصد تبدیلی (سال بسال)

	ش‌ش1م‌س18ء	ش‌ش2م‌س19ء
بنگلہ دیش	1.8	3.7
کمبوڈیا	8.2	11.3
چین	5.8	8.7
ہونڈراس	-9.7	-0.2
بھارت	6.9	10.3
انڈونیشیا	-8.8	-2.5
پاکستان	4.6	0.5
ویت نام	7.1	0.3
مجموعی درآمدات	**4.0**	**7.4**

ماخذ: اوٹیکسا

غیر باسمتی چاول کی کمزور برآمدات نے باسمتی کی عمدہ کارکردگی کو زائل کر دیا

پاکستانی چاول کی مجموعی برآمدات غیر متاثر کن تصویر پیش کرتی ہیں، جولائی تا دسمبر م س19ء کے دوران برآمدی مالیت سال بسال 3.7 فیصد کمی سے 817.9 ملین ڈالر تک آگئی۔ اس کا سبب یہ ہے کہ غیر باسمتی چاول کے برآمدی حجم میں کمی ہوئی۔

پاکستان کے غیر باسمتی چاول کی بڑی منڈیاں کینیا، مڈغاسکر، بینن اور گنی بساؤ ہیں اور ان ہی ملکوں میں برآمدی حجم دورانِ سال کم ہوا۔ دراصل ان منڈیوں میں پاکستانی برآمد کنندگان کو اپنے چینی حریفوں سے سخت مقابلہ درپیش ہے جو مزید پست نرخوں پر اپنے چاول بڑی مقدار میں وہاں بھجوا رہے ہیں۔ چین کے کسٹمز کے اعداد و شمار کے مطابق جنوری تا دسمبر 2018ء کے دوران چین کے چاول کے برآمدی حجم میں 299.7 فیصد کی ناقابلِ یقین نمو ہوئی۔ یو ایس ڈی اے کا بھی یہ تخمینہ ہے کہ چین کے چاول کی برآمدات 2017ء کی نسبت 2018ء میں تقریباً دگنی ہو چکی ہے۔

بہر حال پاکستان نے افریقہ میں اپنے مارکیٹ شیئر کا چین کے ہاتھوں جو نقصان اٹھایا اس کا جزوی ازالہ اس طرح ہوا کہ پاکستان کی طرف سے چین کو بھیجے جانے والے چاول کا حجم بڑھ گیا۔ یاد رہے کہ م س19ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران پاکستان اور چین کی حکومتوں کے مابین تجارتی مذاکرات میں چاول پر بھی زیرِ بحث آیا تھا۔

[18] مثال کے طور پر متحدہ عرب امارات کی ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی مارکیٹ 5.2 ارب ڈالر کی ہے جس میں پاکستان کا حصہ 2017ء میں محض 3.2 فیصد تھا (ماخذ: انٹرنیشنل ٹریڈ سینٹر)۔

شکل 5.14 : بڑی منڈیوں کو پاکستانی باسمتی کی برآمدات میں

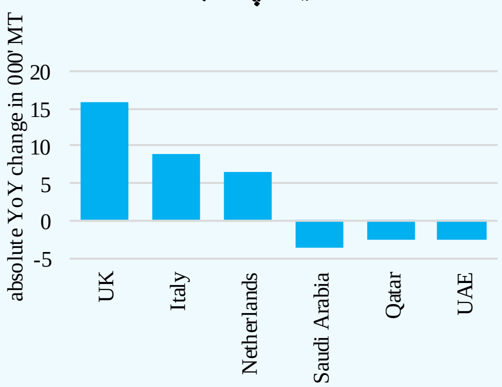

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

اس کے برعکس باسمتی چاول کی برآمدی نمو کا سلسلہ متواتر دوسرے سال بھی جاری رہا اور م س 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران اس کے برآمدی حجم میں 26.0 فیصد کا عمدہ اضافہ ہوا جس نے پست بین الاقوامی نرخوں سے ہونے والے نقصان کی بھی بخوبی تلافی کر دی۔[19] اس کے نتیجے میں اس عرصے کے دوران برآمدی مالیت 19.9 فیصد اضافے سے 244.2 ملین ڈالر تک جا پہنچی۔ برآمدی حجم میں اس اضافے کا بیشتر حصہ برطانیہ، اٹلی اور نیدرلینڈز جیسی بڑی یورپی منڈیوں کو گیا، جس سے مشرقِ وسطیٰ کی منڈی میں پاکستان کے شیئر میں مسلسل کمی کا ازالہ ہو گیا (**شکل 5.14**)۔

غیر روایتی اشیا نے بھرم رکھا

دیگر اشیا میں سے شکر کی برآمدات میں کمی متوقع تھی کیونکہ زرِاعانت واپس لے لی گئی تھی اور پہلے سے اعلان شدہ کوٹا کی تکمیل ہونی تھی۔ شکر کی برآمد م س 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران 56.2 فیصد کمی سے 79.5 ملین ڈالر ہو گئی۔ یہ کمی اس عرصے کے دوران گندم کی برآمد سے ہونے والی 53.5 ملین ڈالر آمدنی کو زائل کرنے کے لیے کافی تھی۔

تاہم ان دو بڑی زرعی اجناس کی کمزور برآمدی کارکردگی کا ازالہ سبزیوں اور پھلوں کا برآمدی حجم بڑھنے سے ہو گیا (**جدول 5.5**)۔ اس زمرے میں آلو کی برآمد خاصی عمدہ رہی جس کی وجہ اچھی فصل اور اطمینان بخش ملکی رسد تھی۔[20] خلیج تعاون کونسل کے ممالک خصوصاً عرب امارات کے علاوہ سری لنکا پاکستانی آلو کی خریداری میں آگے رہے۔ دریں اثنا پاکستانی آم کی برآمدی آمدنی م س 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران 78.4 فیصد بڑھ کر 51.7 ملین ڈالر ہو گئی۔ اس میں بیشتر اضافہ مشرق وسطیٰ اور یورپی ملکوں سے ہوا۔ پاکستانی آم کو حال میں یو ایس ایڈ سے تعاون ملا ہے اور معیاری آم اسی کا نتیجہ معلوم ہوتے ہیں۔[21]

[19] پاکستان کے باسمتی چاول کی برآمدی قیمت م س 18ء کی پہلی ششماہی کے مقابلے میں م س 19ء کی پہلی ششماہی میں اوسطاً 14.5 فیصد کم تھیں (ماخذ: ایف اے او)۔

[20] پاکستانی آلو کی برآمدی وصولیاں پہلی ششماہی کے دوران سال بسال 97.3 فیصد بڑھ کر (بینکاری اعداد و شمار کے مطابق) 37.8 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں۔ آلو کی ملکی پیداوار گذشتہ سال تیزی سے بحال ہوئی تھی اور یافت میں نمایاں اضافے کے باعث سال بسال 35.1 فیصد بڑھ گئی تھی (ماخذ: پاکستان کا اقتصادی سروے 18-2017ء)۔ برآمدات کے باوجود آلو کی ملکی رسد اطمینان بخش رہنے کے سبب م س 19ء کی پہلی ششماہی میں ملکی قیمتیں گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں اوسطاً 23.0 فیصد پست رہیں۔

[21] یو ایس ایڈ نے 2017ء میں ایک گرانٹ پروگرام کے تحت آم کے 13 گریڈرز فراہم کیے تھے۔

دیگر مصنوعات میں سے سیمنٹ کی برآمد م س 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران 32.4 فیصد اضافے سے 157.0 ملین ڈالر تک جا پہنچی جس میں شپمنٹ میں 55.5 فیصد نمو کا کردار اہم تھا۔ سیمنٹ ساز اداروں نے اپنی پیداواری استعداد خاصی بڑھالی ہے جبکہ اندرونِ ملک فروخت کم ہو رہی ہے چنانچہ ان کا رُخ سری لنکا، جنوبی افریقہ، مڈغاسکر اور موزمبیق جیسے ملکوں کی طرف ہو گیا ہے۔ تاہم سیمنٹ کے برآمد کنندگان کے لیے گرتی ہوئی اکائی قیمتوں کی بنا پر بیرونِ ملک تجارتی حالات بھی دشوار ہیں۔

درآمدات

م س 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران اقتصادی استحکام کے بڑے پیمانے پر اقدامات کے اثرات پختہ ہوئے اور معیشت میں سست روی کی علامات ظاہر ہونے لگیں چنانچہ م س 16ء کی پہلی ششماہی کے بعد پاکستان کی درآمدات میں کسی ششماہی مدت میں پہلی بار تخفیف ہوئی۔ غیر توانائی درآمدات میں بھاری کمی نے نرخوں کی وجہ سے توانائی کی درآمدات میں ہونے والے اضافے کو زائل کر دیا۔

جدول 5.8: پہلی ششماہی کے دوران پاکستان کی اہم درآمدات

(ملین ڈالر)

اشیا	م س18ء	م س19ء	مطلق فرق	مقداری اثر	نرخ کا اثر
توانائی گروپ	**6,675.1**	**7,665.0**	**989.9**	-1,335.8	2,325.6
پیٹرولیم مصنوعات	3,881.2	3,415.1	-466.1	-1384.8	918.8
خام تیل	1,756.1	2,426.0	669.9	-170.7	840.6
ایل این جی	876.2	1,709.3	833.1	271.3	561.8
زرعی اور کیمیاوی	**4,278.8**	**4,584.1**	**305.3**	-	-
کھاد	512.8	646.2	133.3	53.0	80.3
پلاسٹک کا سامان	1,090.4	1,080.4	-10.0	26.7	-36.8
ٹرانسپورٹ گروپ	**2,012.6**	**1,507.6**	**-505.0**	-	-
کاریں	670.4	582.8	-87.6	-	-
ٹرک اور بس	305.1	282.7	-22.4	-	-
طیارے اور بحری جہاز	358.0	166.3	-191.7	-	-
دھاتی گروپ	**2,566.1**	**2,500.4**	**-65.7**	-	-
فولاد کا اسکریپ	777.3	765.6	-11.7	-41.7	30.1
لوہا اور فولاد	1,135.9	1,124.6	-11.3	-30.6	19.2
غذائی گروپ	**3,242.1**	**2,966.2**	**-275.9**	-	-
چائے	283.6	301.7	18.1	70.1	-52.0
پام آئل	1,037.4	931.7	-105.7	90.9	-196.7
دالیں	269.9	287.8	17.9	146.8	-128.9
ٹیکسٹائل گروپ	**1,378.5**	**1,344.5**	**-34.0**	-	-
خام کپاس	97.1	120.2	23.1	12.3	10.8
مصنوعی ریشہ	321.5	302.2	-19.3	-26.9	7.7
مشینری گروپ	**5,501.9**	**4,479.3**	**-1,022.6**	-	-
بجلی سازی	1,239.3	661.9	-577.4	-	-
برقی	1,075.1	881.2	-198.9	-	-
تعمیراتی	190.2	129.8	-60.4	-	-
موبائل فون	376.5	364.0	-12.4	-	-
دیگر مشینری	1,678.3	1,606.6	-71.7	-	-
دیگر تمام اشیا	**2,386.9**	**2,394.2**	**7.3**	-	-
مجموعی درآمدات	**28,694.9**	**27,952.5**	**-742.4**	**-1,144.4**	**2,015.5**

ماخذ: پاکستان دفترِ شماریات

بجلی، برقی اور تعمیراتی مشینری اور ریلوے انجنوں کی درآمد اس سال بھی نمایاں طور پر کم

ہوگئی جس کا سبب سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام کے اخراجات میں زبردست کمی اور سی پیک کے ابتدائی منصوبوں کی تکمیل ہے (**جدول5.8**)۔ تعمیراتی سرگرمیوں میں سست روی کی وجہ سے فولاد کی ملکی صنعت کی جانب سے درآمدی خام مال (جیسے شپ بریکنگ کے لیے پرانے جہاز، اور لوہے اور فولاد کے اسکریپ) کی طلب گھٹادی۔

جہازوں کی پست درآمد ٹرانسپورٹ کی درآمد میں نمایاں کمی کا سبب بنی جس نے طیاروں کے پرزے اور ریلوے کے پرزوں کی خریداری میں کمی کے اثرات بڑھادیے۔ نیز، پام آئل کی پست بین الاقوامی قیمتوں نے درآمدی مالیت گھٹادی حالانکہ اس مدت میں پام آئل کا درآمدی حجم بڑھا تھا۔

پاکستان کی درآمدی نمو میں اس وسیع البنیاد اور حجم کے لحاظ سے سست روی کا مفہوم یہ نکلتا ہے کہ نومبر2017ء سے پاکستانی روپے کی قدر میں 24.1 فیصد تخفیف، اور طلب کم کرنے کے دیگر اقدامات کے کچھ اثرات ہوئے ہیں۔ تفصیلی اعدادوشمار سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس سال صارفی اشیااور متعلقہ خام مال کی درآمد میں نمو سال بسال گر کر صرف4.0 فیصد رہ گئی جبکہ گذشتہ سال نمو12.9 فیصد بلندی پر تھی۔

توانائی کی درآمد

م س19ء کی پہلی ششماہی کے دوران پاکستان کی توانائی کی درآمدات 14.8 فیصد اضافے سے 7.7 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ گذشتہ مالی سال کی اسی مدت میں یہ نمو33.4 فیصد رہی تھی۔ حالیہ اضافے کا سبب یہ ہے کہ تیل کے بین الاقوامی نرخ م س19ء کی دوسری سہ ماہی کے بیشتر عرصے میں سال بسال بنیاد پر بلند سطح پر رہے، اگرچہ اکتوبر2018ء کے اوائل سے نرخ گر رہے ہیں۔ م س19ء کی دوسری سہ ماہی میں عرب لائٹ کے اوسط نرخ م س18ء کی اسی مدت کے لحاظ سے 16.4 فیصد زائد ہیں۔

اس کے نتیجے میں خام تیل کی درآمدی مالیت بلند نرخوں کے باعث م س19ء کی پہلی ششماہی کے دوران 38.1 فیصد بڑھ گئی جس نے درآمدی حجم میں 9.7 فیصد کمی کے اثرات مکمل طور پر زائل کر دیے۔ ریفائنریوں نے خام تیل کی درآمد روک دی ہے تاکہ خام تیل کی صفائی سے حاصل ہونے والے فرنس آئل کی اندرونِ ملک افراط روکی جائے۔ چونکہ اب بجلی کی پیداوار ایل این جی اور کوئلے سے ہونے لگی ہے اس لیے اپنے فرنس آئل کاذخیرہ ٹھکانے لگانا ریفائنریوں کے لیے دشوار ہوچکا ہے۔[22]

[22] م س19ء کی پہلی ششماہی میں فرنس آئل سے بجلی کی پیداوار سال بسال60.0 فیصد کم ہوگئی (ماخذ: نیپرا)۔ اس کے تسلسل میں فرنس آئل کی ملکی پیداوار اور درآمدی حجم دونوں بھی تیزی سے کم ہوگئے (پاکستان دفتر شماریات اور او سی اے سی کے مطابق م س19ء کی پہلی ششماہی کے دوران بالترتیب 12.2 فیصد اور 61.2 فیصد)۔

دوسری طرف م س19ء کی پہلی ششماہی کے دوران پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدات میں مزید کمی ہوگئی کیونکہ پاکستان نے بیرونِ ملک سے فرنس آئل کی خریداری پر خاصی پابندی لگادی ہے (**جدول 5.9**)۔ او سی اے سی کے اعدادوشمار کے مطابق درآمدات میں کمی لانے میں مزید سہارا ایچ ایس ڈی کی درآمدات میں 35.9 فیصد تخفیف سے ملا۔ اہم بات یہ ہے کہ ایچ ایس ڈی کی پست ملکی پیداوار کے باوجود درآمدات میں کمی آئی۔ معلوم ہوتا ہے، اس سال ایچ ایس ڈی کی طلب کم ہوگئی ہے جس کی ممکنہ وجہ تعمیرات اور وسیع تر اقتصادی سرگرمیوں میں آنے والی سست روی ہے، نیز سی پیک کے ابتدائی منصوبوں میں مصروف گاڑیوں کے ایندھن کی ضروریات ختم ہونے کے بھی اثرات پڑے ہوں گے۔

پیٹرول کی ملکی طلب میں واجبی اضافے کو ملکی پیداوار میں 13.1 فیصد نمو سے پورا کرنے میں مدد ملی چنانچہ زیادہ درآمدات کی ضرورت نہیں پڑی۔ چند ریفائنریوں نے خام تیل کی صفائی کے عمل میں نیفتھا کے بجائے پیٹرول کی بھاری مقدار بنانے کی اپنی استعداد بڑھالی تھی۔ اپ گریڈیشن کے نتائج م س18ء کی چوتھی سہ ماہی سے سامنے آنا شروع ہوگئے اور ان کی وجہ سے اس سال پیٹرولیم کی ملکی پیداوار میں عمدہ اضافہ ہوا ہے۔[23]

دریں اثنا، توانائی کی درآمدات بڑھانے میں بدستور سب سے بڑا کردار ایل این جی کی درآمدات کا ہے۔ ایل این جی کی درآمدات م س19ء کی پہلی ششماہی میں 95.1 فیصد بڑھ کر 1.7 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ اس سال بسال اضافے کا 67.4 فیصد تناسب بلند عالمی قیمتوں کی بنا پر واقع ہوا۔ ایل این جی کا بلند درآمدی حجم دو حقائق بیان کرتا ہے: توانائی کے آمیزے میں فرنس آئل سے ہٹ کر تدریجاً گیس سے بجلی بنانے کی طرف سفر جاری ہے، اور حکومت نے سرما کے مہینوں میں صنعتی شعبے کو رعایتی نرخ پر ایل این جی فراہم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

غیر توانائی درآمدات

م س19ء کی پہلی ششماہی کے دوران غیر توانائی درآمدات میں 7.9 فیصد کمی آگئی جبکہ گذشتہ مالی سال کے اسی عرصے میں 14.0 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اس تخفیف میں زیادہ بڑا کردار بجلی کی پیداوار اور برقی مشینری میں ہونے والی تیز رفتار کمی کا تھا، جبکہ ٹرانسپورٹ اور غذائی زمروں سے

جدول 5.9: پہلی ششماہی کے دوران توانائی کی پیداوار، فروخت اور درآمد میں (مقداری) نمو (فیصد)

	پیداوار[1]		فروخت[2]		درآمدات[2]	
	م س18ء	م س19ء	م س18ء	م س19ء	م س18ء	م س19ء
فرنس آئل	5.4	-12.2	-13.3	-61.2	-18.8	-90.4
ایچ ایس ڈی	7.5	-4.7	12.5	-20.6	14.5	-35.9
پیٹرول	11.6	13.1	12.6	0.3	5.1	-0.4
مجموعی مصنوعات	8.1	-4.9	2.8	-27.2	-2.8	-43.7
خام تیل	–	–	10.5	2.5	20.5	-7.1
ایل این جی	–	–	–	–	57.6	31.0

ماخذ: [1] پاکستان دفترِ شماریات، [2] آئل کمپنیوں کی مشاورتی کونسل

[23] جیسا کہ توقع تھی م س19ء کی پہلی ششماہی میں نیفتھا کی ملکی پیداوار میں 41.6 فیصد کی زبردست کمی واقع ہوئی۔

مزید مدد ملی۔ ٹرانسپورٹ میں زیادہ تر کمی طیارے اور بحری جہاز کی طرف سے آئی، جس کے بعد ٹرانسپورٹ اور غذائی زمرے کی باری آتی ہے۔ ٹرانسپورٹ میں بیشتر کمی طیاروں اور بحری جہازوں کے زمرے میں ہوئی، جس کے بعد مکمل ساختہ یونٹ کاروں اور دیگر ٹرانسپورٹ آلات ہیں (**جدول 5.10**)۔

جدول 5.10: پہلی ششماہی کے دوران ٹرانسپورٹ کی درآمدات کی تفصیل

(ملین ڈالر)	م س 18ء	م س 19ء	مطلق فرق
طیارے، بحری جہاز اور کشتیاں	358.0	169.4	-188.6
طیارے (مکمل)	53.1	4.9	-48.2
طیارے (پرزے)	89.4	32.0	-57.4
بحری جہاز برائے جہاز شکنی	261.7	98.3	-163.4
کاریں	670.4	584.8	-85.6
مکمل ساختہ یونٹ	275.8	156.4	-119.3
الگ الگ پرزوں کی شکل میں	394.6	428.4	33.7
بس اور ٹرک	305.1	295.6	-9.6
مکمل ساختہ یونٹ	118.8	77.4	-41.5
الگ الگ پرزوں کی شکل میں	186.3	218.2	31.9
دیگر ٹرانسپورٹ آلات	191.9	19.3	-172.5
ریلوے انجن اور پرزے	194.6	20.1	-174.2
موٹر سائیکل	55.5	54.9	-0.5
ٹرانسپورٹ گروپ	**2,012.6**	**1,510.7**	**-501.9**

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کے بعد صارفین کی طرف سے محدود طلب اور نان فائلرز کے گاڑیاں خریدنے پر پابندی کے تناظر میں مکمل ساختہ یونٹ کاروں کی درآمد نمایاں طور پر گر گئی۔ کسٹمز کے اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ م س 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران ملک میں مجموعی طور پر 31,644 کاریں درآمد کی گئیں جو گذشتہ سال کی اسی مدت میں منگوائی گئی 54,961 کاروں کے مقابلے میں 42.7 فیصد کمی ظاہر کرتی ہیں۔ دریں اثنا دیگر ٹرانسپورٹ آلات (جس میں حاوی زمرہ ریلوے سے متعلق پرزے اور انجن کا ہے) کی درآمدات گذشتہ سال بہت مستحکم تھیں اور اس سال گر گئیں۔

غیر توانائی کی دیگر مصنوعات میں سے فولاد کی ملکی فرموں نے اپنی پیداوار کم کر لی کیونکہ ایک تو تعمیراتی سرگرمیاں ماند پڑ چکی ہیں، دوسرے سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام کے اخراجات میں کٹوتی ہوگئی ہے۔ چنانچہ فولاد ساز فرموں کی خام مال کی ضروریات بھی کم ہوگئی ہیں جو اسکریپ کی شکل میں آتا تھا یا پرانے بحری جہازوں کی شکل میں، جنہیں جہاز شکنی کے مقامات پر توڑ کر اسکریپ حاصل کیا جاتا تھا۔ مصنوعات کے ان دونوں زمروں کا درآمدی حجم اِس سال کم ہوگیا چنانچہ درآمدی مالیت بھی گر گئی۔[24] کپاس اور کھاد کی درآمدات گذشتہ سال کی نسبت بہت زیادہ ہوئیں کیونکہ ان دونوں کی ملکی پیداوار کم رہنے سے درآمد کی ضرورت پڑ گئی تھی۔

[24] م س 19ء کی پہلی ششماہی میں لوہے اور فولادی اسکریپ کا درآمدی حجم سال بسال 5.9 فیصد گر گیا۔ اسی طرح پہلی ششماہی م س 19ء کے دوران پاکستان نے توڑنے کے لیے 20 بحری جہاز درآمد کیے، گذشتہ سال کی اسی مدت میں 62 جہاز منگوائے گئے تھے۔

خصوصی سیکشن 1: چین پاک اقتصادی راہداری کے تناظر میں انسانی استعداد کی اہمیت

خ 1.1 تعارف

پاکستان کی مجموعی آبادی 2017ء کی مردم شماری کے مطابق 207.8 ملین ہے جس میں سالانہ 2.4 فیصد کی شرح سے اضافہ ہو رہا ہے۔ اسی طرح ملک کی افرادی قوت بھی بڑھ رہی ہے، مالی سال 2000ء میں یہ 39.4 ملین تھی جو مالی سال 18ء میں 65.5 ملین ہو چکی تھی۔ اس کا مطلب سالانہ تقریباً 1.5 ملین کارکنوں کا اضافہ ہے۔ مجموعی آبادی میں نوجوانوں (15 سے 29 سال) کے تناسب میں بتدریج اضافے سے افرادی قوت میں اس نمو کو مدد ملی ہے، یہ تناسب اس وقت 26.8 فیصد ہے۔ ان عوامل کی بنا پر یہ بات قومی اہمیت اختیار کر گئی ہے کہ افرادی قوت کو لیبر مارکیٹ میں جذب کیا جائے جس کے لیے نئی ملازمتیں پیدا کرنی ہوں گی اور مہارتوں میں اضافہ کرنا ہو گا۔ چین پاک اقتصادی راہداری (سی پیک) کے تحت توجہ کا مرکز اب زرعی ترقی، صنعتی ترقی، اور ٹیکنالوجی میں سرمایہ کاری ہے چنانچہ ملک کو اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

سی پیک سے ملکی افرادی قوت کے لیے، خاص طور پر مجوّزہ خصوصی اقتصادی زون (ایس ای زیڈ) کے قیام کے بعد ملازمتوں کے نئے دروازے کھل جانے کی توقع ہے۔ تاہم جب اس ترقی کی صورت واضح ہو گی تو کارکنوں کی ضرورت بتدریج زیادہ بڑھ جائے گی۔ پاکستان کو اسی لحاظ سے معیشت میں انسانی وسائل کی سطح بہتر بنانے پر توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ موجودہ اور مستقبل دونوں ادوار کی افرادی قوت کی اتنی ہنر مندی کو یقینی بنایا جائے کہ وہ ملازمت کی ارتقاپذیر نوعیت کے بڑھتے ہوئے تکنیکی تقاضے پورے کر سکے۔

اس سلسلے میں اس سیکشن کا مقصد یہ ہے کہ (i) ملک کے انسانی سرمائے کی موجودہ حالت کا تجزیہ کیا جائے، (ii) سی پیک کے اگلے مرحلے کے تحت، پاکستانی کارکنوں کے لیے ملازمتوں کے مواقع اجاگر کیے جائیں، (iii) ان مواقع سے حاصل ہونے والے فوائد کو زیادہ سے زیادہ کرنے کے لیے افرادی قوت کی تیاری کی سطح جانچی جائے، اور (iv) ملکی افرادی قوت کی مہارتوں کا فقدان دور کرنے کے لیے بعض تجاویز اور حالیہ پیش رفت پر بحث کی جائے۔

خ 1.2 پاکستان میں انسانی سرمائے کی ترقی کی موجودہ سطح پست ہے

اقتصادی معنوں میں انسانی سرمائے کا مطلب ہے، افراد کے ایک مجموعے کے پاس موجود اہلیت کی مقدار اور سطح جو معیشت میں محنت کی پیداواریت بڑھانے میں مدد دے سکے۔ اگرچہ اس تناظر میں تعلیم کو عموماً ایک اہم عامل سمجھا جاتا ہے، تاہم یہی کافی نہیں۔ تعلیم کے علاوہ جسمانی صحت، مہارت اور سماجی اوصاف وغیرہ بھی انسانی سرمائے کی مجموعی حالت پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

حال میں، عالمی بینک نے 2018ء میں انسانی سرمائے کا اشاریہ (ایچ سی آئی) متعارف کرایا ہے جس کے تحت مختلف متغیرات کے لحاظ سے 157 ملکوں کی درجہ بندی کی گئی ہے تا کہ یہ دیکھا جائے کہ آج پیدا ہونے والا بچہ 18 سال عمر کو پہنچنے پر کس سطح کے انسانی سرمائے کی ملکیت کی توقع کر سکتا ہے۔ یہ اشاریہ تعلیم اور صحت کے پانچ اظہاریوں پر مبنی ہے: (i) ایک بچے کے 5 سال عمر کو پہنچنے کا امکان، (ii) اسکول کی تعلیم کے متوقع سال، (iii) تعلیمی معیار کی پیمائش کے لحاظ سے ہم آہنگ ٹیسٹ اسکور (تا کہ اسکول کے زمانے میں "تعلیمی مطابقت" کے سال معلوم کیے جائیں)، (iv) بالغ افراد کے 60 سال عمر کو پہنچنے کی شرح، اور (v) پانچ سال سے کم عمر کے اُن بچوں کا تناسب جن کی جسامت بلحاظ عمر چھوٹی ہو۔

جدول خ1.1: انسانی سرمائے کا اشاریہ (ایچ سی آئی) 2018ء اور درجہ بندی- پاکستان کی کارکردگی

اجزا	لڑکے	لڑکیاں	مجموعی	درجہ بندی#
5 سال عمر کو پہنچنا	0.92	0.93	0.93	142
اسکول کی تعلیم کے متوقع سال	9.5	8.1	8.8	127
ہم آہنگ ٹیسٹ اسکور	335	343	339	145
اسکول کی تعلیم کے سال بلحاظ علم	5.1	4.4	4.8	134
بلوغت کی عمر کو پہنچنے کی شرح*	0.82	0.86	0.84	93
Not Stunted Rate**	0.52	0.58	0.55	103
مجموعی ایچ سی آئی	**0.39**	**0.38**	**0.39**	**137**

ماخذ: عالمی بینک

157 ملکوں میں درجہ

*156 ملکوں کا ڈیٹا دستیاب ہے، **109 ملکوں کا ڈیٹا دستیاب ہے

شکل خ1.1 : انسانی سرمائے اور ترقی کے اشاریوں کی علاقائی کارکردگی کا موازنہ

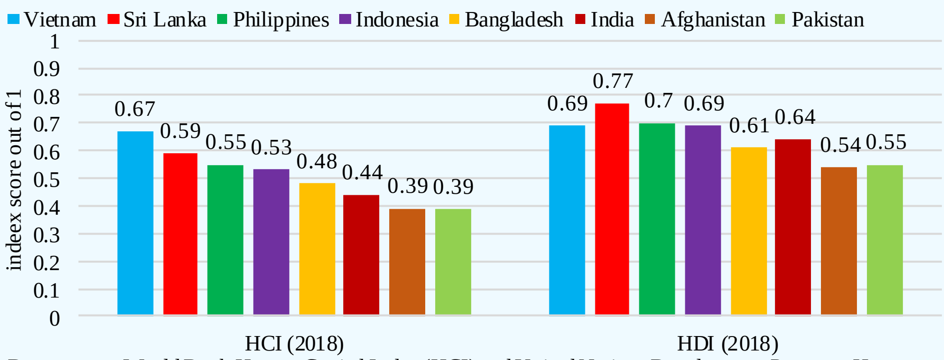

Data source: World Bank Human Capital Index (HCI) and United Nations Development Program Human Development Index

بحیثیتِ مجموعی پاکستان 157 ملکوں میں سے 134 ویں درجے پر ہے، چنانچہ وہ علاقائی اور ہمسر ملکوں دونوں لحاظ سے پست درجے پر آتا ہے۔ اجزا کے لحاظ سے کارکردگی بھی ناقص ہے، تمام اظہاریوں میں پاکستان کی صورتحال غیر تسلی بخش ہے (**جدول خ 1.1**)۔ یہ نتائج اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام کے 'انسانی ترقی کے اشاریے' (ایچ ڈی آئی) کے مشاہدات سے بھی مطابقت رکھتے ہیں (**شکل خ 1.1**)۔ 2018ء کی ایچ ڈی آئی درجہ بندی کے مطابق پاکستان 189 ملکوں میں 150 ویں درجے پر ہے۔

ایچ سی آئی کے نتائج پر دوبارہ نظر ڈالتے ہوئے یہ بات تشویش ناک معلوم ہوتی ہے کہ پاکستان میں بچوں کی اسکول کی تعلیم کا اوسط متوقع عرصہ 8.8 سال ہے، اس لحاظ سے پاکستان 157 ملکوں میں 127 ویں درجے پر ہے۔ تاہم اس مسئلے کو مزید سنگین بنانے والی چیز یہ ہے کہ پاکستان میں اسکول میں داخل ہونے والے بچوں کا "تعلیم بلحاظ علم" (learning-adjusted education) - تعلیمی برسوں کے مقابلے میں حقیقتاً حاصل کیا گیا علمی معیار - کے معاملے میں معیار تقریباً 4.8 سال ہے (جسے جاننے کے لیے مختلف ملکوں کے معیاری ٹیسٹ اسکورز استعمال کیے گئے)۔ یہ سطح علاقائی اوسط کے موازنے میں پست ترین ہے (**شکل خ 1.2**)۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ 3.3 سال کی عالمی اوسط کے مقابلے میں پاکستان علمی فرق کے لحاظ سے نمایاں طور پر 4 سال پیچھے ہے۔

نجی شعبے کے ایک غیر نفع بخش ادارے 'الف اعلان' کے قومی تعلیمی سروے برائے 2013ء (جو تازہ ترین دستیاب سروے ہے) کے مطابق پاکستانی شہری معیاری تعلیم کے دستیاب ذرائع کے فقدان پر فکر مند ہیں۔ ملک میں تعلیمی معیار کی حالت کو تقریباً 45 فیصد رائے دہندگان نے "ناقص" قرار دیا جبکہ 49 فیصد نے خدشہ ظاہر کیا کہ ہمارے بچے ہمسایہ ملکوں کے بچوں کے مقابلے میں پیچھے ہیں۔ نیز، 65 فیصد شرکا کی رائے یہ تھی کہ ملک میں پست تعلیمی معیار کا نتیجہ دوسرے ملکوں کے مقابلے میں پاکستان کی ناقص معاشی کارکردگی کی صورت میں نکل رہا ہے۔

شکل خ 1.2 : تعلیم بلحاظ علم- ایک موازنہ

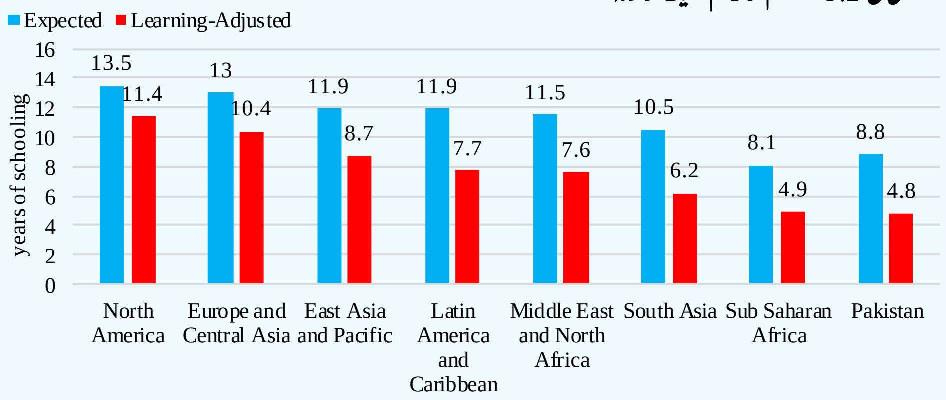

Data source: World Bank Human Capital Index (2018)

جدول خ 1.2: تعلیمی سطح کے لحاظ سے اسکول سے محروم بچوں کا ملکی تخمینہ

سطح	عمر کا گروپ	تعداد	اسکول میں داخل	اسکول سے محروم بچّے	اسکول سے محروم بچّے (فیصد)
پرائمری	5 سے 9 سال	22,670,715	17,574,849	5,095,866	22.5
مڈل	10 سے 12 سال	12,781,300	6,119,197	6,662,103	52.1
ہائی	13 سے 14 سال	8,520,866	2,835,326	5,685,540	66.7
ہائر سیکنڈری	15 سے 16 سال	8,934,989	1,356,825	7,578,164	84.8
مجموعی	5 سے 16 سال	52,907,870	27,886,197	25,021,673	47.3

ماخذ: الف اعلان کی رپورٹ 2014ء، "25 ملین وعدہ خلافیاں: پاکستان کے اسکول سے محروم بچوں کا بحران" اسلام آباد: الف اعلان

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ انسانی سرمائے یا ترقی کی سطح جانچنے کے لیے اوپر جن اشاریوں کا حوالہ دیا گیا ہے ان میں کسی ملک کے اسکولوں سے محروم بچے شامل نہیں کیے گئے ہیں۔ فکر کی بات یہ ہے کہ پاکستان کے معاملے میں 5 اور 16 سال کے درمیانی عمر کے تقریباً 25.0 ملین بچے اسکول کی تعلیم سے محروم ہیں، یعنی اسکول کے لائق بچوں کی مجموعی تعداد کا 47.3 فیصد حصہ اسکول ہی نہیں جاتا، اور تعلیم کی سطح بڑھنے کے لحاظ سے یہ تناسب بھی بڑھتا جاتا ہے (**جدول خ 1.2**)۔

شکل خ 1.3 : سی پیک کے تحت ملازمتوں کے امکانات، م س 15ء سے م س 31ء تک

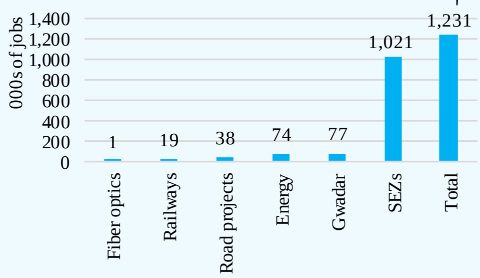

Data source: CPEC Center of Excellence (2018)

خ 1.3 نئی افرادی قوت کو سی پیک کے تحت سرگرمیوں میں پہلے سے زیادہ علم وہنر کی ضرورت کا سامنا ہوگا

4 نومبر 2018ء کو پاکستان اور چین نے ایک مشترکہ اعلامیہ جاری کیا جس کا عنوان یہ تھا: "نئے عہد میں چین پاک سدا بہار اسٹرے ٹجک تعاونی شراکت کی مضبوطی اور مشترک مستقبل کی حامل چین پاک برادری کی تعمیر"۔ اس طرح سی پیک کے تحت ترقی کے اگلے مرحلے کے آغاز کا باضابطہ اشارہ دیا گیا جس میں توانائی اور ریل / روڈ انفرا اسٹرکچر کے بجائے صنعت، زرعی میکانیت، سیاحت، ہائی ٹیک فنانس، بندرگاہوں کی ترقی اور ڈجیٹل اور ٹیکنالوجیکل ترقی کے شعبوں کی طرف زیادہ توجہ دی گئی ہے۔

اب جبکہ سی پیک کا پہلا مرحلہ اپنی تکمیل کے قریب ہے، ملازمتوں کے لحاظ سے اس کے اثرات کی پیمائش اب ممکن ہے۔ سی پیک سینٹر آف ایکسی لینس کی طرف سے حال میں شائع ہونے والے ایک ورکنگ پیپر[1] کے مطابق توانائی، روڈ اور ریل کے مختلف منصوبوں کے نتیجے میں م س 15ء سے م س 18ء تک 124,470 براہِ راست ملازمتیں پورے ملک میں پیدا ہوئی ہیں۔ یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ م س 31ء

جدول خ 1.3 : سی پیک کے تحت ممکنہ ملازمتوں کی تقسیم* بلحاظ شعبہ

شعبہ	کم ہنر مند	درمیانہ ہنر مند	اعلیٰ ہنر مند
زراعت	بوائی، کاشت کاری، لاجسٹک، ماہی گیری، ذخیرہ کاری، سیکورٹی گارڈ، پیکنگ	مشینری کی تنصیب، برقی ذرائع سے اطلاعات کی ترسیل، ریفریجریشن سسٹمز چلانا، مچھلی محفوظ رکھنے کے طریقے	پروسیسنگ مشینریز، سپلائی چین کی ٹریکنگ اور نگرانی، تحقیق و ترقی، مراکز برائے تجربات اور نمائش، تحفظِ آب کے طریقوں پر عمل درآمد، ای ایگری اپلی کیشنز کی تیاری، تربیت
صنعت	پیکجنگ، بنیادی پراسیسنگ، آلات کی تنصیب، حصول و خریداری، دستی مزدوری، سیکورٹی گارڈ	اسمبلنگ، مشین کی تنصیب اور آپریشنز، ترقی یافتہ تکنیکی سرگرمیاں	تحقیق و ترقی، پیٹروکیمیکلز (ایڈوانسڈ کریکنگ وغیرہ) اور دواسازی کی سرگرمیاں (دواؤں پر تحقیق)، مارکیٹنگ، استعدادکاری، انتظام، تربیت
خدمات	نقل و حمل، مہمان نوازی، بنیادی پلمبنگ، بڑھئی اور الیکٹریشن کا کام، سیکورٹی گارڈ	ٹور گائڈ، پورٹ پر مشینری اور برقی سامان کی تنصیب، مشین آپریشنز، بڑے بحری جہازوں کی مرمت، انجن کی مرمت، لسانی مہارت، الیکٹرانک نگرانی	تکمیلی نوعیت کی خدمات (اکاؤنٹنگ، قانونی مشاورت، عمومی مشاورت، کنسلٹنسی وغیرہ)، ڈجیٹل فنانس اور بیمہ، آئی سی ٹی پورٹ انجنیئرنگ (بھاری مشینری کا استعمال)، ٹریکنگ سسٹمز، طبّی خدمات، ای کامرس، انفارمیٹائزیشن، تحقیق و ترقی، تربیت، ضابطہ سازی

* مہارت کی بنیاد پر عالمی ادارۂ محنت کی تشریحات اور منسلک آئی ایس سی او 2008ء کے مطابق درجہ بندی

تک مجوزہ 9 خصوصی اقتصادی زون کی تشکیل کو شمار کرنے کے بعد یہ تعداد 1.2 ملین تک جانے کا تخمینہ ہے (**شکل خ 1.3**)۔[2] تاہم اس مطالعے میں یہ بھی مشاہدہ کیا گیا کہ بعض منصوبوں کے تعمیراتی اور آپریشنل مرحلوں کے دوران چینی اور پاکستانی کارکنوں کا تناسب بالترتیب 58:42 اور 37:63 رہا۔[3] اگرچہ یہ چینی فرموں کی روایت ہے کہ چین سے خاصی تعداد میں مزدوروں کو ساتھ لے کر

---

[1] راشد ایس، ضیا ایم ایم، اور وقار ایس (2018ء) *Employment Outlook of China Pakistan Economic Corridor: A Meta-Analysis* سی پیک سینٹر آف ایکسی لینس۔ ورکنگ پیپر 21۔

[2] عالمی ادارہ محنت کے تخمینے کے تحت سی پیک کی بنا پر پاکستان میں چار لاکھ نئی ملازمتوں کا امکان ہے، جبکہ کراچی کے اطلاقی معاشیات کے تحقیقی مرکز نے 2015ء سے 2030ء تک کے عرصے میں یہ تعداد سات لاکھ بتائی ہے۔ دریں اثنا وزارت منصوبہ بندی کمیشن کو توقع ہے کہ اگلے 15 برسوں میں سی پیک آٹھ لاکھ نئی ملازمتیں پیدا کرے گا۔

[3] اس مطالعے کے مصنفین نے ساہیوال کے کوئلہ بجلی گھر منصوبے کے زیرِ تعمیر اور تکمیل کے قریب مراحل کا مشاہدہ کرکے تجزیے کی غرض سے افرادی قوت کا تناسب معلوم کیا۔

آتی ہیں (جیسا کہ بیلٹ اینڈ روڈ کے دوسرے ملکوں مثلاً سری لنکا اور بنگلہ دیش کے معاملے میں دیکھا گیا)، تاہم پاکستان میں چینی مزدوروں کے بڑے تناسب کی ممکنہ وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اوسط سے اعلیٰ مہارت رکھنے والے مزدوروں کی پاکستانی مارکیٹ میں قلت ہے۔

یہ بات فکر مندی پیدا کرتی ہے کہ مزدوروں کی تعداد میں یہ فرق آگے چل کر اُس وقت مزید بڑھ سکتا ہے جب زیادہ علم و ہنر کا تقاضا کرنے والے شعبوں میں کام کرنے کا موقع آئے گا، مثلاً زرعی پراسیسز کی ڈجٹائزیشن / میکنائزیشن، اور معیشت کے مالی اور ٹیکنالوجی والے شعبوں میں مشترکہ منصوبے (**جدول خ 1.3**)۔

(i) ناکافی تعلیم افرادی قوت کی مہارت کی سطح پر اثر انداز ہو رہی ہے

جیسا کہ شکل خ 1.4 میں دکھایا گیا ہے، مجموعی سول لیبر فورس میں 40.1 فیصد کارکن ناخواندہ ہیں۔ اس کے علاوہ جو خواندہ کارکنوں میں سے 74.5 فیصد کی تعلیمی سطح صرف میٹرک (دسویں جماعت) ہے۔ نیز، برطانیہ کے محکمہ بین الاقوامی ترقی (ڈی ایف آئی ڈی) اور فاؤنڈیشن آف اوپن سوسائٹی (ایف او ایس آئی) کے اشتراک سے ادارہ تعلیم و آگہی کی شائع ہونے والی 'تعلیم کی صورتِ حال کی سالانہ رپورٹ' برائے 2016ء کے مطابق پورے ملک کے دیہی علاقوں کے میٹرک کے طلبہ کی اوسطاً 10.3 فیصد تعداد اردو اور دوسری علاقائی زبانوں میں ایک لفظ بھی نہیں پڑھ سکتی (**شکل خ 1.5**)۔ اسکولوں سے ملنے والی اس غیر تسلی بخش کارکردگی کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ لیبر فورس ٹیکنکل نوعیت کی ملازمتوں کی مطلوبہ اہلیت نہیں رکھتی۔

تازہ ترین لیبر فورس سروے، جس میں عالمی ادارہ محنت (آئی ایل او) کے اسکل گروپ کی درجہ بندیاں استعمال کی گئیں، کے اعداد و شمار کے مطابق فی الوقت پاکستانی لیبر مارکیٹ میں پیدا ہونے والی ملازمتوں میں پست، اوسط اور اعلیٰ مہارتوں والی ملازمتوں کا تناسب بالترتیب 18:71:11 ہے۔ تاہم آئی ایل او کا تخمینہ ہے کہ 2022ء تک یہ تناسب بدل کر 18:60:22 ہو جائے گا، جس سے یہ بات مزید اجاگر ہوتی ہے کہ مستقبل میں نسبتاً جدید ملازمتوں کے لیے اپنی افرادی قوت کو تربیت فراہم کرنے کی ضرورت ہے (**شکل خ 1.6**)۔

(ii) افرادی قوت کی پیداواری سطح بھی پست ہے

انسانی سرمائے کی استعداد سے محرومی کے نتیجے میں ملک کی افرادی قوت پیداواریت کے لحاظ سے پیچھے رہ گئی ہے۔[4] درحقیقت 1998ء سے 2018ء تک محنت کی پیداواریت میں مجموعی نمو کے لحاظ سے پاکستان تمام علاقائی ملکوں میں پست ترین (20 فیصد) رہا ہے۔ موازنہ کیا جائے تو مذکورہ مدت کے دوران بھارت، سری لنکا، بھوٹان، ویت نام اور بنگلہ دیش تمام ملکوں نے محنت کی پیداواریت میں 100 فیصد سے زائد نمو حاصل کی (**شکل خ 1.7**)۔

(iii) تکنیکی قابلیت کے معاملے میں بھی افرادی قوت کی کارکردگی ناقص ہے

شکل خ1.4: بلحاظِ تعلیمی سطح سویلین افرادی قوت م س

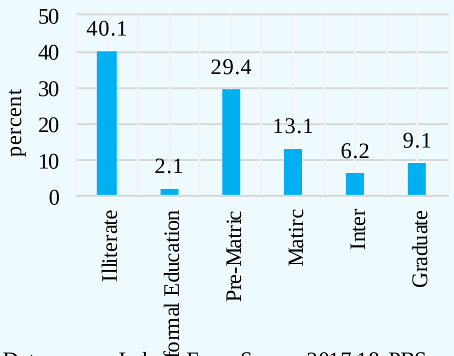

Data source: Labour Force Survey 2017-18, PBS

شکل خ1.5 : دیہی علاقوں کے دسویں جماعت کے طلبہ کی اردو، سندھی اور پشتو پڑھنے کی صلاحیت کے لحاظ سے فیصد

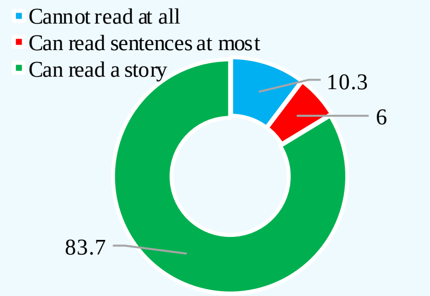

Data source: Idara-e-Taleem-o-Aagahi (ITA) 2016 State of Education Report

سی پیک کے اگلے مرحلے میں ٹیکنالوجی کے محاذ پر بڑے بڑے فوائد سمیٹنے کا منصوبہ ہے۔ مثال کے طور پر مجوزہ 820 کلومیٹر طویل آپٹیکل فائبر کیبل (خنجراب سے راولپنڈی تک) بچھانے کا کام تاکہ ملک کے پسماندہ علاقوں کو تیز اور محفوظ انٹرنیٹ کنکشن فراہم کیا جائے۔ ٹیکنالوجی کے شعبے کو اسلام آباد میں ایک آئی ٹی پارک کی تیاری اور اس کے ساتھ ساتھ چینی فرموں (جیسے علی بابا ای فاؤنڈرز فیلوشپ پروگرام برائے اسٹارٹ اپس) کی جانب سے پاکستان کی افرادی قوت کے لیے تربیتی پروگراموں سے بھی فائدہ ہونے کی توقع ہے۔ مزید برآں خصوصی اقتصادی زون کے قیام کے بعد اب پاکستان تیاری کی اس حالت میں آچکا ہے کہ اسے ٹیکنالوجی کی منتقلی عمل میں لائی جائے، خصوصاً صنعتی شعبے میں۔

[4] یہ بات اہم ہے کہ ملک میں افرادی قوت کی مجموعی پیداواریت کی سطح پست رکھنے میں کئی برسوں کے دوران جو عوامل کارفرما رہے ہیں وہ سرمایہ کاری کی سطح کا مسلسل کم رہنا اور ٹیکنالوجی کی ترقی (کلّی عامل پیداواریت) سے کم سے کم فوائد حاصل کرنا ہیں۔ ماخذ: امجد، آر، اور اویس، این (2016ء)۔ پاکستان کی پیداواری کارکردگی اور ٹی پی ایف رجحانات، 1980ء تا 2015ء: تشویش کا حقیقی سبب۔

تاہم گذشتہ عشروں کے دوران ملک میں انسانی سرمائے کی ترقی کی پست سطح کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ پاکستان informatization -کوئی ملک یا جغرافیائی خطہ جس حد تک انفارمیشن کو اپنی اساس بنا چکا ہوتا ہے- (یعنی معلومات پر مبنی معیشت کی طرف پیش قدمی کا عمل) کے معاملے میں اپنے ہمسر ملکوں سے پیچھے رہ گیا ہے۔ چائنیز اسٹیٹ انفارمیشن سینٹر کے 2018ء میں تشکیل کردہ ایک اشاریے کے مطابق جو 64 ممالک بیلٹ اینڈ روڈ انی شی ایٹو (بی آر آئی) کا باقاعدہ حصہ ہیں، ان میں پاکستان informatization کے لحاظ سے 54 ویں درجے پر ہے (شکل خ 1.8)۔[5] پاکستان کا مجموعی اسکور 100 نمبروں میں 33.0 ہے۔ یہ طلب اور رسد کی اُن شدید رکاوٹوں کی علامت ہے جو ملک کے آئی ٹی شعبے کو ترقی سے روک رہی ہیں اور اسے معیشت کی نمو میں کردار ادا کرنے نہیں دے رہیں۔

شکل خ 1.6 : مہارت کی ضروریات کے لحاظ سے پیشوں کی تقسیم

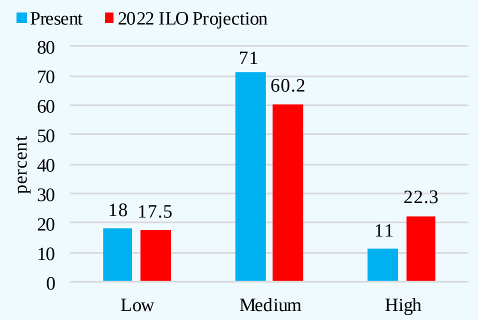

Data source: LFS for Present; ILO for 2022 projections

شکل خ 1.7 : مزدور کی پیداواریت میں 20 سال میں آنے والی تبدیلیاں

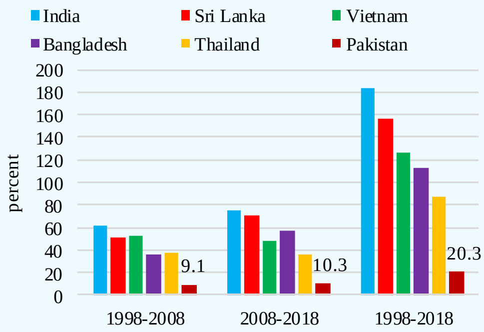

Data source: ILO

مزید برآں، پاکستان میں انٹرنیٹ شمولیتی سطح بھی اوسط سے کم ہے۔ اکنامسٹ کے انٹیلی جنس یونٹ کی رپورٹ برائے 2018ء کے مطابق سروے میں شریک 86 ملکوں میں پاکستان کا مجموعی طور پر 68 واں درجہ ہے۔ اس کا اسکور 100 میں سے 54.5 ہے جبکہ جنوبی ایشیا کا اوسط اسکور 61 اور عالمی اوسط 67 آیا۔[6]

خ 1.4 پالیسی سفارشات اور منظر نامہ

سی پیک منصوبوں پر عمل درآمد سے سامنے آنے والے مواقع سے زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کرنے کے لیے پاکستان کو اپنے انسانی سرمائے کی قلت کا سنجیدگی سے نوٹس لینا ہوگا۔ حکومت کو ایک فریم ورک بنانے کی ضرورت ہے جس میں افرادی قوت کی مہارتیں

[5] بی آر آئی informatization ڈیولپمنٹ انڈیکس بیلٹ اینڈ روڈ انی شی ایٹو کے تحت آنے والے ملکوں کی مختلف اظہاریوں پر درجہ بندی کرتا ہے، مثلاً آئی سی ٹی فاؤنڈیشن (فی کس جی ڈی پی، اعلیٰ تعلیم میں داخلے، براڈبینڈ اسپیڈ)، آئی سی ٹی ایپلی کیشن (براڈبینڈ اور انٹرنیٹ تک رسائی کی سطح)، اور آئی سی ٹی صنعت (آئی ٹی اور آئی ٹی سے چلنے والی مصنوعات اور خدمات کی برآمد کی استعداد)۔

[6] مزید تفصیل کے لیے حوالہ "باکس 2.3: پاکستان میں انٹرنیٹ کی شمولیت کی صورت حال" اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی تیسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 18ء۔

بڑھانے اور متعلقہ خدمات کی مناسب فراہمی پر توجہ دی جائے تاکہ ہم خطّے کے دوسرے ملکوں کے برابر آسکیں جو کہ مسابقتی فوائد سمیٹنے کے لیے ری اسکلنگ، ڈجنائزیشن اور ٹیکنالوجیکل پیش رفت پر بھرپور توجہ دے رہے ہیں۔

اولاً، ملک کے تعلیمی نظام کی معقول اصلاح کی ضرورت ہے تاکہ لیبر فورس میں نئے آنے والے ماہر گریجویٹس کی قلت دور ہو سکے۔ جیسا کہ انسانی سرمائے کے اشاریے کے مشاہدات سے پتہ چلتا ہے، پرائمری تعلیم کی اثر انگیزی میں نمایاں اضافہ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ علم کے انجذاب کی سطح بہتر بنائی جائے اور اسکولوں میں داخلے بڑھائے جائیں۔ درسی اداروں کے نصاب پر نظر ثانی کی بھی اتنی ہی اہمیت ہے تاکہ وہ موجودہ اور مستقبل کے پیشوں کی ضروریات کی بہتر عکاسی کر سکے۔

ثانیاً، افرادی قوت کی پیشہ ورانہ اور کاریگری کی تربیت پر متوجہ رہنا بہت اہم ہے کیونکہ ملازمت کی منتقلی اور تکنیکی ترقی کے عبوری مرحلے کے دوران ملکی محنت کشوں کو روزگار کے قابل بنائے رکھنا، اور بہترین صورت میں ان کی قابلیت میں اضافہ کرنا ہوگا۔ اس سلسلے میں ایک خوش آئند پیش رفت یہ ہے کہ چینی فرمیں پاکستانی نوجوانوں کی تکنیکی مہارت بڑھانے میں پہلے ہی مصروف ہیں تاکہ انہیں سی پیک منصوبوں کے تحت کام کے لیے تیار کیا جائے۔ اس میں ان چیزوں پر توجہ شامل ہے: پیشہ ورانہ تربیت (جیسے گوادر میں پاک چائنا ٹیکنکل اینڈ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ کی تعمیر)، جامعات اور کالجوں کے طلبہ کے لیے وظائف اور تبادلے کے پروگرام جیسا کہ مشترکہ بیان میں درج ہے، اور پاکستانی ٹیکنالوجیکل پلیٹ فارمز کے ساتھ اشتراک (جیسے این آئی سی کراچی کے ساتھ علی بابا کی فاؤنڈرز فیلوشپ پروگرام)۔

خ 1.8 : منتخب ملکوں کا بی آر آئی انفارمیٹائزیشن انڈیکس اسکور

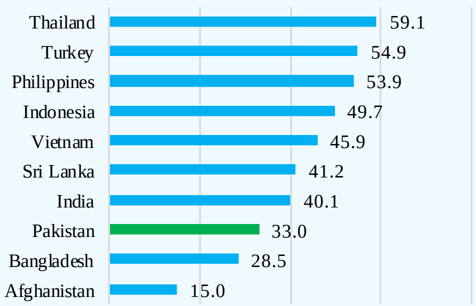

Data source: State Information Center of China (Score out of 100)

تاہم جیسا کہ گذشتہ رپورٹوں میں زور دیا گیا ہے، سرکاری دائرے میں ایک مرکزی پالیسی کی ضرورت ہے جو مہارت سازی کے پورے عمل پر حاوی ہو تاکہ اس سلسلے میں ہونے والی پیش رفت کو ملکی مقاصد سے ہم آہنگ رکھا جائے۔ اٹھارہویں ترمیم کے تحت محکمہ محنت صوبوں کا معاملہ بن چکا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ صوبوں کو بھی اس سلسلے میں مرکز کو سہولت دینی ہوگی۔ حال میں سندھ، پنجاب اور خیبر پختونخوا سب صوبوں نے لیبر پالیسیوں کا اعلان کیا ہے جن میں یہ مقاصد بیان کیے گئے ہیں: ملازمتیں بڑھانا، محفوظ اور صحت مند حالاتِ کار کی فراہمی، ملازمت میں صنفی مساوات یقینی بنانا، اور عبوری معیشت کی ضروریات کے مطابق اپنی متعلقہ افرادی قوت کی

تربیت۔ [7] یہ قابلِ تعریف اقدام ہے، تاہم یہ بھی اہم ہے کہ ان پالیسیوں پر اُن کی پوری روح کے ساتھ عمل درآمد ہو تاکہ مقررہ فوائد حاصل کیے جاسکیں۔

ایک اور حوصلہ افزا پیش رفت یہ ہے کہ نیشنل ووکیشنل اینڈ ٹیکنکل ٹریننگ کمیشن آف پاکستان ملکی لیبر مارکیٹ میں پلیسمنٹ اور اسکل میچنگ کو بہتر بنانے کی خاطر مہارتوں کی باقاعدہ متعین زمرہ بندیاں(skill-set categorization) متعارف کرانے کی تیاریوں میں ہے۔ نظر ثانی شدہ نیشنل ووکیشنل کوالیفکیشن فریم ورک کے تحت تجزیے کا ایک معیار تیار کیا جارہاہے تاکہ کارکنوں کی اُن کی ہنر مندی کے مطابق درجہ بندی کی جائے اور انہیں اعلیٰ سطحوں تک بتدریج ترقی میں مدد دی جائے۔ [8] ٹی وی ای ٹی (ٹیکنکل اینڈ ووکیشنل ایجوکیشن اینڈ ٹریننگ) شعبے کے اداروں کی بھی متعلقہ اداروں کے ساتھ وابستگی / ایکریڈیٹیشن، تربیتی سہولتوں کی مناسبت، تدریسی عملے کے معیار، پیش کردہ پیشوں (trades) کی اقسام، گریجویٹس کی ملازمتی اہلیت، این وی کیو ایف کے ساتھ ہم آہنگی، اور صحت وسلامتی کے تقاضوں وغیرہ جیسے اظہاریوں کی بنیاد پر جانچ کی جائے گی۔ اس کا مقصد تربیتی اداروں کے مابین صحت مند مقابلے کی فضا پیدا کرنا ہے تاکہ شعبے میں بحیثیت مجموعی بہتری لائی جائے۔

ثالثاً جہاں تک ٹیکنالوجی کا تعلق ہے تو گذشتہ سال جاری کردہ ڈیجیٹل پاکستان پالیسی میں ملک میں ڈجٹائزیشن کی توسیع کے ذریعے انسانی سرمائے میں اضافے کا ایک پُر امید نقشہ شامل ہے۔ [9] اگر افراد اور کاروباری اداروں دونوں کو مارکیٹ کے ای کامرس، فِن ٹیک اور بی پی او زمروں میں آئی سی ٹی کا فائدہ اٹھانا ہے تو ڈجیٹل اور مالی خواندگی اور شمولیت پر زور دینا لازمی ہو گا۔ آخر میں، تکمیلی خدمات کے شعبے (جیسے اکاؤنٹنسی، مشاورت قانونی معاونت وغیرہ) سے متعلق اعلیٰ سطح کی تعلیم پر توجہ دینے کی ضرورت ہو گی تاکہ ملکی افرادی قوت مجوّزہ خصوصی اقتصادی زون کے تحت نئی صنعتوں سے منسلک تقاضوں کو پورا کر سکے۔

---

[7] صوبہ سندھ نے فروری 2018ء میں اپنی ”پہلی سندھ لیبر پالیسی 2018ء“ کا اعلان کیا، خیبر پختونخوا نے مئی 2018ء میں اپنی لیبر پالیسی اور چائلڈ لیبر پالیسی منظور کی۔ حکومت پنجاب نے نومبر 2018ء میں لیبر پالیسی 2018ء منظور کی۔

[8] ”معلومات اور فہم“ ”مہارتیں“ اور ”ذمہ داریاں“ کی ذیل میں این وی کیو ایف کی آٹھ حوالہ جاتی سطحیں سکھلائی کا ماحصل (learning outcomes) کے معنوں میں بیان کی گئی ہیں۔ سکھلائی کے ماحصل کی پیچیدگی کی تشریح کی خاطر بنیادی معلومات، بنیادی مہارتیں اور براہِ راست نگرانی میں کام کرنا (پہلی سطح) سے لے کر اعلیٰ درجے کی معلومات، خصوصی تکنیکی مہارتیں اور نگرانی وانتظام کی ذمہ داریاں (پانچویں سطح) تک بیان کی گئی ہیں۔ چھٹی سے آٹھویں تک کی سطحیں بیچلر اور اس سے اوپر کے طلبہ کے لیے ہیں اور وہ اعلیٰ تعلیم کمیشن (ایچ ای سی) پاکستان کے دائرہ کار میں آتی ہیں۔

[9] فہرست کے مطابق مقاصد یہ ہیں: (i) آئی سی ٹی کی تعلیم پر توجہ رکھنا تاکہ ملکی نوجوانوں کی معلومات میں اضافہ کر کے عالمی معیار سے ہم آہنگ کیا جائے، (ii) ملک میں جدت طرازی اور نئے کاروباری اداروں کو فروغ دیا جائے، (iii) صنعت اور تعلیمی اداروں کے مابین موجود خلا کو پُر کیا جائے، اور (iv) ویب کا مواد ملکی زبان میں بڑھانے پر زور دیا جائے تاکہ عوام کے لیے ڈجیٹل پلیٹ فارمز کی رسائی اور موزونیت میں اضافہ ہو سکے۔

اگر ان اقدامات پر موئثر طریقے سے عمل درآمد کر لیا گیاتو اِن میں اتنی استعداد موجود ہے کہ کارکنوں کا معیار بتدریج بہتر ہوتا جائے اور ملک کو وہ ذرائع فراہم ہو جائیں کہ سی پیک کے ساتھ ساتھ معلومات پر مبنی اور ٹیکنالوجی کے بل پر معاشی ترقی کے ماڈلز کی طرف دنیا بھر میں تیز رفتار منتقلی کے نتیجے میں سامنے آنے والے ممکنہ مواقع کا زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جاسکے۔

خصوصی سیکشن 2 : بجلی کے شعبے میں سرکاری انٹرپرائزز کے مالیاتی بوجھ کا جائزہ[1]

خ 2.1 تعارف

پاکستان میں سرکاری انٹرپرائزز کی کارکردگی خراب نظم ونسق، اضافی عملے کی بھرتی اور روزمرہ کاروباری امور میں سیاسی مداخلت کے نتیجے میں کمزور مالی انتظام کی عکاس ہے۔ گذشتہ دو دہائیوں میں بعض ایس او ایز کی جانب سے مسلسل نقصان برداشت کرنے اور اس کے وسیع مالیاتی اثرات نے تواتر کے ساتھ حکومتوں کو اس بات کی ترغیب دی ہے کہ وہ ان اداروں میں پالیسی نوعیت کی اور ادارہ جاتی اصلاحات متعارف کروائیں۔ تاہم سنجیدہ وابستگی کے مسائل برقرار رہے ہیں۔ نج کاری کے ایجنڈے بھی تشکیل دیے گئے لیکن مالی نقصانات کے تسلسل، کاروباری سرگرمیوں کے ناقابل عمل ہونے اور دیگر ساختی رکاوٹوں کے باعث ان میں پیش رفت کمزور رہی۔

فیصلہ کن پالیسی اقدامات کی عدم موجودگی میں مالی مشکلات سے دوچار ایس او ایز کے مسائل میں شدت آگئی ہے، جس کا نتیجہ ان اداروں پر قرضوں کے بھاری بوجھ کی صورت میں نکلا ہے (**شکل خ 2.1**)۔ اس سیکشن میں بحیثیت مجموعی ایس او ای شعبے کی مالی پوزیشن کی جزوی سطح پر جانچ کی جائے گی اور ان انٹرپرائزز کے اصل مالیاتی بوجھ کے جائزے کے مختلف زاویے پیش کیے جائیں گے۔ اس سیکشن میں خاص طور پر شعبہ جاتی پالیسیوں کے کردار اور بجلی کی تقسیم کے شعبے میں مجموعی کاروباری حالات کو اجاگر کیا گیا ہے، جو ان سے منسلک ایس او ایز کی مالی کارکردگی کو ٹھیس پہنچاتی ہیں۔

شکل خ 2.1 : ایس او ایز کے قرضے کا حجم

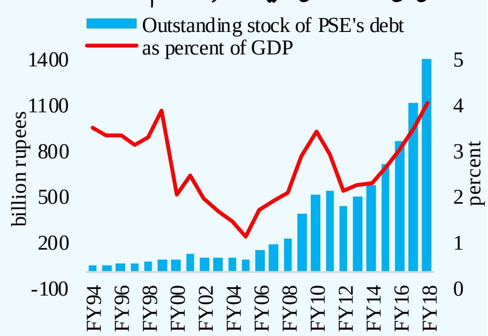

Data source: Ministry of Finance and Pakistan Bureau of Statistics

خ 2.2 ایس او ایز کا موجودہ حجم اور مجموعی مالی صورت حال

مالی سال 13ء اور مالی سال 16ء کے درمیان سرکاری انٹرپرائزز کے مجموعی اثاثے 11.3 فیصد مرکب اوسط شرحِ نمو سے بڑھے ہیں اور آخر جون 2016ء پر یہ 11.5 ٹریلین روپے (110.3 ارب ڈالر) کی سطح پر ہیں۔ 197 اداروں پر مشتمل اتنی بڑی اثاثہ

[1] خصوصی سیکشن میں سینٹ کو پیش کی جانے والی رپورٹ ''گردشی قرضہ، مسائل اور حل''، وزارت خزانہ کی جانب سے شائع کردہ وفیڈرل فٹ پرنٹ، ایس او ای کی سالانہ رپورٹ، نیپرا کی جانب سے 'صنعت کی کیفیت کا جائزہ' کے مختلف شماروں اور متعلقہ اداروں کے مالی جائزوں سمیت شائع شدہ مختلف دستاویزات سے بہت استفادہ کیا گیا۔ مزید برآں، نیشنل الیکٹرک پاور ریگولیٹری اتھارٹی، وزارت خزانہ، پاور ہولڈنگ پرائیویٹ لمیٹڈ (پی ایچ پی ایل)، سینٹرل پاور پرچیزنگ کمپنی (سی پی پی اے)، اسلام آباد الیکٹرک سپلائی کمپنی، سکھر الیکٹرک پاور کمپنی اور کمرشل بینکوں سے تبادلہ خیال اس شعبے کے متعلق ہمارے تجزیے کی گہرائی بڑھانے میں معاون ثابت ہوا۔

جاتی بنیاد پاکستان کی جی ڈی پی کے تقریباً 40 فیصد کے برابر ہیں (**شکل خ 2.2**)۔ ایس او ایز کے کاروبار میں توانائی کے شعبے کا حصہ سب سے زیادہ ہے۔ ابتدائی سرگرمیوں (تیل و گیس کی دریافت) سمیت یہ ادارے ملک میں توانائی کے شعبے کی قدری زنجیر سے منسلک ہیں۔ مالی کاروبار میں بھی ان کی موجودگی کافی مضبوط ہے کیونکہ سرکاری شعبے کے ادارے (مالی شعبے کے مجموعی اثاثوں میں 20 فیصد حصے پر مشتمل) بدستور نجی اداروں کے ساتھ خدمات انجام دے رہے ہیں۔ دوسرا زمرہ جس میں ایس او ایز آپریٹ کر رہی ہیں وہ ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کا ہے جہاں اپنے اجزا میں وہ تقریباً اجارہ داری سے لطف اندوز ہو رہے ہیں، خاص طور پر ریلویز (پاکستان ریلویز۔ پی آر) اور بین الاقوامی ہوابازی (پی آئی اے) کے معاملے میں ایسا ہی ہے۔

شکل خ 2.2 : ایس او ایز کے اثاثوں کی شعبہ جاتی درجہ بندی

(ٹریلین روپے)

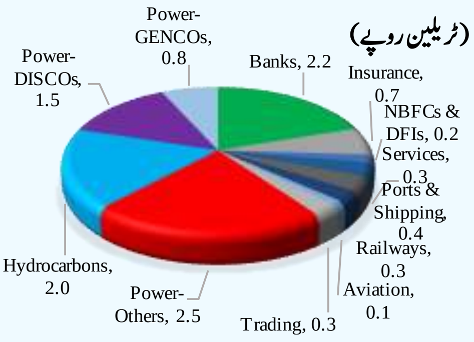

Data source: Federal Foot Print 2015-16, Ministry of

جدول خ 2.1: ایس او ایز کا خالص منافع / نقصان

ارب روپے

	2012-13ء	2013-14ء	2014-15ء	2015-16ء
مجموعی ایس او ایز	163.5	193.5	52.9	-44.8
کمرشل	158.2	217.6	67.4	-43.9
1۔ توانائی	225.6	256.5	125.0	6.0
ہائیڈروکاربنز	173.8	225	145.7	115.4
بجلی	51.9	31.5	-20.7	-109.4
2۔ مالی	19.3	32.6	36.3	34.5
3۔ صنعتی و انجینئرنگ	-24.6	-23.4	-25.7	-17.8
پاکستان اسٹیل ملز	-28.4	-25.8	-25.7	-18.8
4۔ تجارت	3.4	7.1	1.3	0.2
5۔ خدمات	-2.9	-3.8	-10	-6.6
6۔ پروموشنل اور مشاورت	1.4	1	3.1	1.8
7۔ ٹرانسپورٹ	-65.5	-54.3	-52.4	-62.8
پی آئی اے	-45.1	-30.7	-32.1	-45.3
پاکستان ریلوے	-30.5	-32.5	-27.2	-27.0
غیر کمرشل	-	1.7	0.3	1.2
ڈی ایف آئیز	5.3	6.2	5.6	7.4

ڈیٹا کا ماخذ: وزارت خزانہ

شکل خ 2.3 : اہم غیر توانائی ایس او ایز کے نقصانات

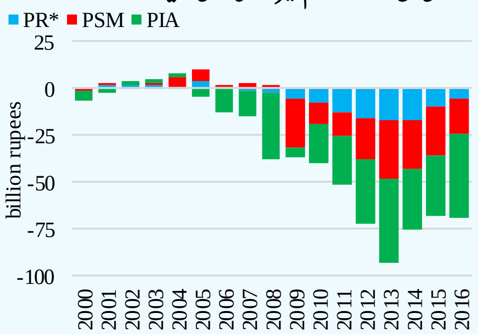

* PR data shows operating profit/loss calculated as operating revenues minus operating expenses
Data source: PBS, Year Book of Railways, MoF and

جیسا کہ **جدول خ 2.1** میں دکھایا گیا ہے، ایس او ای کے مجموعی شعبے میں مالی سال 13ء تا مالی سال 15ء کے دوران 410 ارب روپے کا خالص منافع ہوا تھا۔ اس کارکردگی کا بنیادی سبب توانائی اور مالیات کے شعبوں میں ابتدائی نوعیت کی عملی سرگرمیوں سے وابستہ اداروں کی بھرپور آمدنی ہے جس نے بجلی کی تقسیم، صنعت اور ٹرانسپورٹ کے شعبوں میں ہونے والے نقصانات کو مکمل طور پر زائل کر دیا۔ تاہم مالی سال 16ء میں صورت حال اس وقت تبدیل ہو گئی جب خسارے میں چلنے والے اداروں کے بوجھ میں کافی اضافہ ہو گیا، جس نے منافع بخش اداروں کی آمدنی کے مثبت اثرات زائل کر دیے (خام تیل کی عالمی قیمتوں میں تیزی سے کمی کے نتیجے میں تیل و گیس دریافت کرنے والی فرموں کی آمدنی میں کمی ہو گئی)۔ اس کا نتیجہ سال کے دوران مجموعی ایس او ای شعبے میں 44.8 ارب روپے کے خالص نقصان کی صورت میں برآمد ہوا۔ تاہم پھیلاؤ کے لحاظ سے مالی سال 16ء کے دوران 80 فیصد سے زائد کمپنیوں نے آپریٹنگ منافع حاصل کیا جبکہ ان میں سے 55.6 فیصد ادارے خالص منافع حاصل کرنے میں کامیاب رہے۔

اس سے بنیادی طور پر یہ پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ ایس او ای شعبے کے نقصانات کا حجم کافی زیادہ ہے لیکن ایس او ای شعبے کے نقصانات صرف چند اداروں تک محدود ہیں۔ ان میں پاکستان اسٹیل ملز، پی آئی اے اور پاکستان ریلویز جیسے ٹرانسپورٹ اور صنعتی اداروں کو گذشتہ دہائی میں زائد عملے، آپریشنل مسائل، ضوابطی رکاوٹوں اور نئی سرمایہ کاری کے فقدان کی وجہ سے مسلسل نقصانات کا سامنا رہا ہے (**شکل خ 2.3**)۔ پالیسی سے متعلق مسائل پر بھی اس کی جزوی ذمہ داری عائد ہوتی ہے جس کے کردار کی عکاسی ان شعبوں (خصوصاً ہوابازی) کے نجی آپریٹروں کی خراب کارکردگی سے بھی ظاہر ہوتی ہے خدمات کے معیار کے مسائل بھی وقتاً فوقتاً سامنے آتے رہتے ہیں۔ اگرچہ یہ ادارے نج کاری کی فہرست میں شامل نہیں لیکن ان اداروں کی ساختی بحالی کے منصوبوں پر غور کیا جا رہا ہے۔

حالیہ برسوں کے دوران جو سب سے بڑا مسئلہ ابھر کر سامنے آیا ہے وہ گردشی قرضے کا ہے جو شعبہ توانائی سے وابستہ ایس او ایز کی مالی دشواریوں میں اضافے کا باعث بنا ہے۔ جیسا کہ **جدول خ 2.2** میں دکھایا گیا ہے، گذشتہ چند برسوں میں ایس او ایز کے مجموعی قرضوں کے ساتھ مالیاتی اعانت کو بڑھانے میں ان اداروں نے اہم کردار ادا کیا ہے۔

خ 2.3 بعض ایس او ایز میں نقصانات بلند ہیں لیکن مجموعی مالیاتی بوجھ کے محتاط جائزے کی ضرورت ہے

حکومت ''فیڈرل فٹ پرنٹ، ایس او ای سالانہ رپورٹ'' نامی اپنی اشاعت میں ایس او ایز کو دی جانے والی تفصیلات شائع کرتی ہے۔ رپورٹ کے مطابق اعانت کے طریقہ کار میں وفاقی حکومت کی جانب سے ان اداروں کو فراہم کردہ زر اعانت، قرضے اور گرانٹس شامل ہیں۔ ان میں ضمانتوں کو بھی شامل کیا جاتا ہے جو حکومت کے ہنگامی واجبات کو ظاہر کرتی ہیں۔ تاہم مالیاتی کھاتوں کی مالی صحت پر پر ایس او ایز کے مجموعی اثر کو جانچنے کے لیے ضروری ہے کہ اس اعانت کی نوعیت اور مقصد کو سمجھا جائے اور آمدنی کے بہاؤ کو بھی مد نظر رکھا جائے جو حکومت ایس او ایز کی آپریشنل سرگرمیوں سے حاصل کرتی ہے۔

جدول خ 2.2: ایس او ایز پر سالانہ مالیاتی اخراجات

ارب روپے میں

	م س13ء	م س14ء	م س15ء	مالی سال16ء
الف۔ قرضے	80.4	150.5	110.3	181.3
اوڈبلیو / شعبہ توانائی	*29.6*	*57.5*	*29.0*	*80.2*
ب۔ ضمانتیں	123.6	99.7	154.8	128.5
اوڈبلیو / شعبہ توانائی	103.1	57.0	96.0*	114.2
ج۔ زر اعانت	281.2	271.8	229.3	223.1
اوڈبلیو / شعبہ توانائی	260.0	228.0	221.0	171.2
د۔ پاکستان ریلویز کو گرانٹس	35.4	33.5	37.0	37.0
ہ۔ مجموعی اعانت (الف+ب+ج+د)	520.6	555.5	531	569.9
و۔ مالیاتی خرچ	397.0	455.8	376.3	441.4
جی ڈی پی کا فیصد	*1.8*	*1.8*	*1.4*	*1.5*
ز۔ مجموعی آمدنی / محصولات	75.8	133.0	88.3	146.3
جی ڈی پی کا فیصد	*0.3*	*0.5*	*0.3*	*0.5*
مارک اپ آمدنی	12.3	67.0	14.2	57.7
منافع منقسمہ آمدنی	63.5	65.9	74.1	88.5
ح۔ خالص اخراجات (ز-ہ)	321.2	322.8	324.0	295.1
جی ڈی پی کا فیصد	*1.4*	*1.3*	*1.2*	*1.0*
ایف بی آر محاصل کا فیصد	*15.7*	*13.6*	*11.5*	*8.7*

* چونکہ سال کے لیے ضمانتوں کے تفصیلی اعداد و شمار دستیاب نہیں تھے، اس لیے یہ اعداد و شمار پی آئی اے کو دی گئی ضمانتوں کو مجموعی ضمانتوں سے منہا کر کے اخذ کیا گیا ہے (دیگر برسوں سے، یہ رقم شعبہ توانائی کو دیے گئے قرضوں کے تقریباً مساوی ہے)۔

ڈیٹا کا ماخذ: فیڈرل فٹ پرنٹ، ایس او ای سالانہ رپورٹ، 16-2015ء۔

اوّل، جیسا کہ **جدول** 2.2 میں دیا گیا ہے، حکومتی کتابوں پر درج اجزا میں سب سے بڑا زرِ اعانت ہے۔ اس زر اعانت میں بڑا حصہ توانائی سے متعلق ہے اور حکومت کی جانب سے صارفین کو مارکیٹ سے کم نرخوں پر بجلی کی فراہمی کے پالیسی فیصلے کو ظاہر کرتا ہے۔ تکنیکی طور پر یہ خرچ نیپرا کے متعین کردہ بجلی کے ٹیرف (پیداواری لاگت، مارجن، ڈسکوز کی ترسیل اور تقسیم کے نقصانات کی بنیاد پر) اور حکومت کے اعلان کردہ ٹیرف کے درمیان فرق پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہاں یہ بات واضح کرنا ضروری ہے کہ اس زر اعانت سے سے زیادہ فائدہ صارفین کو پہنچتا ہے [لہٰذا، یہ امر حیران کن نہیں ہے کہ گذشتہ تین برسوں میں توانائی سے متعلق مجموعی زر اعانت کا ایک تہائی نجی شعبے میں بجلی کی پیداوار اور تقسیم کرنے والی

جدول خ2.3:زراعانت کا خاکہ

ارب روپے

	نظر ثانی شدہ تخمینے		بجٹ
	2016-17ء	2017-18ء	2018-19ء
واپڈا/پیپکو	**102.6**	**81.5**	**134.0**
ڈسکوز کے اندر ٹیرف کا فرق	91.0	57.5	105.0
بلوچستان میں زرعی ٹیوب ویلوں کے لیے ٹیرف کا فرق	1.7	0.0	5.0
فاٹا سے واپڈا/پیپکو کی قابل وصولی رقوم حاصل کرنا	9.9	10.0	12.0
واپڈا کو زراعانت	0.0	14.0	12.0
کے الیکٹرک کو زراعانت:	**15.4**	**33.5**	**15.4**
کے الیکٹرک کے ٹیرف کا فرق حاصل کرنا	10.2	11.0	15.0
بلوچستان میں زرعی ٹیوب ویلوں کے لیے ٹیرف کے فرق کے لیے	0.6	0.4	0.4
صنعتی صارفین کے کھاتے پر ڈسکوز اور کے الیکٹرک کو زراعانت	4.7	22.1	0.0
بجلی کے شعبے کا مجموعی زراعانت	**118.0**	**115.0**	**149.4**
مجموعی زراعانت	**169.0**	**147.6**	**174.7**

ڈیٹا کا ماخذ: مالی سال 2017-18ء اور 2018-19ء کے لیے بجٹ پر مختصر مضمون

واحد کمپنی کے الیکٹرک نے وصول کیا ہے]۔ اس کا سبب یہ ہے: (i) ڈسکوز کی کارکردگی کی سطح میں وسیع فرق کے باوجود زراعانت کی فراہمی ملک بھر میں بجلی کی قیمتوں کو یکساں رکھنے کی حکومتی کوششوں کو ظاہر کرتی ہے اور (ii) یہ صارفین کو توانائی کی قدری زنجیر میں خام مال کی بلند لاگتوں اور خامیوں کے اثر سے تحفظ فراہم کرتی ہے۔ جیسا کہ **جدول خ 2.4** میں دکھایا گیا ہے، 200 یونٹوں تک بجلی استعمال کرنے والے گھریلو صارفین کے لیے حکومت نے نرخوں کو اتنی سطح پر رکھا ہوا ہے جو مستعد ترین ڈسکوز کے لیے نیپرا کے متعین کردہ

نرخوں سے بھی کم ہیں۔ یقیناً، سیاسی ترجیحات کے باعث وفاقی حکومت کے لیے صارفین کو شعبہ بجلی کی قدری زنجیر میں نقائص کے اثر کو منتقل کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

شکل خ 2.5 : توانائی کے مالیاتی اخراجات کا تقابل: زرِ اعانت بمقابلہ جی ایف سی ایف

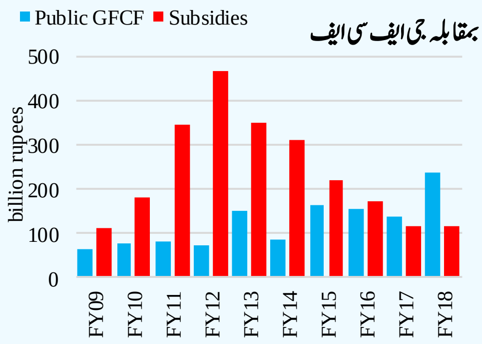

Data source: Ministry of Finance and Pakistan Bureau of Statistics

غیر ہدفی زرِ اعانت کی اجازت دینے کے دو منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اوّل، ملک بھر میں یکساں ٹیرف کے نفاذ کا غیر ارادی نتیجہ خراب کارکردگی کی صورت میں نکلتا ہے۔ خصوصاً، موجودہ حالات میں نیپرا غیر مستعد ڈسکوز کو بنیادی قیمت میں ترسیل اور تقسیم کے نقصانات کا کچھ فیصد شامل کرتا ہے، جس سے اضافی نقصانات ڈسکوز کی آمدنی میں شامل ہو جاتے ہیں۔ تاہم، زر اعانت کے ذریعے ڈسکوز کے نقصانات کو جذب کر کے حکومت غیر مستعد ڈسکوز پر اپنی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے سرکاری دباؤ ختم کر دیتی ہے۔ یہ مشق بجلی کے غیر مستعد پیداکاروں پر دباؤ کم کر دیتی ہے جو تھرمل بجلی کی پیداوار کے لیے مہنگے ایندھن استعمال کرتے ہیں۔ بحیثیت مجموعی، مالی سال 19ء کے بجٹ میں زر اعانت کے لیے مختص کل زر اعانت کا 60 فیصد ڈسکوز کے درمیان زر اعانت کے فرق پر مشتمل ہوتا ہے (**جدول خ 2.3**)۔

اس کا دوسرا نقصان یہ ہے کہ گذشتہ ایک دہائی کے دوران مالیاتی وسائل کا ایک بڑا حصہ زر اعانت کی نذر ہو گیا، جس کی وجہ سے پیداواری گنجائش میں توسیع / اپ گریڈیشن کے لیے بہت محدود وسائل باقی بچتے ہیں (**شکل خ 2.5**)۔ اگرچہ مالی سال 15ء اور مالی سال 18ء کے

شکل خ 2.4 : نیپرا اور حکومت پاکستان کی جانب سے صارفین کے مختلف طبقات کے لیے اعلان کردہ قیمتوں کا فرق

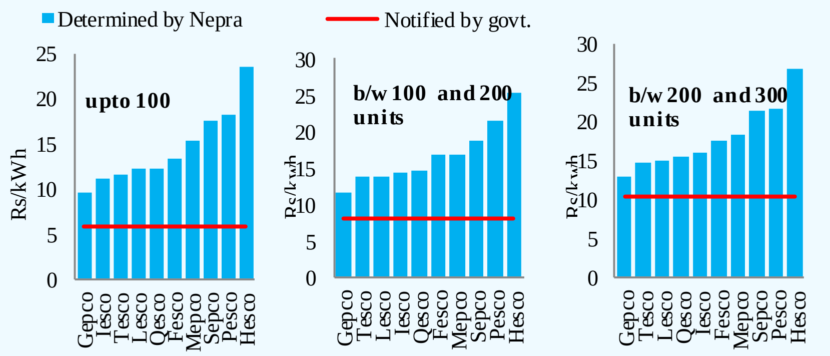

Data source: SRO 01 (I)/2019, Ministry of Energy, Government of Pakistan

شکل خ 2.6 : ڈسکوز کے ترسیل اور تقسیم کے نقصانات

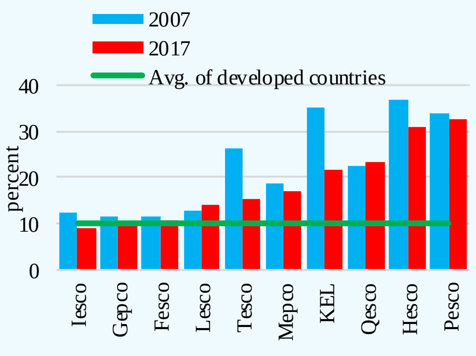

Data source: State of Industry Report 2008 and 2017,

دوران سرکاری سرمایہ کاریوں کی رفتار میں کچھ اضافہ ہوا ہے (بشمول بیرونی براہ راست سرمایہ کاری) لیکن ان کا بجلی کے شعبے میں بہت زیادہ ارتکاز دیکھا گیا۔ تقسیم کے انفراسٹرکچر کی توسیع اور اپ گریڈیشن (مثلاً، بلند وولٹیج کے ٹرانسفارمروں اور اسمارٹ گرڈ کی تنصیب، پرانے گرڈوں کا خاتمہ، مناسب ارتھ کی فراہمی اور کرنٹ کے زیاں پر قابو پانے جیسے حفاظتی پروٹوکولز یقینی بنانا) کے بیشتر انتظام کو ڈسکوز پر چھوڑ دیا گیا جنہوں نے مالی دشواریوں، بدانتظامی اور عزم کی کمی کے مسائل کی وجہ سے مسلسل اس شعبے میں بہت کم سرمایہ کاری کی۔ جیسا کہ **شکل خ 2.6** میں دکھایا گیا ہے، تقسیم کے شعبے میں ترسیل و تقسیم کے نقصانات میں نجکاری شدہ کے الیکٹرک اور قبائلی علاقوں میں بجلی تقسیم کرنے کی ذمہ دار کمپنی کے علاوہ کوئی خاص بہتری دیکھنے میں نہیں آئی۔

جہاں تک ایس او ایز کے قرضوں کا تعلق ہے، یہ بات واضح ہے کہ ایس او ایز کے قرضوں کا بڑا حصہ دراصل سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام کے اخراجات پر مشتمل ہے جو حکومت سڑکوں، توانائی اور ٹرانسپورٹ جیسے تزویراتی لحاظ سے اہم شعبوں پر خرچ کرتی ہے۔ خصوصاً ان شعبوں میں حکومت کے ترقیاتی اخراجات متعلقہ اداروں کے قرضوں پر مشتمل ہیں۔ مثلاً، مالی سال 16ء میں ایس او ایز کو دیے گئے قرضوں کا نصف حصہ نیشنل ہائی اتھارٹی نے مختلف سرکاری منصوبوں کی تکمیل کے لیے وصول کیا تھا جن میں فیصل آباد، خانیوال ایکسپریس وے، لواری سرنگ اور رسائی کی سڑکیں اور سی پیک کے فنڈز سے تھاکوٹ تا حویلیاں سیکشن کی تعمیر شامل ہیں۔ توانائی کے شعبے میں ترقیاتی قرضوں کے اہم وصول کنندگان میں نیلم، جہلم ہائیڈرو پاور پروجیکٹ اور نیشنل پاور پارکس (بلوکی اور حویلی بہادر شاہ میں ایل این جی سے چلنے والے بجلی کے پلانٹس کی تکمیل کے لیے) شامل ہیں۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ وفاقی حکومت ایس او ایز سے ترقیاتی قرضوں پر جو مارک اپ چارج کرتی ہے وہ کمرشل بینکوں سے ان کے قرضوں کے مقابلے میں کچھ زیادہ ہے (**جدول خ 2.4**)۔

جہاں تک حکومت کی محصولاتی رقوم کا تعلق ہے، ایس او ایز سے رقوم کے دو اہم ذرائع میں ان اداروں کو دیے گئے حکومتی قرضوں پر مارک اپ آمدنی اور نفع بخش اداروں سے منافع منقسمہ آمدنی شامل ہیں۔ ان دونوں ذرائع سے مشترکہ طور پر حکومت نے مالی سال 13ء اور مالی سال 16ء کے دوران اوسطاً جی ڈی پی کے 0.4 فیصد تک آمدنی حاصل کی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ زیر جائزہ مدت میں بحیثیت

مجموعی مالیاتی کھاتے پر ایس او ایز کا اصل (خالص) بوجھ جس کی لاگت برداشت کی گئی، اوسطاً جی ڈی پی کا 1.2 فیصد اور ایف بی آر کے محصولات کا 12.4 فیصد تھا۔

تاہم واضح رہے کہ ایک اہم مالیاتی بوجھ جو اب تک بر قرار ہے، وہ دی گئی ضمانتیں ہیں۔ اگرچہ گذشتہ تین مالی سالوں میں حکومتی ضمانتوں کی بھاری رقوم کا تخمینہ (**جدول خ 2.4**) لگایا گیا تھا لیکن اصل خدشہ ان کا بھاری (پی ایس ای کا قرض) حجم ہے جو آخر دسمبر 2018ء تک ملکی جی ڈی پی کے 4 فیصد کی سطح کو چھو چکا ہے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ وفاقی حکومت ایس او ایز کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں کہ وہ اپنے سرمایہ جاتی اخراجات اور جاری سرمائے کی مالی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کمرشل بینکوں سے براہ راست قرضہ حاصل کریں۔ تاہم تفصیلی اعدادوشمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں سے تقریباً نصف ضمانتیں (46.5 فیصد) توانائی کے شعبے میں گردشی قرضوں کے باعث پیدا ہونے والی نقد رقوم کی مشکلات کی عکاس تھیں۔ آخر دسمبر 2018ء تک پاور ہولڈنگ پرائیویٹ لمیٹڈ (جس کے ذمہ گردشی قرضے کا بڑا حصہ واجب الادا ہے) میں بینکوں کا قرضہ جاتی انکشاف بڑھ کر 516.5 ارب روپے تک پہنچ گیا۔[2] اس بوجھ کو کم کرنے کے لیے حکومت نے حال ہی میں 200 ارب روپے مالیت کے صکوک جاری کیے ہیں، جس کے بعد سرکاری ملکیت کا ادارہ سی پی پی اے بجلی پیدا کرنے والی کمپنیوں کو ادائیگیوں کے قابل ہو سکا تھا۔ تاہم ایسے اقدامات صرف قلیل مدت میں ہی مؤثر ثابت ہو سکتے ہیں اور اس شعبے کو پائیدار بنیادوں پر چلانے کے لیے اس میں جامع تبدیلی لانے کی ضرورت ہے، جو درج ذیل ہے۔

جدول خ 2.4 : وفاقی حکومت اور کمرشل بینکوں سے ایس او ایز کے قرضوں کی لاگت کا تقابل

	وفاقی حکومت کے ترقیاتی قرضوں پر چارج کے قابل مارک اپ*	بینکوں کی غیر مالی پی ایس ایز کو بہ وزن اوسط قرض گاری شرحیں (آخر جون)****
م س15ء	10.53	6.8
م س16ء	7.37	6.66
م س17ء	6.5	4.98
م س18ء	6.62	7.04

ڈیٹا کا ماخذ: * نوٹیفکیشن نمبر ایف 8(2) جی ایس۔1/196-2018ء، وزارت خزانہ
** بینک دولت پاکستان

خ 2.4 بہتری کے لیے ایس او ایز کے صرف نقائص کافی نہیں بلکہ شعبہ جاتی پالیسی میں جامع تبدیلی ضروری ہے [کیس اسٹڈی: سرکاری شعبے کے ڈسکوز]

تفصیلی اعدادوشمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ توانائی کی رسدی زنجیر میں ہائیڈروکاربن کا شعبہ تیل اور گیس دریافت کرنے والی فرموں، ریفائنریوں اور تیل کی مارکیٹنگ کرنے والی کمپنیوں پر مشتمل ہے جو گذشتہ ایک دہائی سے اچھا منافع کماتی رہی ہیں۔ لیکن شعبہ بجلی کی پیداوار اور تقسیم پر زیادہ توجہ مرکوز کرنے سے اس کے مارجن سکڑ گئے، کیونکہ اس شعبے کے بیشتر ادارے کافی نقصان میں چل رہے ہیں

[2] آخر دسمبر 2018ء تک کمرشل بینکوں سے شعبہ توانائی کے اداروں کے مجموعی قرضوں میں ایس او ایز کا حصہ 73 فیصد تھا۔

(**جدول خ 2.5**)۔ جہاں تک ڈسکوز کو ہونے والے نقصانات (اوراسی لیے مالیاتی اعانت کی ضرورت) کا تعلق ہے تو اس کی وجوہات میں عام طور پر ان اداروں کے انتظامی اور تکنیکی نقائص ابھر کر سامنے آتے ہیں۔

جدول خ 2.5: شعبہ توانائی کے اہم اداروں کا خالص منافع / نقصان

ارب روپے

	م س13ء	م س14ء	م س15ء	م س16ء	م س17ء	م س18ء
او جی ڈی سی ایل	91.3	123.9	87.2	59.97	63.8	78.74
پارکو (60 فیصد)	13.1	10.4	13.6	18.8	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں
جی ایچ پی ایل (100 فیصد)	24.0	25.8	24.3	18.1	20.3	27.5
پی پی ایل (67.5)	42.1	50.9	38.4	17.2	35.7	45.7
پی ایس او (22.5)	12.6	21.8	6.9	10.3	18.2	15.5
ایس ایس جی سی (52.3 فیصد)	0.4	-3.8	-5.4	-6.1	1.3	دستیاب نہیں
جینکو II (100 فیصد)	-3.3	-2.4	3.8	-1.5	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں
جینکو I (100 فیصد)	0.7	1.5	0.8	-2.4	0.7	0.3
جینکو III (100 فیصد)	-4.3	-5.1	-1.5	-3.9	0.7	دستیاب نہیں
واپڈا (100 فیصد)	20.5	23.2	33.3	19.5	17.0*	دستیاب نہیں
این ٹی ڈی سی (88 فیصد)	59.4	7.3	8.9	9.2	10.6	14.7
گیپکو (100 فیصد)	7.1	-1.6	5.8	10.2	7.5	-5
ٹیسکو (100 فیصد)	-5.1	-2.3	0.9	0.2	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں
لیسکو (100 فیصد)	10.2	22.7	2.7	-7.7	-11.9	-27.3
میپکو (100 فیصد)	11.9	9.9	9.8	-10.3	-17.9	-33.8
لیسکو (100 فیصد)	13.8	10.4	-8.9	-11.2	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں
فیسکو (100 فیصد)	24.1	29.5	5.2	-13.3	-14.2	دستیاب نہیں
پیسکو (100 فیصد)	-32.5	-34.4	-15.1	-14.5	-19.4	-43.0
سیپکو (100 فیصد)	-19.4	-14.8	-17.7	-21.7	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں
حیسکو (100 فیصد)	-16.5	-12.6	-19.8	-27.2	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں
کیسکو (100 فیصد)	-13.8	9.1	-35.1	-34.6	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں

* ہائیڈرو الیکٹرک: نیپرا کی ضابطہ کاری میں کاروبار۔ قوسین میں دیئے گئے اعداد و شمار اداروں میں حکومتی حصے کو ظاہر کرتے ہیں۔

ڈیٹا کا ماخذ: وزارت خزانہ، کمپنیوں کے سالانہ رپورٹیں۔

خاص طور پر رقوم کی بازیابی کی کم سطح، ترسیل اور تقسیم کے بھاری نقصانات اور نظم و نسق کے مسائل کی وجہ سے گذشتہ برسوں کے دوران ایسے اداروں کے پاس بہت کم نقد رقوم کی بچت ہوتی رہی ہے، جنہیں وہ ترسیل اور تقسیم کے انفراسٹرکچر کی اپ گریڈیشن میں سرمایہ کاری کے لیے استعمال کر سکتے تھے۔ اس رائے کی توثیق بیشتر ڈسکوز کی خراب مالی حالت سے ہوتی ہے لیکن تقسیم کے شعبے کی مالی مشکلات کی وضاحت کرتے ہوئے موجودہ پالیسی اور ضوابطی طریقوں کے کردار کو اجاگر کرنا بھی اتنی ہی اہمیت کا حامل ہے۔

یہ بات سمجھنے کے لیے تین عوامل پر ایک نظر ڈالنا ضروری ہے:

(i) بہترین کارکردگی دکھانے والی ڈسکوز کو بھی سنگین مالی مسائل کا سامنا ہے:

یہاں ہم اسلام آباد الیکٹرک سپلائی کارپوریشن اور فیصل آباد الیکٹرک سپلائی کارپوریشن پر توجہ مرکوز رکھیں گے۔ ان ڈسکوز کو ہونے والے نقصانات ترقی یافتہ ممالک کے مساوی ہیں (**شکل خ 2.6**)۔ رقوم کی بازیابی کے لحاظ سے بھی اسلام آباد الیکٹرک سپلائی کارپوریشن

اور فیصل آباد الیکٹرک سپلائی کمپنی کی رقوم کی بازیابی کی سطح بھی بالترتیب 92 فیصد اور 97 فیصد رہی ہے۔ اس لیے یہ امر حیران کن نہیں ہے کہ ضابطہ کار (نیپرا) کی جانچ پر مبنی کارکردگی کی درجہ بندی میں یہ دونوں ادارے سرفہرست رہے ہیں اور کارکردگی کے لحاظ سے انہوں نے نجی شعبے (کے الیکٹرک) کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔

جدول خ 2.6 : کثیر سالہ قیمتوں کے تعین کے مختلف اجزا: لیسکو کا معاملہ

ردوبدل	لیسکو کی درخواست پر	نیپرا سے منظور شدہ
نرخ کی اساس پر منافع	18.85 فیصد	11.83 فیصد
ایکویٹی پر منافع	19.0 فیصد	16.67 فیصد
گردشی قرضہ	16.15 فیصد	سہ ماہی کائبور + 2.75
پچھلے سال کی مطابقت (ارب روپے)	1.0	-10.8
اضافی بھرتی	10,304 افراد	کوئی نہیں

ماخذ: نیپرا کی ویب سائٹ سے اخذ کردہ لیسکو کی قیمتوں کی آئینی درخواستوں پر

تاہم کارکردگی میں برتری کے باوجود مالی سال 16ء اور مالی سال 18ء میں ان اداروں کو آپریٹنگ نقصانات کا سامنا رہا۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ یہ ادارے مالی سال 16ء تک مستحکم خالص منافع کما رہے تھے، جب ان کی بیلنس شیٹ کو کچھ برسوں کی قیمتوں کے تعین میں ایک رکاوٹ نے نقصان پہنچایا۔ 2015ء میں نیپرا نے منافع میں چلنے والے کچھ ڈسکوز کے لیے کثیر سالہ قیمتیں متعارف کرائیں تاکہ انہیں نج کاری کے لیے تیار کیا جاسکے (**باکس خ 2.1**)۔ اگرچہ ان ڈسکوز نے خود کثیر سالہ قیمتوں کی درخواست کی تھی لیکن جتنے ٹیرف کا اعلان کیا گیا وہ اس سے ناخوش تھے اور انہوں نے نیپرا کے فیصلے کے خلاف آئینی درخواست دائر کردی (**جدول خ 2.6**)۔ بعد ازاں ان ڈسکوز نے اعلان کردہ ٹیرف پر نظر ثانی کے لیے قانونی ذریعے سے رجوع کیا۔ حکومت (وزارت توانائی) نے متاثرہ ڈسکوز کی طرف سے ہائی کورٹ میں شکایت درج کرائی۔ 2017ء میں عدالت نے انٹرپرائزز کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے نیپرا کو ہدایت کی کہ وہ ٹیرف پر نظر ثانی کرے۔

مالی سال 16ء، مالی سال 17ء اور مالی سال 18ء کے دوران جب قیمتوں کے تعین کے معاملے پر قانونی چارہ جوئی جاری تھی ان کمپنیوں کو اپنے صارفین کو پچھلے اعلان کے مطابق ٹیرف پر مشتمل بل دیے گئے (2015ء میں)۔ اس کا مطلب ہے کہ بجلی کے محصولات میں اضافہ بجلی کی خریداری پر آنے والے خرچ سے ہم آہنگ نہیں ہو سکا۔ عدالتی فیصلے کے بعد نیپرا نے قیمتوں کا دوبارہ تعین (ستمبر 2017ء میں) لیکن اس کی نشاندہی بعد از تاریخ کے طور پر کی گئی۔ گذشتہ دو برسوں کے اخراجات انہی انٹرپرائزز کو برداشت کرنا پڑے اور انہیں مالی نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔ مالی سال 18ء تک جب کثیر سالہ قیمتوں کے نظام پر نظر ثانی کی گئی تو مالی سال 16ء اور مالی سال 18ء کے درمیان اسلام آباد الیکٹرک سپلائی کارپوریشن کے خالص نقصانات بڑھ کر 46.9 ارب روپے تک پہنچ گئے۔ دوسری جانب مالی سال 16ء

اور مالی سال 17ء کے دوران فیصل آباد الیکٹرک سپلائی کارپوریشن کا مجموعی نقصان 27.5 ارب روپے تک پہنچ گیا(مالی سال 18ء میں اس نے اپنے مالی گوشوارے ظاہر نہیں کیے)۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ قیمتوں کے تعین اور اس سے منسلک طریقہ کار میں تاخیر بھی ڈسکوز کے لیے مالی دشواریاں پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ سینٹ میں ''گردشی قرضے: مسائل اور چیلنجز'' کے عنوان سے پیش کی گئی رپورٹ کے مطابق صارفین کی قیمتوں کے تعین میں تاخیر کا سینٹرل پاور پرچیزنگ ایجنسی کی خام قابل وصولی رقوم میں حصہ تقریباً ایک تہائی تھا۔ یہ کمپنی ڈسکوز کی خاطر بجلی کی خریداری کے لیے ذمہ دار ہے۔

باکس خ خ 2.1: کثیر سالہ ٹیرف کا نظام

''بجلی کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم کی ضابطہ کاری کے ایکٹ 1997ء'' کے تحت نیپرا کو قیمتوں کے تعین اور پیداوار، ترسیل اور تقسیم سمیت بجلی کی ساری رسدی زنجیر کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔ تقسیم کرنے والی کمپنیوں کی قیمتوں کا تعین کرنے کے لیے نیپرا دو مختلف طریقے اختیار کرتا ہے:(i) قیمتوں کے سالانہ تعین کے لیے ایک سالہ ٹیرف کا نظام اور(ii) ایک سال سے زائد کے لیے کثیر سالہ ٹیرف کا نظام۔

کثیر سالہ ٹیرف ایک مخصوص مدت میں اداروں کے منافع کی ضابطہ کاری کا ایک فریم ورک ہے جس میں ان کی تخمین شدہ آمدنی اور لاگت کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ کثیر سالہ ٹیرف کے ردوبدل میں کئی عوامل کو مد نظر رکھا جاتا ہے جس میں خریداری کی لاگت، ترسیل کی لاگت اور سرمائے کی لاگت شامل ہیں۔ خصوصاً، کثیر سالہ نظام درج ذیل پر مبنی ہے (i) تقسیم کے مارجن کے بعض اجزا کی اشاریہ سازی / ردوبدل (ii) ترسیل اور تقسیم کے نقصانات کے اہداف اور (iii) کثیر سالہ قیمتوں کی مدت میں مستقبل میں ہونے والی سرمایہ کاریاں۔ مزید برآں، بجلی خریدنے کی قیمت میں تبدیلی جیسی بعض لاگتیں اور اعلان میں تاخیر کے نتیجے میں پچھلے برس کا ردوبدل (جو قیمتوں کے مختلف اجزا کی وصولی سے کم / زیادہ ہو) اس کی مطابقت بروقت انداز میں کی جاتی ہے تاکہ عملی سرگرمیوں کی پائیداری کو یقینی بنایا جاسکے۔

ڈسکوز کثیر سالہ نظام کے حصول کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ: (i) کثیر سالہ نظام کو کم تغیر پذیر سمجھا جاتا ہے اور یہ اس مدت میں محدود ردوبدل سے مشروط ہوتا ہے، جو بنیادی ٹیرف اور سرمائے کی لاگت پر نظر ثانیوں کی شدت کم کر دیتا ہے (ii) کثیر سالہ نظام کارکردگی پر مبنی قیمتوں کی ایک ساخت مقرر کرتا ہے، جس میں ڈسکوز کو بہتر کارکردگی پر فوائد حاصل ہوتے ہیں اور ترسیل اور تقسیم کے نقصانات کم رہتے ہیں (iii) یہ کمپنیوں کو ناقابل برداشت خطرات سے تحفظ فراہم کرتا ہے جیسے بجلی کی خریداری کی قیمت میں غیر متوقع تبدیلیاں اور (iv) اور یہ ضوابطی پروٹوکولز کے اثرات (جیسے درخواست دائر کرنے اور سماعت کے لیے درکار وقت وغیرہ) کم کر دیتا ہے۔

(ii)ٹیوب ویلوں پر دس سالہ زر اعانت اور اس کے بعد ٹیرف کے نوٹی فکیشنز میں تاخیر کے باعث کیسکو کی رقوم کی وصولی کمزور ہے

بجلی تقسیم کرنے والی صنعت میں کیسکو(Qesco) کو ترسیل اور تقسیم کے بلند ترین نقصانات کا سامنا ہے اور اس کی وصولی کے تناسبات کم ترین سطح پر ہیں۔ کیسکو کی جانب سے فراہم کی جانے والی بجلی کا 75 فیصد زرعی صارفین ٹیوب ویل چلانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ 2001ء اور 2010ء کے دوران ٹیوب ویلوں کے کنکشنز کے لیے زراعانت دیا گیا: جس میں زرعی صارفین کو 4000 روپے ماہانہ بل کی ادائیگی کے لیے دیے گئے اور بقیہ رقم کیسکو، بلوچستان حکومت اور وفاقی حکومت کو برداشت کرنا تھی جن کا تناسب بالترتیب 30، 30اور 40ہے۔

ابتدائی طور پر اعلان کردہ مدت کی تکمیل کے بعد زراعانت پروگرام کو 27 مہینوں کے لیے بند کر دیا گیا جسے بعد ازاں دسمبر 2012ء میں بحال کر دیا گیا۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ کاشت کاروں، کیسکو اور صوبائی اور وفاقی حکومتوں کے درمیان واجب الادا رقوم کی تقسیم کے لیے کوئی وضاحت / نوٹیفکیشن جاری نہیں کیا گیا۔ زرعی صارفین بجلی کے بلوں میں اس سے زیادہ رقوم کی ادائیگی میں ہچکچارہے تھے جس کا بوجھ ان پر زراعانت کے نظام میں ڈالا گیا تھا، اور اسی لیے ان 27 مہینوں میں ان کی نادہندگی برقرار رہی۔ صرف یہ رقم ہی 55.3 ارب روپے بنتی ہے۔ مزید برآں، اس کے بعد بجلی کے بل بھی متاثر ہوئے کیونکہ صارفین کے لیے ضروری تھا کہ وہ موجودہ بل جمع کرانے سے قبل اپنے زیر التوا بلوں کی رقوم جمع کروائیں۔ اس کا مطلب ہے کہ صارفین اپنی موجودہ مدت کے واجبات کی ادائیگی چاہتے تھے لیکن پچھلے بوجھ کی وجہ سے وہ اس کی ادائیگی سے قاصر رہے۔

ادائیگیوں کے تناسب اور واجبات کا مذکورہ نوٹیفکیشن اب تک زیر التوا ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ 2010ء سے قبل کیسکو کی جانب سے ان رقوم کی وصولی کا تناسب 80 فیصد تھا، جو آخر 2017ء تک کم ہو کر صرف 43.6 فیصد رہ گیا۔ اگرچہ کیسکو کے نادہندگان کی اکثریت زرعی صارفین پر مشتمل ہے اور حکومت بلوچستان اور وفاقی حکومت کے ذمے اس ادارے کے 44.8 ارب روپے واجب الادا ہیں۔

(iii) نفاذ کے مسائل[3]

تیسرا پہلو بجلی کی چوری اور رقوم کی کم وصولی کا ہے۔ پاکستان میں ادائیگیوں پر نادہندگی کے باوجود 5.3 ملین بجلی کے کنکشن ایسے ہیں جو بجلی حاصل کر رہے ہیں۔ آخر جون 2018ء تک ان نادہندگیوں کی واجب الادا رقوم 404.8 ارب روپے تھیں جو ڈسکوز کی مجموعی قابل وصولی رقوم کا تقریباً نصف بنتی ہیں۔ یہ نادہندگیاں بنیادی طور پر 4 ڈسکوز میں مرتکز ہیں جن میں کوئٹہ، پشاور، سکھر اور حیدرآباد شامل

[3] اس سیکشن میں جن مسائل کو اجاگر کیا گیا ہے اور جو ڈیٹا پیش کیا گیا ہے اسے سینیٹر شبلی فراز کے تحریر کردہ "گردشی قرضہ: مسائل اور حل" سے حاصل کیا گیا۔

ہیں۔ مزید بر آں، بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان ڈسکوز سے رقوم کی وصولی کی خاطر خواہ کوششیں نہیں کی جارہیں جبکہ سیکورٹی اور امن و امان کے مسائل بھی رقوم جمع کرنے کے عمل میں رکاوٹ بن رہے ہیں۔ جب نادہندگیوں پر کنکشن منقطع پر عملدرآمد کی بات آتی ہے تو سیاسی ترجیحات کو مسترد نہیں کیا جاسکتا۔

مثلاً، جہاں تک سیپکو کا تعلق ہے تو قانون نافذ کرنے والے اداروں کے درمیان تعاون کا فقدان اہمیت کا حامل ہے۔ اس ادارے کی نجی شعبے میں قابل وصولی رقوم میں گذشتہ تین برسوں سے 8 تا 10 ارب روپے سالانہ کی شرح سے اضافہ ہورہا ہے، بنیادی طور پر بجلی چوری کی وجہ سے، اور م س 18ء کے اختتام پر قابل وصولی رقوم 84.6 ارب روپے تھیں۔ اس ضمن میں تقسیم کار کمپنی نے قانون نافذ کرنے والے اداروں سے تعاون کی درخواست کی تھی تاکہ وہ متاثر اور حساس علاقوں میں رقوم کی بازیابی ممکن بناتے ہوئے اپنے نقصانات میں کمی لاسکیں لیکن اس سے خاطر خواہ مدد نہیں مل سکی۔[4] اسی طرح پشاور الیکٹرک سپلائی کمپنی (پیسکو) کے لیے انتظامی اور سیاسی ذمہ داریوں کے باعث نادہندگان کے خلاف اقدام اٹھانا مشکل ہے۔ کنکشن منقطع کرنے کے بعد کمپنی کے عملے کو جو بدترین صورت حال پیش آئی اس میں سڑکوں کی بندش اور حملے اور بجلی کی ترسیل کے ٹاوروں کو دھماکے سے اڑانا شامل ہے۔

اس کے علاوہ تقسیم کار کمپنیوں کی صوبائی حکومتوں کے زیر التوا قابل وصولی رقوم کا حجم بھی زیادہ ہے۔ ایک توسیع شدہ مدت تک رقوم کے حاصل نہ ہونے سے ان اداروں کے سیالیت کے مسائل میں شدت آگئی۔

خ 2.5 جب تک پالیسی اور مجموعی کاروباری حالات میں تبدیلی نہیں آتی، محض انتظامی تبدیلی ایس او ایز کے لیے کافی نہیں

اگرچہ ڈسکوز (اور دیگر ایس او ایز) کی نج کاری پر بہت زیادہ زور دیا جاچکا ہے پھر بھی مساوی طور پر (اگر زیادہ نہیں تو) اس کے لیے مخصوص مدتی عملی منصوبے کی ضرورت ہے جو: (i) بجلی کو کم لاگت ذرائع پر منتقل کرے (ii) مہنگے اور زراعانت کے غیر تسلی بخش ہدف سے دور رہے (iii) نظم ونسق اور ضوابطی انفراسٹرکچر کے نقائص دور کرے (iv) قیمتوں میں اتار چڑھاؤ کو ختم کرے اور (v) سیکورٹی کے لحاظ سے دشوار علاقوں میں نادہندگان کے خلاف مؤثر کریک ڈاؤن شروع کرے۔ نج کاری سے مدد مل سکتی ہے لیکن اس کی اثر انگیزی کا دارومدار اس بات پر ہوگا کہ ایس او ایز کے ساختی اور سیاسی چیلنجوں سے کس طرح نمٹا جاتا ہے۔

[4] ایک سروے کرنے کے بعد سیپکو کو پتہ چلا کہ تقریباً 400,000 غیر قانونی کنکشن اس کی حدود میں فعال ہیں۔ سیپکو کے مطابق مالی سال 16ء تا مالی سال 18ء (جولائی تا مئی) کے دوران 11,905 ایف آئی آرز مقامی پولیس کے پاس درج کرائی گئیں، جن میں سے 79 فیصد رجسٹرڈ تھیں۔

ڈسکوز کے ترسیل اور تقسیم کے نقصانات میں کمی کے لیے بھاری سرمایہ جاتی سرمایہ کاریوں کی ضرورت ہے تاکہ ناقابل بھروسہ اور پرانے پیداواری پلانٹس کو کم وولٹیج کی حامل ترسیل اور تقسیم کی لائنوں کو مرحلہ وار تبدیل کیا جاسکے۔ لہٰذا، حکومت کو سب سے پہلا اقدام جو اٹھانا چاہیے وہ اس کے زراعانت کے اخراجات کو حقیقت پسندانہ بنانا اور تقسیم کے شعبے میں جدت طرازی اور بحالی کے لیے سرمایہ کاریوں میں تیزی لانا ہے۔ مزید برآں، وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت دونوں کو چاہیے کہ وہ اپنی کوششوں میں تیزی لائیں اور اپنے خرچ کی ساخت کو شعبہ توانائی کی سرمایہ جاتی ضروریات سے ہم آہنگ کریں۔ واضح رہے کہ فی الوقت ڈسکوز ایسی پوزیشن میں نہیں ہیں کہ وہ اپنے تقسیم کے انفرسائٹرکچر کے لیے درکار اپ گریڈیشن کا عمل انجام دے سکیں کیونکہ انہیں نقدر قوم کی مشکلات کا مسلسل سامنا ہے۔ تاہم، وسط مدت میں سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام پر ڈسکوز کے انحصار میں کمی کی جاتی سکتی ہے اور ان اداروں کو اپنی بیلنس شیٹ کی مضبوطی کے مطابق درکار قرضے حاصل کرنے کے قابل ہونا چاہیے۔

مزید برآں، ایس او ایز کے آپریشنل اور انتظامی طریقوں میں صوبائی حکومتوں کی شمولیت بھی افادیت کی حامل ہے۔ نقصان کی بازیابی میں سہولت دینے سے صوبائی حکام توانائی کے شعبے کی ایس او ایز کو بھی بجلی چوری اور کنکشن منقطع ہونے کے بعد بجلی کے استعمال جیسے اہم مالی مسائل سے نمٹنے میں مدد مل سکتی ہے۔

مختصر یہ کہ مجموعی ایس او ای شعبے کی کارکردگی میں بہتری لانے کے لیے شعبہ توانائی میں فیصلہ کن اقدامات کے ساتھ ساتھ ان اداروں کے ادارہ جاتی نظم ونسق میں عمومی بہتری لانے کی ضرورت ہے۔ ایک ایسے ماحول کی تخلیق کے لیے کوششیں کی جانی چاہئیں جسے کمرشل بنیادوں پر چلایا جاسکے اور ایس او ایز کسی بھی سیاسی مداخلت کے بغیر آزادی سے کام کر سکیں۔ اس تناظر میں شعبہ توانائی کی ہم آہنگ اور مربوط پالیسی تشکیل دینے پر قومی اتفاق رائے کی ضرورت ہے جس میں حکومتی سطح کے تمام فریقوں کی شراکت داری واضح ہو۔

ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح

1) **جی ڈی پی:** جاری سال کے لیے اسٹیٹ بینک منصوبہ بندی کمیشن کے سالانہ منصوبے میں دیے گئے جی ڈی پی ہدف کو استعمال کر کے جی ڈی پی کے ساتھ مختلف متغیرات مثلاً مالیاتی خسارہ، سرکاری قرضہ، جاری کھاتے کا توازن، تجارتی توازن وغیرہ کے تناسبات کا حساب لگاتا ہے۔ یہ تناسبات معلوم کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک جی ڈی پی سے متعلق اپنے تخمینے استعمال نہیں کرتے تاکہ یکسانیت برقرار رہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ تخمینے سال کی مختلف سہ ماہیوں میں بدلتے ہوئے معاشی حالات کے ساتھ مختلف ہوتے ہیں۔ مزید برآں، مختلف تجزیہ کاروں کے تخمینے الگ الگ ہو سکتے ہیں۔ اگر ہر کوئی ایک مختلف جی ڈی پی تخمینے کا بطور نسب نما استعمال کرے تو معاشی مسائل پر بحث بہت الجھ جائے گی۔ چنانچہ معاشی مسائل پر بامعنی بحث کے لیے ایک مشترک عدد سے مدد ملتی ہے اور منصوبہ بندی کمیشن کا دیا ہوا عدد اس مقصد کو بہتر طور پر پورا کرتا ہے۔

2) **مہنگائی:** مہنگائی کا حساب لگانے کے لیے عموماً تین اعداد استعمال ہوتے ہیں: (i) مدت کی اوسط مہنگائی، (ii) سال بسال یا سالانہ مہنگائی، اور (iii) ماہ بہ ماہ یا ماہانہ مہنگائی۔ مدت کی اوسط مہنگائی کا مطلب ہے جولائی سے لے کر سال کے کسی مہینے تک اوسط مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت (CPI) میں گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں فیصد تبدیلی۔ سال بسال مہنگائی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں پچھلے سال کے اسی مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی کو کہتے ہیں جبکہ ماہانہ مہنگائی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں گذشتہ مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی ہے۔ مہنگائی کی ان تعریفوں کے کلیے ذیل میں دیے گئے ہیں۔

$$\text{Period average inflation } (\pi_{Ht}) = \left(\frac{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-i}}{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-12-i}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{YoY inflation } (\pi_{YoYt}) = \left(\frac{I_t}{I_{t-12}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{Monthly inflation } (\pi_{MoMt}) = \left(\frac{I_t}{I_{t-1}} - 1 \right) \times 100$$

جہاں I_t سے مراد سال کے t^{th} مہینے میں صارف اشاریہ قیمت ہے۔

3) **قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی بمقابلہ مالیاتی خسارے کی مالکاری:** سرکاری قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی وزارت خزانہ کے فراہم کردہ مالیاتی مالکاری کے اعداد و شمار کے مطابق نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ مختلف عوامل ہیں جن میں یہ شامل ہیں: (i) قرضے کے اسٹاک میں حکومتی قرض گیری کی مجموعی قدر شامل ہوتی ہے جبکہ مالکاری اعداد و شمار کا حساب لگاتے وقت قرض گیری کی بینکاری نظام میں حکومت کی امانتوں سے تطبیق کی جاتی ہے، (ii) قرضے کے اسٹاک میں شرح مبادلہ کی تبدیلیوں کی وجہ سے بھی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں جس سے بیرونی قرضے کی روپے میں قدر متاثر ہوتی ہے، اور (iii) مختلف دیگر ملکوں کی باہمی شرح ہائے مبادلہ میں اتار چڑھاؤ بھی امریکی ڈالر کی قیمت پر اثر انداز ہوتا ہے جس سے بیرونی قرضے میں روپے کی قدر پر اثر پڑتا ہے۔

4) **حکومتی قرض گیری:** بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری کی مختلف شکلیں ہیں اور ہر شکل کے اپنے خواص اور مضمرات ہیں جن پر ذیل میں بحث کی گئی ہے:

(الف) اعانت میزانیہ کے لیے حکومتی قرض گیری:

اسٹیٹ بینک سے قرض: وفاقی حکومت براہ راست اسٹیٹ بینک سے 'ویز اینڈ مینز ایڈوانس' (Ways and Means Advance) کے راستے یا مارکیٹ ریلیٹڈ ٹریژری بلز (ایم آر ٹی بیز) کی (اسٹیٹ بینک کے ہاتھوں) خریداری کے ذریعے قرض لے سکتی ہے۔ ویز اینڈ مینز ایڈوانس حکومتی قرض کے طور پر سال میں 10 کروڑ روپے تک 4 فیصد سالانہ کی شرح سود پر دیا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ رقم اسٹیٹ بینک کی جانب سے بہ وزن اوسط یافت پر ششماہی ایم ٹی بیز کی خریداری کے ذریعے حاصل کی جاتی ہے۔ اس یافت کا تعین ٹریژری بلز کی حالیہ ترین پندرہ روزہ نیلامی سے کیا جاتا ہے۔

صوبائی حکومتیں اور حکومت آزاد جموں و کشمیر بھی اپنے ڈیٹر بیلنس (اوورڈرافٹ) جس کی ان کے لیے طے شدہ حدود ہیں براہ راست اسٹیٹ بینک سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان قرضوں پر شرح سود ششماہی ایم ٹی بیز کی سہ ماہی اوسط یافت ہوتی ہے۔ اگر اوورڈرافٹ حدود کی خلاف ورزی ہو تو صوبے پر 4 فیصد سالانہ کی اضافی شرح سے ہرجانہ لیا جاتا ہے۔

جدولی بینکوں سے قرض: یہ قرض زیادہ تر سہ ماہی، ششماہی اور بارہ ماہی مارکیٹ ٹریژری بلز (ایم ٹی بیز) کی پندرہ روزہ نیلامی کے ذریعے لیا جاتا ہے۔ حکومت پاکستان، 3، 5، 10، 15، 20 اور 30 سال کے پاکستان انوسٹمنٹ بانڈ کی نیلامی کے ذریعے بھی قرض لیتی ہے۔ صوبائی حکومتوں کو جدولی بینکوں سے قرض لینے کی اجازت نہیں۔

(ب) اجناسی مالکاری: وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتیں دونوں اجناس مثلاً گندم، چینی وغیرہ کی خریداری کے لیے جدولی بینکوں سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان اجناس کی فروخت کی آمدنی بعد میں اجناسی قرض کی واپسی میں استعمال ہوتی ہے۔

5) **اعدادوشمار کے مختلف ماخذوں کے اختلافات:** مختلف متغیرات مثلاً حکومتی قرض گیری، بیرونی تجارت وغیرہ کے اسٹیٹ بینک کے اعدادوشمار وزارت خزانہ اور پاکستان دفتر شماریات کی فراہم کردہ معلومات سے ہم آہنگ نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ شماریاتی تعریفوں، کوریج وغیرہ کے اختلافات ہیں۔ اس کی بعض صورتیں ذیل میں دی گئی ہیں۔

(الف) بجٹ خسارے کی مالکاری (وزارت خزانہ بمقابلہ اسٹیٹ بینک کے اعدادوشمار): وزارت خزانہ کی فراہم کردہ مالیاتی کارروائیوں کی سہ ماہیوں کی جدولوں اور اسٹیٹ بینک کے زری سروے میں دیے گئے اعدادوشمار میں اکثر فرق ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وزارت خزانہ حکومت کے بینکوں سے قرض کے اعدادوشمار نقد کی بنیاد پر دیتی ہے جبکہ اسٹیٹ بینک کا زری سروے واجب الوصول (accrual) بنیاد پر مرتب کیا جاتا ہے یعنی اس میں ٹی بلز پر جمع شدہ سودی ادائیگیاں شامل کی جاتی ہیں۔

(ب) بیرونی تجارت (اسٹیٹ بینک بمقابلہ پاکستان دفتر شماریات): توازن ادائیگی میں اسٹیٹ بینک کے تجارتی اعدادوشمار پاکستان دفتر شماریات سے مطابقت نہیں رکھتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک کی مرتب کردہ شماریات مبادلہ کے ریکارڈ پر مبنی ہوتے ہیں جن کا انحصار زرمبادلہ کی اصل وصولی اور ادائیگی پر ہوتا ہے جبکہ پاکستان دفتر شماریات اجناس کی اصل نقل و حرکت (کسٹم ریکارڈ) کے مطابق اعدادوشمار ریکارڈ کرتا ہے۔ مزید یہ کہ اسٹیٹ بینک برآمدات اور درآمدات دونوں کو بطور فری آن بورڈ (fob) درج کرتا ہے جبکہ پاکستان دفتر شماریات کی برآمدات کے اعدادوشمار فری آن بورڈ کے اعتبار سے ہوتے ہیں اور درآمدات میں کرائے بھاڑے کی لاگت اور بیمہ (cif) شامل ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں درآمدی اعدادوشمار میں فرق کوریج کے اختلافات کی بنا پر بھی ہوتا ہے مثلاً اسٹیٹ بینک کے درآمدی اعدادوشمار میں غیر مقیم پاکستانیوں کی ناقابل واپسی سرمایہ کاریاں (NRI)[1]، بیرونی امداد کے تحت ہونے والی درآمدات اور افغانستان سے زمینی درآمدات وغیرہ شامل نہیں کی جاتیں۔ برآمدی اعدادوشمار میں یہ اختلافات اس لیے ہوتے ہیں کہ پاکستان دفتر شماریات کے ڈیٹا میں افغانستان کو جانے والی برآمدات، ممکنہ خریداروں کو برآمد کنندگان کی طرف سے بھیجے گئے برآمدی نمونے، ایکسپورٹ پروسیسنگ زونز کی برآمدات وغیرہ شامل نہیں ہوتیں۔

[1] ناقابل واپسی سرمایہ کاری (NRI) میں ملک سے باہر خریدی گئی مشینری ملک میں لانے والے بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کی جانب سے چھوٹی سرمایہ کاریاں اور ڈیوٹی فری شاپس سے کی گئی خریداریاں شامل ہیں۔

فرہنگ (انگریزی-اردو)

anecdotal evidence	منقولی شواہد
benchmark	نشانیہ
CBU	مکمل ساختہ اکائیاں
circular debt	گردشی قرضہ
Consumer Price Index	صارف اشاریہ قیمت
demand pressure	طلبی دباؤ
double digit growth	دوہندسی نمو
exchange rate	شرحِ مبادلہ
external sector	بیرونی شعبہ
foreclosure	قرقی
Foreign Direct Investment	بیرونی براہ راست سرمایہ کاری
Foreign Portfolio Investment	بیرونی جزدانی سرمایہ کاری
gross value addition	مجموعی اضافۂ قدر
inflation	مہنگائی
intermediate items	نیم تیار مصنوعات
Large Scale Manufacturing	بڑے پیمانے کی اشیاسازی
liquidity	سیالیت
maturity	عرصیت / میعاد
mortgage	رہن
Net Domestic Assets	خالص ملکی اثاثے
Nominal Effective Exchange Rates	نامیہ مؤثر شرحِ مبادلہ
Net Foreign Assets	خالص بیرونی اثاثے
portfolio	جزدان
profitability	نفع یابی
Real Effective Exchange Rate	حقیقی مؤثر شرحِ مبادلہ
remittances	ترسیلاتِ زر
retailer	خردہ فروش
Semi-Knocked Down	نیم ساختہ صورت میں
sovereign debt	ریاستی قرضہ
speculative	سٹّہ بازانہ
subsidy	زراعانت
surplus	فاضل
unreported gain	غیر مندرج منافع

فرہنگ (اردو-انگریزی)

بڑے پیمانے کی اشیا سازی	Large Scale Manufacturing
بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	Foreign Direct Investment
بیرونی جزدانی سرمایہ کاری	Foreign Portfolio Investment
بیرونی شعبہ	external sector
ترسیلاتِ زر	remittances
جزدان	portfolio
حقیقی مؤثر شرحِ مبادلہ	Real Effective Exchange Rate
خالص بیرونی اثاثے	Net Foreign Assets
خالص ملکی اثاثے	Net Domestic Assets
خردہ فروش	retailer
دوہندسی نمو	double digit growth
ریاستی قرضہ	sovereign debt
رہن	mortgage
زراعانت	subsidy
سٹّہ بازانہ	speculative
سیالیت	liquidity
شرحِ مبادلہ	exchange rate
صارف اشاریہ قیمت	Consumer Price Index
طلبی دباؤ	demand pressure
عرصیت / میعاد	maturity
غیر مندرج منافع	unreported gain
فاضل	surplus
قرقی	foreclosure
گردشی قرضہ	circular debt
مجموعی اضافۂ قدر	gross value addition
مکمل ساختہ اکائیاں	CBU
منقولی شواہد	anecdotal evidence
مہنگائی	inflation
نامیہ مؤثر شرحِ مبادلہ	Nominal Effective Exchange Rates
نشانیہ	benchmark
نفع یابی	profitability
نیم تیار مصنوعات	intermediate items
نیم ساختہ صورت میں	Semi-Knocked Down